

ہماری درمیگ مطبوعات

قانونِ شہریت
جنگی زیور

مکاشفۃ القلوب
جاد الحق

سُنی بہشتی زیور
شمع شبستان رضا

کشف المحبوب
اولیاء پاکستان

بارہ تفسیریں
شان حبیب الرحمن

محفل انبیاء
جامع کرامات اولیاء

ہشت بہشت
احکام شریعت

عورتوں کی حکایات
سُنی فضائل اعمال

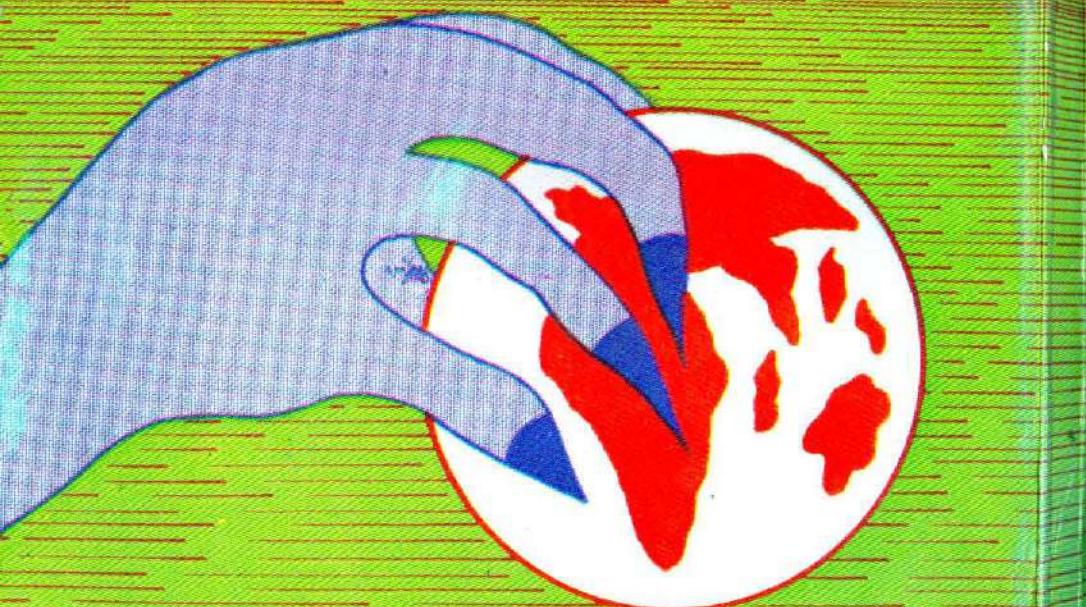
Rs.

ضیاء القرآن پبلیکیشنز

گنج بخش روڈ - اردو بازار - لاہور

اکراب بھی نہ جا کے تو.....

نتیجہ فکر: شمس نوید عثمانی
ترجمانی: ایس عبداللہ طارق



امتاب

اس مرحوم خاتون کے نام

جس نے مرتے دم تک منانچی کی تجارت کی۔
اُسی تجارت جس کا فرع عبدالابا تک فرشتے اس کے حضور پیش کرتے رہیں گے۔

اُس معندر بہن کے نام

جو محیل سات سال سے بستر پر ہے۔
جس کی آنکھوں سے ننکے والا ہر انسون پنکے سے پہلے قبول کریا جاتا ہے۔
کیونکہ یوتی وہ اپنی ذات پر نہیں بلکہ سکتی ہوئی انسانیت پر بخادر کرتا ہے۔

آن نوجوان دیوانوں کے نام

جونفت کے لامتناہی اذہبیوں میں مجست کے چراغ ہاتھ میں لے کر تخلی کھڑے ہوئے ہیں
وہشت گردی کی اندھیاں ان پر پہنچی ہیں؛
لیکن وہ چراغ سے چراغ جلاتے چلے جا رہے ہیں۔

ان بھروس پر سلام

اس کتاب کے تعلیم یا جزو کی اشاعت یا اس حکمی زبان میں ترجیح کی مام اجازت ہے۔ ہم اس پر
کوئی رالمیٹ طلب نہیں کریں گے لیکن ہماری درخواست ہے کہ اس کے کسی جزو کی کسی زبان میں اشاعت
سے پہلے مولانا شمس نویہ عثمانی یا اقام الحروف سے رابطہ ضرور تھام کریں تاکہ کسی تحقیقی اضافے یا تبدیلی
سے آگاہ کیا جاسکے۔ (الیس عبداللہ طارق۔ بازار نصرالشہ طاح۔ رام پور۔ ۱۹۲۹ء۔)

بار اول فروری ۱۹۸۷ء تعداد ۲۲۰۰ با جمجم۔
بار دوم جون ۱۹۸۹ء " ۲۲۰۰ با ششم۔

بار سوم جولائی ۱۹۸۹ء " ۲۲۰۰ کتابت۔ محمد عارف خاں خوش نویں رامپور
بار چہارم اگست ۱۹۸۹ء " ۲۲۰۰ مطبوع۔ بجے۔ آر۔ آفسیٹ پریس دہلی۔

JASEEM B. Depot
Rs. 45/-

ملنے کے رہنمے

- ۱۔ ادارہ عِسلام و حکمت دیوبند (دیو، پی) ۲۴۷۵۵۴
- ۲۔ غظیم مکبہ دیوبند (دیو، پی) ۲۴۷۵۵۴
- ۳۔ فلاح پیشنسگ ہاؤس سوپور (کشیر) ۱۹۳۲۰۱
- ۴۔ دارالاشرافت اسلامیہ مولانا شوکت علی روڈ، کوئٹہ اسٹریٹ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

ترتیب سخن

الراہ اکیا

دشتِ جنوب کا لایک فر ۸ حق ادا کرو! ۱۱ آغاز سخن ۱۶

۱. القلب کی پیشین گوئی ۲۹۶۱

لبرک بے حرمت ۱۴ ضابعیم ۱۹ کیا اصل عذاب ایسی باقی ہے؟ ۲۰
تبلیغی قوم کی وید ۲۲ یا یہم اللہ کے نزدیک ہوں ہیں؟ ۲۳
وہ کون سی قوم پوستکتی ہے؟ ۲۵

۲. ہندو قوم کا نبی ۳۰ تا ۳۷

کرشنا مین کی حیرت ۳۱ حضرت نوح کی امت نبی یہی کھویا ہے! ۳۰
ہندو قوم، قوم نوچ ہے ۳۲ قرآن کی گواہی

۳. قرآن میں ہندو قوم کا ذکر ۳۸ تا ۴۳

قرآن پرالام ۴۸ قرآن میں سب قوتوں کے ناموں کی تحقیق یہ نہیں ہوئی ۴۹
حضرت نوح کی قوم ہی صابئین ہیں۔ ۵۱

۴. یکسانیت اور ازالی رشتہ ۴۵ تا ۵۸

رجمات اور تعلقات کا جائزہ ضروری ہے! ۵۵ حیرت ایکیز ماملت ۵۶

پندو اور سانوں کی شرک اقدام ۳۴ رخچے ازل سے ہوتے ہیں ۵۹
حضرت ادم ہندوستان میں ۵۱ حضرت نوح ہندوستان میں ۵۲ حضرت موسیٰ
و دیگر انبیاء ہندوستان میں ۵۲ حضرت مسی ہندوستان میں ۵۸ حضرت موسیٰ
صطفاء اور ہندوستان ۵۱ عرب و ہند کجا ایک تھے ۶۲ دھول کی تھوڑی پرنسی
پاش نہیں چڑھے گی ۶۴

۵. اولین آسمانی صحائف۔ وید ۹۵ تا ۱۰۹

وید کا تعارف ۶۹ مقدس کیسے نامی؟ ۶۲ ایک کلام دوسرے کلام کی
روشنی میں ۶۵ ابکی اور پرکیے ۸۵ آخری گواہی باقی ہے ۸۶
اوگر تھے راولین صحائف کے نام سے ڈھونڈئے ۸۶ اولین صحائف موجود ہیں
وید ہی اولین صحائف ہیں ۹۱ وید احمد و دیگر ہندو مذاہب کی کتب ۹۳

۶. ابتدائی کائنات حضرت احمد مجتبی ۹۶ تا ۱۱۰

حقیقت احمدی ۹۶ حقیقت احمدی ہر مقدس کتاب میں ہے ۱۰۰
عقلی ثبوت ۱۰۲ سائنس بہنال کی محتاج ہے ۱۰۳ سرورِ کائنات
ہی کائنات کی ابتداء ہیں ۱۰۵ قرآن سے بحث نہیں ہے ۱۰۶

۷. اگنی۔ ویدوں میں ایک معتمہ ۱۱۳ تا ۱۱۷

۸. اسلام اور ہندو دھرم ناموں کی یکسانیت ۱۱۷ تا ۱۱۸
و دیگر محققین کیا کہتے ہیں؟ ۱۱۲ ہندو مت کا اسلامی نام ۱۱۳
اللہ نام سب ذاتیں میں ۱۱۴ رحمٰن اور رحیم جی..... ۱۱۵

۹. ویدک دھرم میں توحید ۱۱۹ تا ۱۲۳

ہندو مندہب کا عقیدہ توجیہ ۱۱۹ تحریری شکل میں غیر موجود ۱۲۲

۱۶۲- را پندرہ بیک کی پیدائش سے پہلے بھی رام نہ تھا میں [۱۶۲] دیدار حضرت [۱۶۳]
خود رام کنام سے پہلے [۱۶۴] در امان کراز [۱۶۹] روایت باقی ہے طلب
بھول گئے [۱۶۵] خوشی کرشن کی حقیقت [۱۶۱] دویچے معاشر عرب گئے ہیں [۱۶۳]

۱۶۶- دیدوں میں آنحضرت کا مقام محمود ۷، نما، ۱۶۶

۱۶۷- دیدک دھرم میں دجال کا بیان مہ نامہ

۱۶۸- دیدار - راز کیوں رہے ہیں؟ ۱۸۱ تا ۱۸۵

۱۶۹- پسندیدہ میں پڑھ آرہے چہرہ رب راز [۱۸۱] بدھی غلط [۱۸۲]

۱۷۰- سابقہ صحائف پر ایمان ۱۹۳ تا ۱۸۸

۱۷۱- ایک خط فرمی کراز [۱۸۷] دین حضرت اسلام ہے نیکن.... [۱۸۶] کوئی مقدس
صحیفہ اصل شروع نہیں ہوا [۱۸۸] پھر ان تابوں پر ایمان لانے کا مطلب [۱۸۹] یتھا
کیوں سوں ہے؟ [۱۹۰] کیا حدیث میں بھی تضاد ہے؟ [۱۹۱] صحیح پس منظر میں
دیکھئے [۱۹۲]

۱۹۳- دعوت کاظمی کا ر ۲۴۷ تا ۱۹۳

۱۹۴- کیا جدید ایکتاب ہے؟ [۱۹۴] ایکتاب نہیں اپنیں ہیں [۱۹۵] دعوت کاظمی کا احادیث
کی روشنی میں [۱۹۶] — قرآن کی روشنی میں [۲۰۰] پسندیدہ کا اس کی کھوئی ہوئی
حقیقت دیجئے [۲۰۲] دوز بروست عاوی [۲۰۳] کاشیم سمجھ لیں کر... [۲۰۵]
کہ انکھاتا کیجئے [۲۰۶] مریکوں کی خالی [۲۰۶] سارشیا حکمت علی [۲۱۱]
خلاص [۲۱۱] پسندیدہ مسلم جانتے ہیں [۲۱۲] میگزٹے دلا ہے [۲۱۲]
دلیل خداوندی [۲۱۳] لے کاش....! [۲۱۳]

۱۹۵- انہیں خود بھی تلاش ہے ۲۱۶ تا ۲۱۵

۱۹۶- معیار حرف قرآن ۲۱۸ تا ۲۱۶

اجمیں سخن

۱۶۷- پندرہ عالم کی دیدوں سے دوری [۱۶۷] خط ارجمندی ارجمندی

۱۶۸- دیدک دھرم اور رسالت ۱۳۳ تا ۱۳۲

۱۶۹- اپنیار کے ذکرے [۱۶۲] بجا آؤت میں حضرت محمد کا ذکر

۱۷۰- دیدوں میں حضرت نبی کا ذکر [۱۶۳] دیدوں میں حضرت محمد کا ذکر

۱۷۱- دیدک دھرم اور آخرت ۱۳۵ تا ۱۳۴

۱۷۲- عتیدہ آخرت اور پریزم [۱۳۵] پندرہ عققین کا اقرار

۱۷۳- دیدوں میں آخرت کا تصور [۱۳۶] دیدوں میں جنت کی تفصیلات

۱۷۴- دوزخ کی تفصیلات [۱۳۷] آواگوں کی اصل حقیقت [۱۳۸] آواگوں کے

چیزیں ایک اور حقیقت [۱۳۹]

۱۷۵- دیدوں کے کچھ دیگر احکامات ۱۳۹ تا ۱۳۸

۱۷۶- جوئے کی صافت [۱۴۰] شراب کی صافت [۱۴۱] سود کی صافت

۱۷۷- شادی کی درجات میں ہاسانی لا حکم [۱۴۲] مرد کو قولدک کپڑے پہن کی صافت

۱۷۸- حورت کی گمراہی زندگی لا حکم [۱۴۳] حورت کی حیا کے احکامات

۱۷۹- احادیث اور پرکان پیشین گوئیوں کی میکسائیت ۱۵۲ تا ۱۵۱

۱۸۰- دیدک دھرم میں کعبہ کی حقیقت ۱۵۳ تا ۱۵۲

۱۸۱- شرمی رام و کرشن کون تھے؟ دید بتاتے ہیں ۱۵۹ تا ۱۵۸

۱۸۲- اصل حقیقت کی تلاش ضروری ہے [۱۵۹] پندرہ زہن کی کشمکش

۱۸۳- شرمی رام و دشمنی کرنے والے [۱۶۰] شرمی رام کی کہانیاں تامدنیا میں

بچل تحریف زد و کتابوں پر مسلمان ایمان کیسے لائیں؟ بدلے ہوئے مقامات کے لوگ قرآن پر ایمان کیسے لائیں؟

وہ کیا اسباب تصحیح کی بنا پر دین فہرست سے لوگ ہٹتے گے اور دوسرے مقامات اختیار کرتے گئے اور آج کے مختلف مقامات اور صفات کی اصل جڑا اور بنیادیں کیا ہیں؟ جب تک انساب علوم نہ ہوں گے صحیح تخفیف کیسے ہوگی؟ ملکی کیسے ہوگا؟ کیا انسانیت پر انسان کے احتکس یونہی علم حاصل ہے گا؟

کیا اللہ کے بندے منصب کے نام پر اسی طرح خون پہنچاتے رہیں گے؟
قرآن و حدیث نے جس کی پیشین گرفتی کی تھی وہ عالم گیر انقلاب کیسے آئے گا؟
کیا آج کے دور کی نشانہ ہی اور اس کا حل قرآن میں ہے؟
خلاص نے اس کو حل دیا۔ قرآن نے جواب دیا۔

۰ بیشک پہلی امتیوں کی کتابوں میں قرآن کا مضمون ہے۔» (الشعراء: ۱۹۶)
احادیث نے اسے بتایا۔ «آخری دور میں تبدیل ہو کر آئے والی قوم اپنی کتابوں کے ترتیب سے ایمان لائی گی؛ راحمہ، و ایم، نذیم، ویحقیقی)»

اور پھر وہ نہیں مذاکرا۔ تحقیق اس کا نصب العین بن گیا۔ اللہ کا نازل کردہ کلام جو صدیوں کے فاسلوں میں کھو گیا تھا جس پر وقت کی دھول کی موئی ہوتی تھیں جم گئی تھیں، اس کو اللہ کے آخری اور صحیح کلام قرآن کی روشنی میں پڑھا تو فاسلوں سے سچے پڑھ لے گے۔ دھول مٹا نہیں گئی۔ حق اور باطل واضح ہوتا چلا گیا۔ اس نے اپنے سوال کا جواب پایا تھا۔ چہ چودھویں صدی ہجری کے آخر میں ۱۹۶ء میں ایک اور شریدہ ہیں جتنا کہا سے لوگ۔ اس مرتبہ فساد کعبہ میں ہوا تھا۔ مہدیت کے ایک دعوے وارثے حجودہ دن تک کعبہ کو پا مال کیا اور چودہ سو سال میں پہلی مرتبہ کعبہ ازاں نمازوں اور طوافوں سے محروم ہوا۔ کیجئے جسے اس شخص کے مطالعوں کی رو سے قرآن ہی نہیں بلکہ تمام صوانوف زمین کا سپاٹا گھروں دین کی جڑا نتے میں اس کعبہ کے شہنشاہ کے بعد اس کی نظریں گویا تیامت صفری کا آغاز ہو گیا۔

دشتِ جنوں کا ایک مسافر

ہندوستان کے ایک شہر رام پور کے انگوری باغ محلہ میں پچھلے پندرہ سال سے ایک شخص اپنے دمکروں پر مشتمل ایک جھوٹے سے کرانے کے مکان میں رہ رہا ہے۔ اس کے وقت کا اکثر حصہ عبادات شب بیداری انسانوں پر رو نے اور کتابوں میں غرق رہنے میں گزرتا تھا باقی بچے وقت میں وہ سوچتا تھا۔

سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ نے تعلیمی کائنات بھی تھے۔ بھرپور کو دوسرے مذاہب کے پردازانی کیوں نہیں تسلیم کرتے؟

پہنچے جو لوگ مسلمان کے کردار سے سمجھی مانتا رہنیں ہوتے تھے کلام الہی کے الفاظ اُن کو رکن کے دل کی دنیا بدل جاتی تھی۔ وہ قرآن کے اہل زبان تھے اور محسوس کر لیتے تھے کہ یہ انسانی کلام ہے میں ہے۔ ترجیح ہونے کے بعد صرف پیغام باتی رہ جاتا ہے۔ لیکن الفاظ باری تعالیٰ کے بھائے انسانوں کے موجاتے ہیں۔ ترجیوں سے اس طرح کا اثر مرتب نہیں ہوتا۔ اور ستم یک مسلمان نے خود قرآن کو چھوڑ دیا۔

اذا دا ج بھی حق کو قبول کر رہے ہیں۔ سامنے سے ان کی تعداد جاہے سینکڑوں ہزاروں ہی کی کیوں نہ ہوئیں دنیا کی پانچ ارب آبادی میں ان کا تناسب ایک لاکھ میں اب کا بھی تو نہیں۔ آج عالم گیر انقلاب صرف قوموں کی تبدیلی سے آسکتا ہے۔ تو میں کیوں نہیں آتیں؟

جب زمین کی جریبی تو پوری دنیا میں زلزلہ خود رائے گا۔ اس وقت تک وہ شخص ایک اسکول میں پڑھاتا تھا لیکن اس حادث سے اس کے پورے وجود میں یکیز نزلہ آیا۔ اس نے پھر سوچا۔ فاد اش کے کھر من گھر من گھر من آیا اور تھیں اپنی معاش کی نکری ہے؟ نکری سے اس نے قبل از وقت ریاضت کیا اور اپنا کل وقت اپنے مالک کی نذر کرنے کا فیصلہ کر دیا۔ اب وقت آگئا تھا کہ چھپے چھپے ساروں کی جدوجہد میں اللہ نے جو علم اسے دیا تھا سے وہ ساروں تک بھی پہنچا۔ آسمی بخشکل نگداں سے الائچی تحریر کی صلاحیت محدود۔ دل کا درد الفاظ کی شکل میں ظاہر ہوتا تھا۔ وہ ساروں پر نکل کر ہوا ہوا۔ ہر واقعہ کو روکتا تھا۔ روک رکرا انسانیت کے درد کی فریاد کرتا تھا اور گھر جا کر مطالعہ اور تحقیق سے جو وقت بچتا تھا اس میں اللہ کے حضور گردگرد ہوتا تھا۔

چشم غلک نے اس مرتبہ ایک بیس نظارہ دیکھا۔ جو لوگ اسے انتہائی ذہین اور دلیل سمجھتے تھے وہ دیوانہ بتانے لگے۔ جو اس کی پارسائی

کی قسمیں کھاتے تھے وہ موقع پرست اور حکومت کا پھر کہنے لگے اور جن کو کل تک اس کے مقتنی ہونے کا پروایقین تھا وہ مگر اس کہہ کر پیکار نہ لگے۔ بہت سے افراد متفق بھی ہوتے اس کی باقیت سننے کے لیے اس کے پاس آنا شروع کیا لیکن۔۔۔ اس کے مشن کا ساتھ دینا یا یہ راستہ تو خطرات اور ابتلاء اور آزمائش سے پر نظر آتا تھا۔ ستائش اور بھی خواہی نکل۔ تو سٹیک لیکن والی بناس فروشی کا جذبہ بھی چاہتا تھا۔ اس کے لیے وہ ابھی تیار نہ تھے۔ آج صرف چند رسم پرے اس کے ساتھ ہیں مجھوں نے اس کی رہنمائی میں دین کے لیے اپنے گھپ کر وقت کر دیا۔

اس شخص کو اہل رام پور شمس نزیرہ مٹانی کے نام سے جانتے ہیں۔

ایں عبد اللہ طارق

حق او اکرو!

محلہ نامکش نزیرہ مٹانی کی یادیک تقریب کے چنان تباہات بطورہ میں لفظ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا اس اپنے الفاظ میں مطلب یہ کہا ہوں۔ حابب کے دل کا یک شخص کو احکام ایکین کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ فرم جو بھے کے کے تھے۔ اتھے پر بڑا سائز پر دیکھیا تھا۔ تسبیحات پرستے وغیرہ کی تھی۔ بلکہ اس کے مذاق کو نہیں پہنچا۔ آدمی سے بہت نہیں کی۔ اس کی سب سے محبوب تخلق۔

ز جانے ہو کیا چوگا؟

اللہ پرچھے گا۔ تم کون؟۔۔۔ تم یہرے کیے دوست ہو؟۔۔۔ میں بھوکا تھا میں نے
دوٹی مانگی تھی۔ تم نے روٹی نہ دی؟
کہا۔۔۔ پروردگار! یہ کیا سن رہا ہوں؟ میں نے تو یہ پڑھاتا کہ تو حملانے والا
ہے کہا نہیں؟۔۔۔
یہی قلعی کسل گئی علمک۔

جو بدلے گا۔۔۔ ہاں۔۔۔ لیکن وہ یہاں بندہ جو جبر کا تھا۔ تم نے اسے روٹی کیوں نہ
بیٹھا۔۔۔ اگر اسے دیتے تو ان اسے یہرے پاس پاتے۔۔۔

میں اس صیحت کا مطلب یہ بھی کہتا ہوں کہ۔۔۔
اللہ تعالیٰ ہم لوگوں سے پرچھے گا۔۔۔ میں بیٹھ رہا تھا۔ تم نے مجھے راستہ نہیں بتایا۔

وگ کہیں گے۔ پرور دھگار! آپ کب سمجھتے ہیں؟“ فرمائے گا: ”میرے بندے بھٹک رہے تھے اور قرآن شریف کا درخانی رذق تھا میں پاس تھا۔ محمدؐ کے کردار کی زندگی تصویر تھا میں پاس تھی۔ کتنے انسان تھے۔ بت پرش کو ڈھونڈنے تھے تھے۔ علمی حقیقت تلاش کر رہے تھے۔ وہ جو بھٹک رہی تھی ایک قوم اور مسلم کو ڈھونڈنے پرہرہ بھی تھی۔ اگر تم اسے دیتے تو آج میرے ہاتھ میں پاتے۔“ ملم پیدا تاد کے بیکار ہے۔ تھارے پاس قرآن کا علم ہے۔ اے اللہ کے رسول سے سیکھو۔

ان کی سنت سے سمجھو۔

ہمارے ساتھ رہنے والی قوم۔ ہمارے پڑوسی مذہب کو اپنے والی قوم کے پاس سمجھی گیان کی ایک کتاب ہے۔ تین بیغیر گرد کے گیان کو ہنس کر لکھتا۔ اس قوم کے مذہب میں کھاہے۔ خرو ساکھات لکھتا ہے۔ دھرم کی عملی تصوریہ ہوتا ہے۔ بت پرش جلتا ہے۔ ان کے مذہب میں یہ خرابی پیدا ہو گئی کہ ان کا بیغیرہ کو گیا۔ ہندوؤں کو یہ نہیں معلوم کر سپاپیغیر کوں تھا ان کا۔ ہنایت دھارک قوم ہے۔ ہنایت اعلیٰ درجے کی قربانی دینے والی قوم تو دھرم کرنے کو سچ کو۔ وہ رات کو اشان کرتے ہیں۔ جو ہندوؤں میں وہ بت کریے رات کو اُستھے ہیں تین بچے۔ اور تم خدا کے یہ سچ کو نہیں اُستھے ہی ہمارے پاس اور تو کچھ ہے نہیں۔ ایک کلام ہے خدا کا۔ اور تو سب ہم کھو چکے۔ کم از کم یہ ان انساؤں تک پہنچا دو جو اسے ڈھونڈنے رہے ہیں۔ اس کی مدوسے ان کا رسول ڈھونڈ کر دے دو اپنیں۔ تین بچے اُستھے والی قوم کو اگر اس کے بیغیر کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ اپنے کلے کی حقیقت معلوم ہو جائے اور یہ پتہ چل جائے کہ ان کا اصل خدا کون ہے تو جو تقلیل نہ کرے اصل بندے بن سکتے ہیں۔ وہ اصل خدا کے کیسے اعلیٰ درجے کے بندے ہوں گے۔

جس کی دعوت کرتا ہو اسی کے کھانے کو تیار کر کتنا پڑے جا۔ بکری کو کھلانا ہو تو کیا گوشت دے گے؟ ہر کیک کی خدا الگ ہے۔ بر قوم کا دھارک سمجھو،“ سب مار اور مزان اگھے۔

اس قوم کا ایک مزاد ہے۔ اگر ان کو یقین ہو جائے کہ کوئی ان کے گیان کو جانتا ہے اور اتنا جانتا ہے کہ اس کا اصلی گیان ہے تو گیان کے آگے سریک دیتے ہیں۔ قدر دا ان کا معاملہ ہے۔ ناقوری نہیں کریں گے۔ مگر یہ فزور دیجیں گے کہ پرم سے کر رہا ہے یا کار و بار کر رہا ہے اخلاص کے بغیر غدرا بقول کرتا ہے زندہ۔ نشکام ویگ ربے وٹ قربانی چاہیے۔ سما کا ویگ ربے کی تن کے ساتھ قربانی اپر لعنت۔ بندے کی طرف سے سبی اور خدا کی طرف سے سبی جو صفاتیں دلانا ہو گا۔ لیکن جب پرہا جسمی تو دلاؤ گے!

قرآن ساتھے مذہبوں کو دھونے والا ہے۔ بر دھرنے والے کا احسان نہ جانتا ہے اس جو نے والے کا نہیں مانتے ہو کیوں کہ ہم نے مابت ہی کب کیا ہے کہ دوسروں کو دھیوا اس نے۔ کسی کے گیان کو دھکر تو دھاوا۔ جسمی ترکیبے کلام نے دھیوا۔ اپنے ہی پرپرے دھور ہے ہو۔ دھکر تو دھاوا کہ۔ ایکم ایم ادو سیتم۔ ایک ہے اور دوسرے کی شرکت کے بغیر ہے کیا ہے؟ یہ بہم سوت کہلاتا ہے۔ کلمہ کہلاتا ہے۔ ہم مسلمان لکھ کے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتے۔ اپ ہندو کیسے ہو گئے؟ اگر میں لا الہ الا اللہ کا انکار کروں کافر پوچھاوں گا۔ قام اپنے کلمے کو ملنے بغیر ہندو کیسے ہو؟

میں نے ایک ہندو بھائی سے کہا: ”ایکم برہم دو سیتم نہ است۔ نیہہ نا۔ نا است کچن،“ را کیک ہی خدا ہے دوسرا نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ ذرا سامنی نہیں ہے۔“ پہلے اس پر ایمان لاو جبکی تو بندو بر گے۔ یہ تو دید کا گر ہے۔ اور ہم اسے پڑھ رہے ہیں۔ میں نے ان کے کہا میں اسے پڑھتا ہوں۔ ”ایکم برہم.....“ اب میں اسے دوسرا بجا شایمی پڑھتا ہوں۔ میں نے کہا۔ میں

بھروسے ایک اور بجا شایمی پڑھتا ہوں۔ لا الہ الا اللہ۔ وحدۃ لا شریک لا؟“ میں نے تین زبانوں میں خدا کی گواہی دی۔ تین بار انعام ملے گا۔ صفتی ایسا سماح بیٹھتے تھے انہوں نے سبی پڑھا۔ مولانا اسمیل بیٹھتے اخوس نے سبی پڑھا۔ اب میں نے اس ہندو بھائی سے کہا۔ میں اس میں کوئی فرق ہے۔ مکا، دکھنے نہیں۔ میں نے کہا، کیا آپ سبی عربی میں پڑھ سکتے ہیں؟ جیسے ہم

نے ذکر کر سکرت میں بڑھا۔ اس نے کہا "کیوں نہیں؟" اس نے کہا "پڑھا۔ آج کا زوجان شکلہ ہے، لیکن ملم کی رشتنی میں جس نے کی بات کرو۔ قرآن سے دھکر ثابت کرو۔

میں ایک بندوگی ان کے پاس گیا۔ میں نے کہا "آپ کے پاس لوگ مردیاں دیکھنے آتے ہیں یا ترا پر بتائے ہمارے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا؟" ہم کسی یہ آئے ہیں؟ ہم کبی ایک مرد کی وجہ سے آئے ہیں؟

کہنے لگے۔ آپ کے پیاس تو مردی نہیں بالی جاتا؟

میں نے کہا "آپ خود منی سے بنے ہیں۔ یہ خدا نے آپ کی مردی بنائی ہے۔ میں اپنے خدا کی بنائی ہوئی مردی کے درشن کرنے آیا ہوں۔ آپ کے صرم میں یہ حکم ہے کہ ناک کے الگ حصہ پر زنگاہ جاؤ اور کسی طرف نہ کھینچو۔ ہر اس جگہ دیکھا جا رہے جہاں منہ کیا اسی تھا اور اس جگہ دیکھنے کو تیار نہیں چاہا گیا تھا؟"

میدنے کہا۔ ہم سمجھے میساں ناک کی طرف زنگاہ جلتے ہیں۔ اپنی مردی کو دیکھ کر وہ مردی کا یاد آتا ہے۔ یہ پورا پرہنڈ رشوار خدا کا ایک مندی ہے۔ سجدہ ہے۔ جو چاہیں کہہ لیں اس میں خدا کی بنائی ہوئی مردیاں ہیں۔ ان کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ ہم جو بنائیں گے اسے دیکھ کر ہم یاد آئیں گے۔ ہر چیز اپنے بنلنے والے کی یاد دلاتی ہے۔ اس ناک بنالا ہوئی اپنے جسم کی مردی کی ناک کے الگ سرے پر زنگاہ جاؤ کر ہم یہ سوچتے ہیں کہ۔ اے اس زندہ مردی کو بنانے والے مردی کا ہمارا پوجیہ (صبر) تو ہے اور اس کو پون (روم) سے پانے والے۔ ہمارا پروردگار تو ہے اور

اس پوکر دک کر مارنے والے تو ہی ہماری جان کا مالک ہے۔ تو ہی ہمارا برہنے ہے۔ ہمارا پیدا کرنے والا ہے۔ ہمارا دشمن بھی تو ہی ہے۔ ہم پاتا ہے اور تو ہی ہمارا شیوه ہے۔ ہمیں بوت دیتا ہے تو ہی ہمارا لگرتا۔ تو ہی ہمارا بھرتا۔ تو ہی ہمارا بھرپار مارنے والا۔ تیرے کی ہاتھ میں پر لٹڑ تیرے ہی ہاتھ میں زندگی۔ تیرے ہی ہاتھ میں مردی ہے۔ جو کہا تو ان پر دیکھ کنیفیت طاری ہو گئی۔

جس پڑھی کا حق ادا نہیں کیا، حضور نے قسم کھا کر کہا تھا کہ وہ مسلمان نہیں۔ پانے کے مخلفت ہم نہیں ہیں لیکن جو تم کر سکتے تھے وہ کر کیں۔ ایک روٹی ہے تو آدمی دا جب ہو گئی۔ اگر صرف ایک ٹکڑی کی بات بنانے کی طاقت ہے تو اتنا ہی کر دیں۔ اگر اتنا کر سکتے ہیں کہ دو چار ویدافٹ کی گتیاں کھول دیں تو یہ کر کیں۔ لیکن اگر آپ اپنے یہی سچ کر رہے ہیں اور پڑھو سی کو نہیں دے رہے تو آپ کی آدمی روٹی حرام ہو گئی۔ پڑھو سی میں مذہب کی قید نہیں۔ تو میں تو ہوں کی پڑھو سی بوقت ہے ہیں۔ مذہب مذہب کا پڑھو سی برتا ہے۔ پوری دنیا مختاری طرف دیکھ رہی ہے کہ حق ادا کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ذوبیتے ہوئے سورت نے کہا۔ میرے بعد اس دنیا میں زندگی کون کسے کھا، کوئی بے خوشنودیوں کے خلاف جو دیکھ کر نے کو بنت کتا تھا؟ اور پھر ایک نہتھا بواچڑغ اسکے پڑھ کر بولا۔ "میں بہہا بھر کوشش کروں گا!"

آغازِ حکم

الحمد لله رب العالمين فدي عثمان کے پیغمبر سال الفکر اور مطہر کے لیکے جو بخاری میں خوبست ہے۔ ان مصاہین کا سلسلہ اخبار فتنی دہلی میں قسطوار ارشاد ہوا تھا۔ ان کی مقبولیت اور افادت کو دیکھتے ہوئے ضروری ترمیمات اور بہت سے اضافوں کے بعد سہاریا کو شش حصہ ہے۔

میں خدا دیوب ہوں نہ مُعْنَفٌ۔ اپنی مدد و صلاحیتوں کے ساتھ یہ خیال بھی آتا ہے کہ علمائین کی اکثریت نہ نہ مسکون سے والبـان امازـاد پـرشـتمـل ہے جن سے ایک ذہب میں رہتے ہوئے باہمی تعاون کی لائق تحریک کرنا اذان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے مسک کو کیا ذہب کا درجہ دے رکھا ہے۔ اگر خدا نے بزرگ و بزرگا بے ایام کرم شامل حال دیتا اور اپنے بہت سے ساتھیوں کا ہر وقت شعادون حاصل نہ ہوتا تو میں ہر چند اس قابل تحریک کرنا ممکن ہے۔ میں کوئی شکل میں مرتب کر سکتا جن کو میں نے چھپے ایک سال کے دوران مولانا کی حلقہ گفتگوؤں کے پیپر TAPES ان کے کمایے ہوئے

NOTES حوالوں اور زبانی تشریحات کے جووم میں سے ترتیب دیا ہے۔
 موجودہ پیش کش میں اگر کچھ حقیقتی احادیث فہرست ہوئے ہوں تو نقصان مولانا کے مطابق اور تحقیق
 کا نہیں بلکہ راقم المعرفت کی مدد و صلاحیتوں پر اس کی تمام تحریر داری ہے۔

یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ ان مصاہین کا مقصد تعلیم مسلمانوں کو دید پڑھنے کی ترفیب دینا
 ہے اور نہ دیچپ محلات فروہم کرنا بلکہ دعوت دین کے اس رفع کی طرف متوجہ کرنا اصل مقصد ہے جس
 کی طرف ایک توہینی دوہی جا سکی ہے۔ اگر جلد قدر میں ہم اصل کام کرنے کی ملکی سی ورنی بھی پیدا
 کر سکے تو یہ ہماری بہت بڑی خوش نیسی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ہماری منتسب تبلیغ فرائے۔ اور ہمارے ملن تمام معاونین اور دعاگز حضرات کو
 اجر و مطاف فرائے۔ جن کی بیش قیمت دو کے گواہ اس کتاب کا ہر ہر نفظ ہیں۔ آمین !!
 معاون کاظمالیب، میں۔ عبد اللہ طارق

باب

القلاب کی پیشیں گوئی

کعبہ کی بے حرمتی بیت المقدس پر یہودیوں کے تباہ کے حادثے پر متذکر عالم دین مولانا

سید علی میان نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔
 ۱۔ یہ شرعاً کثکت اور ساری دنیا کے سامنے رسولی آخر کشیوں پر ہی جبکہ کل تک
 نعمت الہی ان کے جلوہ میں تھی۔ صحیح رسم اپناء تھے۔ آسمانی شکران کے یہے اترے تھے۔
 اس دن سے آج تک دنیا کے تمام سماں ہاتھ اٹھا کر فریاد کر رہے ہیں کہ اے پروتھاگار
 قبلہ اول ہیں واپس دلا دے۔ لیکن دعائیں غالی واپس آرہی ہیں۔ شاید نعمت آنا پڑے
 بند بوجگی۔ حالات مزید بوجوڑتے گئے۔ یہاں تک کہ بیت الحرام کی بے حرمتی بھی شروع ہوئی۔
 یکم حرم مہینہ ۲۰ نومبر ۱۹۶۷ء کا مخصوص دن محمد بن عبداللہ قحطانی کے دعویٰ مہدیت سے
 شروع ہوا اور ائمے ولیے پندرہ دن ۳۰ اسلام اسلامی تاریخ کا تاریکہ تریز دو روز گئے۔
 جن میں بیت الحرام انسان خون سے نہلایا جاتا رہا۔ کعبہ کی دیواریں گولیوں سے چلنی ہوئیں
 رہیں اور گاہ اپنے دن کعبہ نماز اذان اور طواف سے محروم رہیں۔ ان پندرہ دنوں
 میں مسلمان ایام کی نکاہیں غیبی شکریوں کے انتظار میں اسماں اُنٹی رہیں۔ پہلے بھی تو
 بارگاہ و بات المزارت کی طرف سے اپنے گر کی حفاظت کے لیے ابہر کے شکر کو تباہ کرنے

کے لیے مدد آئی تھی۔ اس مرتبہ ابادیل کی فوج نہ آئی۔ اللہ کا مغرب ۲۰۰۳ سال پہلے ہی بتا چکا تھا کہ اس گھر کے پاس بانی ہی جب بے حرمتی پر اتر آئیں تھے تو رستی میں ڈھیل دی جائے گی اور انھیں اپنے نامہ اعمال پر مزید ٹالک پوتے کاموں قع دیا جائے گا۔ البتہ امامت عالم کے منصب کے اہل وہ تدریج جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ شخص رکن رجم اسود اور مقامِ ابراہیمؑ کے درمیان بیعت لے گا اور اس گھر کے عکس کے سارے افراد اس کے حرم والوں کے سارکوئی نہیں کر سکتے گا۔ پھر جب اس کی بے حرمتی ہو جائے تو یہ مت پڑھنا کہ اب عرب کب ٹالک ہوں گے۔

یہ روایت ازتی نے سبی تاریخ مکہ میں درج کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

حدادۃ کعبہ کی پندرہ روزہ تاریخ گواہ ہے کہ نقل مہدی نے مجرم اسود اور مقامِ ابراہیمؑ کے درمیان اپنی بیعت لی تھی۔ ایک اور حدیث ذہن میں تازہ کریں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخصوں کے مسلم سچ تھے سنکر آپ نے فرمایا۔ میری امت قریش کے سرپرستے نوجوانوں کے ہاتھوں ٹالک ہوگی۔

واعقادات گواہ ہیں کہ کعبہ کے حدادۃ کے ذردار افراد کی ٹولی میں شامل ہام لو جان تھے جو میں اور بامیں سال کی عمر کے درمیان تھے۔ اتنا ہی نہیں اس قیامتِ ارضی کی شروعات کا باعث کون شخص ہو گا۔ یہ میشین گولی بھی کی جا چکی تھی۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ قیامت اس وقت کے شہر آئے گی جب تک نہ طرانہ سے ایک شخص نہ وارث ہو جے گا جو لوگوں کو اپنے عصا سے ایک غیر

مولانا احمد علی سہار پوری نے سماری شریف کی اس حدیث کے حاشیہ میں تحریر کیا ہے:

”ان ازوں کو جانوروں کے گلے کی طرح ہنکانے کا مفہوم انھیں سخت کرنا ہے جس کا اشارہ حکومت و اقتدار کی طرف ہو سکتا ہے۔“

عذاب پہنچیم مولانا علی میاں کا یہ تحریر یہ کہ تصریحتِ اہلی کا آنابند ہو گیا ایک اسلامانہ عالم کی بے حرمتی کے بعد عربوں کی ہلاکت کی پیشیں گئی پر اگر ہم ایمان رکھیں تو کیا یہ خبر عالمی سطح پر بہت بڑی تبدیلیوں کی حامل نہیں ہے؟ مسلمان ایمان کی زبوں حالی کی داستان پر نظر ڈالیے۔

مسلمان مذکون آج ان ممالک میں جہاں وہ اقلیت میں ہیں بلکہ مسلم اکثریت والے ممالک میں بھی عبادت گاہوں کے عدم تحفظ، جان و مال، عزت ایروں سیاسی اور معاشری ہر طرح کے مسائل سے دوچار ہیں۔ جبکہ اپنے گیسیں ٹریجیڈی، جبل پور و جمشید پور سے ہر شردوہ ہوتے ہیں اور فرقہ دارانہ فدادیت کا لامتناہی سلسلہ، بارہی اسلام کا المیہ غلبہ ہیں۔ روس، منگولیا، ہرما اور یوگو سلاویس کے مسلمانوں پر مظالم، یا کستان کے نسلی فدادیت اسرائیل کے ہاتھوں دس گنی زیادہ تعداد والے عربوں کی پالائی عربوں کے فلسطینیوں پر مظالم اور پھر فلسطینیوں کا اپس میں ہی ایک دوسرے کو ٹالک کرتا۔ ترکی، مصر، شام، لیبیا، انگریزیشا اور ملائیشیا میں بہت بڑے پیمانے پر اسلامی تنظیموں کے افراد پر مظالم، افغانستان کے مسلمانوں کی آہ و بکا، ایران و عراق کی دس سال جنگ میں کام آئے والے بے کوئی افراد، ای تھوپیا کہ بیانک قحط، یورپ افریقہ و ایشیا کے بہت سے دیگر ممالک کے مسائل میں گرفتار مسلمان..... ذلت کی یہ تصوریں کیا پیش کر رہی ہیں؟

یہ سمجھنے لگتے یا کان ایسے ہو جاتے جن سے یہ شستگت۔ اصل یہ ہے کہ انہیں انہیں نہیں
ہو جائیں بلکہ دل جو سیوں میں میں وہ اونچے ہو جائیا کر دئے ہیں، اور آپ سے یہ لوگ عذاب کی جلدی
محاسبہ میں ریعنی عذاب کی خبر پیش نہیں کر رہے ہیں) دراں حالانکہ اللہ اپنے وعدے
کے خلاف نہیں کرے گا اور آپ کے پروردگار کے پاس ایک دن مشکل ایک ہے اور سال کے ۴
تم لوگوں کے شمار کے مطابق۔ اور کتنی بھی استیان تھیں جنہیں میں نے مہلت دی تھی اور وہ
نافرمان تھیں۔ پھر میں نے انہیں پکڑ دیا اور یہی طرفِ رب کی واپسی ہے۔

سورہ سبائل آیات ۲۹۔ ۳۰۔ ملکی ملاحظہ وہ۔

ترجمہ: ”اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوئا۔ کہ دیجئے کہ تمہارے دامنے ایک
دن کا وعدہ ہے۔ اس سے زایک ساعت پہنچے بٹ سکتے ہو تو زایک ساعت، آگے
بڑھ سکتے ہو۔“

تینوں مقامات کی آیات کو سامنے رکھ کر غور کرنے کی فزورت ہے۔ کیا ان سے
یہ واضح نہیں ہے تاکہ اللہ میں پر جزو نظامِ سُمُّر نافذ کرتا ہے وہ اس کو اپنے ایک دن
یا ہمارے ایک ہزار سال کے بعد اٹھایتا ہے اور پھر شی تبدیر بھجا ہے۔ جو لوگ یہ مجھ
سے ہے میں کہ عذابِ حوت پہلی استوں کے لیے تھے اور اب حشرک کے لیے ہلت ہے
وہ یہ جان لیں کہ ایک ہزار سال کی مدت کا اللہ کا وعدہ ہے۔

ابھی جلدی سن کجھے: ابھی یہ پوچھئے کہ ایک ہزار سال تو گذر چکے، مہلت اس
کے بعد کیوں ٹھیک ہوئی ہے؟ ابو داؤد کی مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ کیجئے:

”حضرت سعد بن وفا ص بن کریمؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:
”یقیناً میں امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے پروردگار کی نظر میں اتنی عاجز اور
بے حقیقت نہیں ہو جائے گی کہ اس کا پروردگار اس کو آدمیے دن کی سمجھی مہلت عطا
زکرے؟ حضرت سعد بن وفا ص سے پوچھا گیا کہ ”آدھادن کتنا بنتا ہے؟ انہوں
نے جواب دیا کہ ”پانچ سو سال۔“

”حضرت ثوبان ضمومی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ قریب ہے کا اور اُسیں
تمہارے اور پرپے درپے آئیں گے جیسے کھلنے والے کٹوڑے پر آتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا
کہ تم لوگ شاید اس زمانے میں کم ہوں گے؛ آپ نے فرمایا نہیں۔ تم اس زمانے میں
بہت بلا تھا عذاب میں ہو گے لیکن تم ایسے ہو گے جیسے دریا کے پانی پر جاگ۔ اللہ تعالیٰ
تمہاری بست کو عذبوں کے دلوں سے نکال دیں گا اور تمہارے دلوں میں مستی دالیں
گا۔ ایک شخص بولا: ”یا رسول اللہ! مستی کیوں ہو گی؟“ فرمایا: ”دنیا کی الفت اور
مفت کے خوف سے ہے۔“

کیا اصل عذاب ابھی باقی ہے؟ [لیکن یہ حالات اگر عذاب کا صرف پیش خیر
ہوئے تو، اگر اللہ کا عذاب اس سے بھی سخت ہو تو؛ پھریں تا جب اللہ کا
عذاب آیا تو وہ صفوہ نہستی سے متادی نہیں..... کیا امانتِ محمدی کو اس انسجام سے ڈرنے
کی صورت نہیں ہے؟ قرآنِ حکیم سے معلوم کیجئے۔]

ترجمہ: ”آسمان سے زمین کی طرف وہ ہماری تدبیر کرتا ہے۔ پھر یہ امر اس کے
پاس ایک دن میں لوٹا جس کی مقدار تمہارے شمار میں ایک ہزار سال کی ہوگی؛ تو
بہت سے مفسرین اس ایت سے مراد قیامت کے دن کو لیتے ہیں۔ حالانکہ سورہ
سحراج میں قیامت کے دن کی مقدار یومِ کان مقدار اٹھیں الف سَنَةَ کے الفاظ میں
بیان ہوتی ہے یعنی وہ ایک دن تمہارے پیاس ہزار سال کے برابر ہو گا۔ اللہ کا امر ناقص ہونے
والا ایک دن قرآن مجید نے ایک ہزار سال کے برابر بتایا ہے۔

اس ایک دن کی تشریح سورہ حج کی ایات ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲ میں دیکھئے۔

ترجمہ: ”سو کیا یہ لوگ زمین میں چلے چڑے نہیں کران کے دل ایسے ہو جاتے جن سے

شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی تحقیق کے مطابق دنیا میں یہ امت اُنحضرت کے وصال کے بعد پندرہ سو سال تک رہے گی۔ لہ مقررہ مت کے بعد مزید مہلت کا ذکر سورہ الشعرا آیات ۲۰۹ تا ۲۱۳ میں ملتا ہے۔ تب دلیلیٰ قوم کی دعید کے بعد اس کی امت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے نجیب ہوئے تازہ ترین علم کی رہنمائی میں پھلی نام قوموں کے سعد حارکے لیے کھڑی ہو۔ یہی امامت عالم کا منصب کہلاتا ہے۔ آنحضرت کی بیشت کے ساتھ سے بنی اسرائیل کو معزول کرنے کے امتحان میں ایسا ایامت دنیا کی قوموں کی امامت عطا کی گئی تھی۔ اب رہتی دنیا کو کوئی نیا بھی نہیں آتا تھا اور امانت محمدیؒ کو دنیا کے بکار کو دور کرنے کا کام انجام دنیا تھا۔ کیا امانت موجودہ حالت زار میں اس منصب کی اہل ہے؟ لیکن امامت اُن برقرار رہنا چاہیے کیونکہ رسول اکرم خاتمؐ میں میں تام کرنا یا پھر کچھ کہیجے۔

امانت محمدیؒ پر پندرہ سو سال بعد مناب کی نذریہ کعبہ کی بے حرمتی کے بعد عربوں کی رزو حاصلی، پلاکت کی خبر معزولی کے تمام آثار لیکن امامت عالم پھر سمجھی برقرار۔ تکھتے ہوئے قلعہ کاپتا ہے۔ لیکن کیا یہ تمام خبریں ایک ہی جانب اشارہ نہیں کروہی ہیں؟

تب دلیلیٰ قوم جیسی کی قرآن پاک نے متعدد مقامات پر پیشین گوئی کی ہے۔ یعنی امانت محمدیؒ امامت عالم کے منصب کی دوبارہ اہل بننے گی۔ ایک دوسری قوم کے اسلام قبول کرنے کی شکل میں۔

تب دلیلیٰ قوم سے متعلق چند آیات کے ترجمے ملاحظہ ہوں۔

لہ یہ دضاحت ملار نواب قطب الدین خاں دہلوی نے ٹکٹوہ شریف کے باب قرب الساعۃ میں درج اس حدیث کی ارد و شرح میں کی ہے۔

ترجمہ: «اگر وہ چاہے تو اے لوگو تم رست کو لے جائے اور دوسروں کو لے آئے، اور اللہ اک اس بات پر قادر ہے۔» ۷۶

ترجمہ: «یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ کسی نعمت کو جس کا انعام کسی قوم پر کر جکا ہو نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ، لوگ اس کو نہ بدلت دیں۔ جو کچھ ان کے پاس ہے۔ بیشک اللہ خوب سننے اور جاننے والا ہے،» ۷۷

ترجمہ: «سو تم میں سے بعض وہ ہیں جو سخن کرتے ہیں، یعنی ماں کی محبت میں گرفتار ہو گئے ہیں،» حالانکہ تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلا یا جاتا ہے اور جو کوئی بجل کرتا ہے خود اپنے نفس سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ تو کسی کا محنت نہیں ہے بلکہ تم سب اس کے محتاج ہو؛ اور اگر تم روگرداں کرو گے تو اللہ تحساری جگد و دمری قوم لے آئے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔» ۷۸

ترجمہ: «اور ان رأیتیوں میں سے آخرین رک کے لیے بھی آپ کی میتوں کی میتوں کیا، جو ابھی ان رپیڈوں میں شامل نہیں ہوئے ہیں اور وہ راللہ، بڑا زبردست حکمت والا ہے،» ۷۹

ترجمہ: «لے ایمان والوں اتم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے یا اللہ عنقریب ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جو اللہ سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ ان سے محبت کرتا ہوں گا۔ ۸۰ ایمان والوں پر سہر بان ہوں گے اور انکار کرنے والوں کے مقابلے پر سخت ہوں گے، اور وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا نفضل ہے وہ جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑی وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔» ۸۱

ترجمہ: «اگر تم نسلکو گے تو اللہ تھیں ایک در دن اک سزا دے گا اور تحسارے بدے ایک

دوسرا قوم نے آئے گا اور تم اسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے اور اللہ مرحوم پر فاقہ دے ہے۔
کیا نعمود باشہ یہ بار بار دوسرا قوم لانے کا ڈردا وہ بھیردیا ایسی دالی پکارہے۔
بے شک اللہ کا وہ برق ہے۔ ہم اور آپ کہا ہیں مشیت ایزو ہی میں تدبیلی ہیں
لاسکتے ہیں اس کی کوشش کرنا ہمارا فرض ہے کہ ٹلب میں پکڑے جائے وہ لوگوں میں ہم شال میں
ہوں اور جس قوم کو الشامتِ محمدی کے دوسرا حصے کی شکل میں تو ہم کی سربراہی کا اعزاز عطا
فرماۓ جاؤں قوم کے ایلان لانے میں ہماری کوششیں بھی شال ہوں۔ بشرطیکہ ہم یہ جان سکیں
کہ اس خوش نصیبی کیستھی کون کی قوم ہو سکتی ہے۔ سنت رسول سے تو ہمیں یہی رہنمائی ملتی ہے۔
دیکھیے۔۔۔ جب حضرت ابوذر غفاریؓ مکہؓ میں آس حضرت کے ہاتھ پر مشرف پر اسلام
ہوئے تو آپ نے فرمایا، " مجھے ایک ایسی سرزمین کی طرف نشانہ کیا کی گئی ہے۔ جہاں نہستاں
ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ جگریزبِ رمیہ کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ کیا تم میرا پیغام اپنی قوم
میں پہنچاؤ گے بے شایم کہ وہاں کو فائدہ نہیں سمجھے اور تھیں بھی اس کا اجر ملتے؟" ۔
مطلوب ہوا کہ اگر پہلے سے یہ علم ہو جائے کہ فلاں قوم تبدیل ہو کر دائرۃ الاسلام میں داخل
ہونے والی ہے تو ان میں کام کرنے میں سبقت کرنے والوں کا خصوصی اجر ہے۔
کیا ہم اللہ کے نزدیک مومن ہیں؟ اس غلط فہمی کو نکال دیں کہ لا الہ
اللہ اللہ صرف زبان سے کہہ دینے کے بعد جنت ہم پر واجب ہو گئی۔ یہی تو یہودی کہا
کرتے تھے کہ ہم اگر دوزخ میں گئے بھی تو تھوڑی مدت کے لیے اور اپنی لطفیوں کی سزا
کے بعد وہ اپنی جنت میں آ جائیں گے۔
لیکن تشقق علمی حدیث ہے کہ،

۲۹ سورہ قوبہ۔ آیت: ۲۹۔ تھے مسند احمد، مسلم، طہرانی۔ بخاری، میہر بن مسلم
جلد ۴۳۔ سید احمد علی سعدی۔ مطبوعہ ایشافت اسلام فرستہ، دہلی۔ ص ۷۰۶۔ ۱۹۹۹ء۔

رسول اللہ نے فرمایا: "تم لوگ ہو ہبہ کچھ امور کی طرح ہو جاؤ گے۔" صحابہ کرام نے
پوچھا۔ "کچھ امور سے مراد کیا ہے وہی اور نظرانی ہیں؟" آپ نے فرمایا: " اور کون بنے
کوئی نہیں جاتا کہ اللہ کے نزدیک ہم میں سے کتنے مومن ہیں اور کتنے منافق اور
کتنے علیٰ کفر کرنے والے۔ منافق کی تعریف سمجھنے کے لیے حضرت عمرؓ کی شاہزادہ کریمؓ
اپنے دور غلافت میں آپ ایک دن صاحب ستر رسول حضرت مذیفؓ کا دروازہ مکھڑتے
ہیں چھروں دھواں دھوالی ہے۔ حضرت مذیفؓ سے فرماتے ہیں کہ اللہ کی تحریر کا کہو جو میں پڑھو
کا پچھہ بتاؤ گے؟" حضرت مذیفؓ نے عرض کیا: " پوچھیں امیر المؤمنین بن پھرائی۔" کہا۔ " نہیں، اللہ
نے کہا کہ کچھ پچھے جواب دو گے۔" پھر انتباہی مفترط بامداد میں سوال کیا کہ تھیں رسول اللہ
اللہ اللہ! اسیدنا اغوث بن خطاب جن کو دنیا میں جنت کی خوشخبری دی کہ جپکی
ہے ان کو اپنے منافقی ہنسنے کا خوف ہے۔ فراتے تھے:

" ایمان خوت اور امید کی دریانی کیفیت کا نام ہے۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ
دنیا کے تمام لوگ جنت میں داخل ہوئے والے ہیں سوائے ایک شخص کے تو مجھے خوت ہے،
گاکروہ شخص میں بھی نہ ہوں اور اگر ایک شخص کے سوا تمام لوگ دوزخ میں ڈالے جائے
ہوں تو میں اللہ کی رحمت سے یہ امید رکھوں گا کروہ شخص میں بھی ہوں۔"

ذرا سچھی تو ہے۔ ایمان اور نظرانی کا معیار اگر اس کا دسوائی حصہ بھی قرار دیا
جائے تو امت مسلم میں کتنے مومن نہیں گے اور منافقین کو قرآن نے جہنم کے سب
سے نچلے درجے کی دعید نہیں ہے بلکہ

وہ کون سی قوم ہو سکتی ہے؟ اب آئیے اس قوم کی تلاش کی طرف ہے پر وہ مکمل
بے۔ اگر اللہ اور اس کے رسول نے تبدیلی کی خبر اور وقت کی طرف رہنمائی ہے تو یقیناً

حضرت ابو مسی اشعریؑ سے روایت ہے کہ میں نے حضورؐ کے سامنے یہ آیت تلاوت کی تو حضورؐ نے فرمایا: «لے ابو مسی اشعری یہ تیری قوم ہے، میں کی قوم!» ۱۶

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس آیت پر فرمایا: «وہ اہل میں کی قوم میں سے ہی ہے۔» سورة توبات ۲۹ کے ذیل میں تفسیر فتح القدير جلد دوم ج ۵ ص ۳۴۳ پر علام شوکانی نگفے ہے: «اوہ اس پر اختلاف رائے ہے کہ کہ کیون لوگ ہیں۔ چنانچہ یہ سمجھا ہاگیا ہے کہ وہ میں والے ہیں اور یہ سمجھا ہاگیا ہے کہ وہ فارس والے ہیں اور دلیل کے بغیر اس جگہ کے تعبین کی کلی خلل نہیں ہے۔»

اب آپ غور فرمائیں اکیار نعوذ بالله، اللہ کے سچے رسول مختلف موقعوں پر مختلف صحابے الگ انگ تکم کی متفاہد باتیں کہہ سکتے تھے کہ حضرت سلامان فارسیؓ سے ان کے منہ پہاڑ فارس را یاری کو بتا دیا اور حضرت ابو مسی اشعریؓ جو میں کے رہنے والے تھے ان کے سامنے اہل میں کہہ دیا، اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے (الہ رآپے کی زبان پر) ہمیشہ حق بولتا تھا، تو پھر ہم ان دونوں طبقہ متصاد فتم کی روایات میں تطبیق دو ہوئے تھے۔ دنیا میں صرف ہندوستان ایک ایسا لکب ہے جہاں یہ دونوں قسم اکٹھی ہو گئی ہے۔ اہل فارس را یاری، اہلین نسل کے لوگ تھے اور شمالی ہندوستان میں اہل نسل کے لوگ اگر آباد ہوئے۔ جنوبی ہندوستان کے دراٹ نسل کے باشندوں کی بہت بڑی تعداد میں آباد تھی۔ بدھ مت کو مانتے والی مندوں کو میں مید سما بجو، سیا باد و احصار و نامی قویں سمجھیں ہیں کہا و تھیں۔ تھے اور دہاں آئی سمجھی ہندوستانی تہذیب کی زبردست چاپ ہے۔ ہند، ہندہ، شیام یا شام، یاری، خلیم، اشان، تھیے، دہاں موجود ہیں۔ مجھے

لئے اس حدیث کو ابوالحسن الجیلانی، شعب، بیہقی، ابن حجر احمد حکمہ، اپنی جمع میں نقل کیا ہے۔

لئے اس کا روایت کابینہ الجامع، ابوالحسن الجیلانی، اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے (کوala الجمیع القدير جلد ۲ ص ۲۷۳)

لئے دو مصاہد، اخلم، لٹڑ، نیزہ جلد ۲ ص ۲۹۰

لئے سیرت الغوث از سلف، ارشاد، ص ۵۰

اس قوم کی نشاندہی سمجھ کی ہوگی۔ تبدیلی قوم کی جن آیات کے تراجم اوپر نقل کیے جا چکے ہیں، ان کی مختلف تفاسیر پر نظر ڈالیں۔

سورہ محمد آیت ۲۸ کے ذیل میں عبدالرزاق، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، حضورؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی..... اور اگر قسم پیچھے پھر درج ہے تو صحابہؓ نے پوچھا، یا رسول اللہؐ آخر یہ کون لوگ ہیں جو اس وقت ہماری جگہ بدل کر آئیں گے جبکہ ہم نے پیچھے پھر دی ہو اور مزید یہ کہ وہ ہم جیسے نہ ہوں گے۔ تب حضورؐ نے حضرت سلامانؓ کے کندھے پر پیش کی ہو اور فرمایا: یہ ہے وہ اور اس کی قوم ہے وہ۔ اور قسم کے اس خدا کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ایمان ثرتیا پر چلا جائے گا تو فارس کے یہ لوگ وہاں تک اسے ڈھونڈے ہوئے پہنچ جائیں گے۔ ۱۷

سورہ جمع آیت ۲ کے ضمن میں سمجھوں کی روایت سنجاری میں آئی ہے۔ سورہ مائدہ کی آیت ۲۵ کے ذیل میں تفسیر فتح القدير میں ہمیں جو روایات میں ان کو ہم سیاہ نقل کر رہے ہیں۔

ابن جریر نے شریح بن عبید سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی تو حضرت عمر بن موسی نے سوال کیا۔ یا رسول اللہؐ کیا میں اور بری قوم مراد ہے؟ فرمایا: ہم نہیں۔ بلکہ شخص اور اس کی قوم یعنی ابو مسی اشعریؓ عیاض الاشعري سے روایت ہے کہ حضورؐ نے حضرت ابو مسی اشعریؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ شخص اور اس کی قوم؟ ۱۸

لئے تفسیر فتح القدير، ج ۵ ص ۱۸

لئے اس حدیث کو ابن سعد، ابن ابی شیبہ نے اپنی مسنده میں، عبد بن حمید، ترمذی اور بیہقی نے دلائل میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

ان دو ذر نسلوں کا ایک ہی ملک ہند میں اکٹھا ہوا ہجی ناظم کائنات کے نظر انظام کا ایک خود
ہے تاکہ اس کے رسول کی اُس وقت بھاہ پر مقادہ پیش گویاں یہاں کچی ثابت ہو سیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اہل ایران اور ان کے بعد وہرست حضرت سلطان فارسیٰ
سے مختلف روایات کو لے کر موجودہ ایرانی انقلاب کا ذکر کرتے ہیں۔ ہمان کے بارے میں خوش گمانی
رکھتے ہوئے صرف ہاتھ کہہ سکتے ہیں۔ حضرت ابو عوفیٰ اشعریٰ سے تعلق روایات پران کی نظر نہیں
پڑ سکی ہو گی جو جاہلوں کے اولین قبول اسلام میں بھی عہد آفریز تاریخی رول ادا کر چکے ہیں یا یہ
مولانا مید الشریفؒ جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفے کے سب سے بڑے ملک بردارتے
اپنی اکتاب میں سدرہ جمعی ایت جا کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

..... ہمارے نزدیک داشتین میتھہ کے مصداق اہل ایران، ہندوستان والے
اواس ضمن میں جو اوران کے ساتھ شامل ہوں ”

یہاں حضرت شاہ ولی اللہؒ کی ایک پیشین گوئی بھی نہیں۔

”اواس بات کا بھی لائق ہے وہ یہ کہ اگر مشلا ہندوؤں کا ہندوستان کے ملک پر
سلط حکوم درہ پہلو کے اعتبار سے پوجب بھی اللہ کی حکمت کی رو سے یہ واجب اور ضروری
ہے کہ ہندوؤں کے سرداروں اور لیڈرؤں کے دل میں یہ الہام کرے کہ وہ دن اسلام کو اپنا
مذہب بنالیں گے“
شاہ صاحب کی مخلوق کے دوہیں کی کمی پیشین گوئی کا پہلا حصہ پورا ہو چکا ہے لیکن ہنچن
پورا ہنچن کا سلط حکوم ہو چکا ہے۔ اشارہ اللہ اس پیشین گوئی کا آنکھ حصہ لعنی اس قوم کا
قبول اسلام بھی ہنچن پورا ہے۔

ہم بھی سیل کہہتے ہیں کہ کم سے کم دلائل ساختے رکھ دیئے ہیں جو اس بات کی ثابتت کئے

لے چلن کے سال تھے۔ از صہرا ۱۷۳ پتوی۔ ص ۶۹

لے ۱۷۴ پتوی۔ اور ان کا خلف میں ہندوستانی اولادی لاہور ص ۱۷۳

سے الفرقہ کھدرا یہ۔ ڈاہ ول عشقہ قبر ۱۷۴ پیغم ۱۷۴ ص ۵۰

کے یہ کافی ہیں کہ امرتِ محمدی کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے یعنی موجودہ امرتِ محمدی کی عمر پرورہ سو سال
ہے۔ ہندوستان کی ہندو قوم اس امرت کا دوسرا حصہ یعنی آخرین ہیں۔ یہ قوم بحثیتِ جمیع اسلام قبول
کر لے گی اور اس وقت امامتِ عالم کے منصب پر پر فراز ہو گی۔

دل دماغ کو جنم ہو دینے والی اس خروکوں کی رائی مکن ہے کہ اپنے زندگی میں خوش گمانی
تاوز بانوں سے بنا ایک خیالی افسانہ تواریخ کر سکن رہیں۔ بصورتِ دیگر ایرم جنسی رہنمکی) حالات
میں اپنے کو گھرو ہوا پا کر خود کی فیصلہ کریں۔ اپنی اصلاح کریں۔ اپنے نصب العین پر غور کریں۔ اور
اس قوم کو دعوت دینے کا طریقہ کار سوچیں جو دنیا کی تمام بخشے جا رہی ہے۔ اگر اس کے ایمان لانے میں کچھ
حصہ ہمارا بھی شاہی ہو جائے تو ہماری کتنی بڑی کامرانی ہو گی ورنہ اللہ کا وعدہ بحق ہے اور وہ ہماری
مدکہ بالکل مستحاج نہیں ہے۔

جس سورہ قوبہ کی آیت ۷۹ میں قوم تبدیل یکی جانے کا خبر دیا گئی تھی اس کا انگلی ابتدہ
بیان یہ بنت بھی واضح کر دی گئی ہے کہ —

اگر تم نے اس رسول (کی) معرفت کی تو دیکھو اور سبق تایخ سے پوچھ بکر تباہا) اللہ اس کی اس وقت
مدد کر کے دکھا چکا ہے جبکہ اسے انکار اور کفر ان نعمت دالوں نے (بیکھر اسلام کے پیلے درجہ بنت
میں) اسکا دیا تھا اور غار (ثغر) میں وہ ذہنی رہ کئے تھے اور وہ اپنے ساتھی کیم رہا تھا غم نہ
کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اس پر سکون دل کا خزانہ ایام اور ان دیکھ لشکر و
سے اس کا ایسی مدد کی کفرنی بات کر کری یو گئی اور اللہ کا بول بالا ہو کر رہا اور اللہ، وہ قوبہ
بی سرایا قوت و اقتدار سراپا حکمت دو قرار۔

یکن بہت سے وہ لوگ جو پہلے تھے بچھے رہ جائیں گے اور بعد
میں آنے والے آگے نسل جائیں گے۔ (الجیلیتی ۱۵۔ ۲۰)

بَابٌ ۲

ہندو قوم کا نبی

کرشنامین کی حیرت اکہ جاتا ہے کہ شری کرشنا مین اپنے قیام نند کے زمانے میں ایک دن اپنے حلقہ راحباب میں مجھے ہوئے تھے کہ اجاتا ہے ایک دوست نے اخیں مخاطب کرتے ہوئے کہا :

”یہ سامنے بیٹھا ہوا تمہارا دوست ہے وہ دیکھا۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس خدا کی ایک کتاب ہے جس کا نام توریت ہے اور یہ علم آسمانی کی کتاب خدا نے حضرت موسیٰ کے ذریعہ دی گئی۔ میں یہ بات جانتا ہوں، کہ کرشنا مین نے جواب دیا۔

اب اسی دوست نے ایک درسرے یہ سائی دوست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ”یہ شخص یہ سائی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس بھی خدا کی ایک کتاب ہے جس کا نام انجلی ہے اور یہ علم خداوندی کا تحفہ خدا نے حضرت عیسیٰ مسیح کے ذریعہ عطا کیا تھا۔“

میں یہ بھی جانتا ہوں، کہ کرشنا مین نے ہلکے سے قسم کے ساتھ کہا۔ جیسے ان شہزاداناق باقیوں کے درہنے پر اخیں تعجب ہو رہا ہو۔ لیکن بولنے والا مکمل سمجھیگی سے بول رہا تھا۔ اس نے تیرسا عنوان پھیر دیتے ہوئے اور ایک مسلمان دوست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”یہ ہمارا مسلمان دوست ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس بھی خدا کی ایک کتاب ہے۔ قرآن۔ اور خدا نے یہ علم جس انسان کے ذریعہ پا اس کا نام حضرت محمد گھرے۔“

”اسے بھائی میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ کرشنا مین نے حیرت کے آخری عالم میں جواب دیا۔ وہ بے شک وہی دوست بولا۔ وہم اور تم یہ سب باقیں خوب جانتے ہیں۔“

ہم میں سے کوئی یہیں جانتا کہ وید جس کو تم تھیک اسی طرح خدا کا سب سے پہلا۔ سب سے قدیم بے نقطہ علم اور کلام ہانتے ہوئے آد گرنتم (آد گر نتم) یعنی اولین مصحف کہتے ہو اس کو خدا سے لیئے اور خلق کو دینے کا سب سے پہلا انسانی ذریعہ کون تھا آخر؟“

کہا جاتا ہے کہ پوری مفضل کی سوت سے اس بار سوالی تمم اور تعجب کے سامنے پہلی بار خود کرشنا مین سر سے پاؤں تک سوالید نشان بن گئے۔ ایک ایسے نکری شانے میں آئم ہوئے جیسے پہلی بار اخیں یہ ایک مٹوس سوال محسوس ہوا۔ اور جیسے پہلی بار اخیں اپنے ویدک علم کے وجودہ علمی موقف میں ایک حقیقی خلا رکا احساس ہوا۔ توریت۔ انجلی اور قرآن مجید کے خدا سے انسان تک پہنچنے کے ذرائع تو معلوم ہیں لیکن اگر وید خدا کا کلام ہے تو اسے لانے والا یہ کون تھا؟ یہ واقع چاہے سچا ہو چاہے افسادہ۔ اس میں شک نہیں رہتا کہ یہ فطری سوال ہر ایک ویدک دھرم کے لانے والے کے لیے میا ہزاروں سال سے اندر ہی اندر مسلسل کشک رہا ہے۔

حضرت فرج کی امت کا نبی بھی کھو یا ہوا ہے؟ مہاجرات کو اس انوں کی بھی ہوئی تباہیں تسلیم کرتی ہے لیکن ویدوں کے بارے میں، ان کے سواد اعظم کا مقید ہے کہ یہ کلام الہی ہیں۔ اس کے باوجود وہ یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ یہ کس رسول کے ذریعہ دنیا میں آئے۔ اپنے بنی کو اخنوں نے دیوالا لوں میں گم کر دیا۔ دنیا کہ ہر دن ہی قوم کسی دل کی شخصیت کو اپنی مذہبی کتب سے منسوب نہیں مانتی ہے لیکن ہندو قوم وہ واحد مذہبی قوم ہے جس کا اصل بنی کھو یا ہوا ہے۔ اس حقیقت پر نظر کیں اور بنباری شریعت کی مندرجہ ذیل حدیث پر فوکریں۔

”حضرت ابوسعید رضی کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ قیامت کے دن حضرت فرج کو لایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے اپنی امت کو احکام خداوندی اپنچائے تھے؟ وہ عرض کریں گے : بے شک لے میرے پروردگار۔ پھر حضرت فرج کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا روز فرج نے تمہکہ ہمارے احکام پہنچائے تھے؟ وہ لوگ اسکا کہ کہیں گے

مہماں سے ماس نزکی بھی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؛ اور پھر (حضرت فتح علیہ) پوچھا جائے گا۔
”تھارے ٹواہ کرن میں چہ اور وہ کہیں گے؟“ میرے گواہ حضرت محمد اولمان کی امت کے لوگ ہیں؛
اور اب کے بعد رسول اللہ نے فرمایا ”تب تمیں پیش کیا جائے گا اور تم یہ کوئی دوگے کہ حضرت
فوج نے احکام پہنچا کے تھے۔ پھر رسول اللہ نے یہ آیت پڑھی : «عذ لات جعلنکہ امۃ
دَسْطَلَتْكُونُوا شهداً عَلَى النَّاسِ وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا...»۔“ اے
اب ذا غور فرمائیں۔ ایک طرف تو حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فوج کی امت
ایسے رسول کو پہنچانے سے انکار کر دے گی اور دوسری طرف ہم یہ جانتے ہیں کہ تمام مذہبی
قوموں میں صفت بندوق قوم کا بھی کھویا گا۔

پھر سوچیں۔ ایک طرف قوم یہ جانتے ہیں کہ بندوق قوم تبدیل ہو کر امت محمدی بنے گی
اور موجودہ امت محمدی کے افزاد اس تبدیلی کا ذریعہ بنیں گے اور دوسری طرف حدیث سے
یہ معلوم ہتا ہے کہ قوم فوج کے اپنے نبی کو پہنچانے سے انکار کے بعد امت محمدی کوئی دفعے
کی کہ حضرت فوج نے اپنی قوم کو احکام خداوندی پہنچا کے تھے۔ یعنی گواہی دینے والی امت
محمدی کے افراد حضرت فوج کی امت کا اور ان سے حضرت فوج کے شہنشہ کو پہنچانے والے
کیا یہ واضح دلیل اس بات کی شبیہ محسوس ہوتی کہ موجودہ بندوق قوم حضرت فوج کی
امت ہے۔

ہندو قوم فوج ہے | دیسے بھی دیک دھرم دنیا کے تمام ناہب میں متفق
ہے۔ طور پر سب سے پرانا ذمہب ہے اور حضرت فوج
دنیا کے سب سے پہلے صاحب شریعت رسول تھے۔

لیکن ابھی یقین کرنے سے پہلے خود دیک دھرم سے معلم کرنا بھی ضروری ہے۔
ابھی ہم چاہے ہندو قوم کے اس دعوے کو تسلیم نہ کریں کہ وہی بلزم الہی ہیں، لیکن یہ تو دیکھیں کہ

یہ کتاب میں جن کو بندوق قوم کلام الہی تواریخی ہے اپنا نبی کون سا بتاتی ہیں؟ فرانسیسی صحفہ زیل بائیں
(A.J.A. DUBCIS) جس نے چالیس سال بھک بندوق و مذہب اور بندوق تالیق تنبیہ
کام طالع کیا اور بندوق و مذہبی رسم درواز پر آج ہمک گی سب سے مستند اور ضمیم کتاب لمحی
اس نے اپنی کتابت میں جو حقیقتیں بیان کی ہیں وہ شاید قارئین کی دلچسپی کا سبب بنے
بچیں۔

”..... مختصر ہے کہ ایک مشہور شخصیت جس سے بندوؤں کو بہت عقیدت ہے اور جسے
وہ مہاؤوو (MAHANUV) کے نام سے جانتے ہیں۔ (سیلاپ کی) تباہی سے ایک کشتی
کے ذریعہ پہنچنے کی جس میں سات شہور رشی بھی سوار تھے..... مہاؤوو دو الفاظ لام کب
ہے۔ مہا کے معنی عظیم اور فو و بلا شک و شہر حضرت فوج ہی ہیں.....“ ۱۶

”..... عملاً یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ بندوقستان اس سیلاپ عظیم کے فوراً بعد آباد ہوا
تھا۔ جس نے پوری دنیا کو دیران کر دیا تھا.....“ ۱۷

”..... ما کنڈیہ پرانا اور بھاگوت میں اس کا بہت واضح بیان ہے کہ اس حادث میں
تمام نسل فنسانی ختم ہو گئی تھی سو ایسے سات مشہور عبادت گوار رشیوں کے جن کامیں نے
بہت سے مقامات پر ڈکر کیا ہے یہ سات رشی ایک کشتی پر مجھ کر عالم گیر تباہی سے پہنچ کے
تھے۔ اس کشتی کو (شنور خدا) خود چلا رہا تھا۔ ایک اور عظیم شخصیت جو پہنچ جانے والوں
میں تھی، وہ منوکی تھی جس کوئی نے دوسرے مقامات پر ثابت کیا ہے کہ حضرت فوج کے
سو اکوئی نہیں تھی..... جہاں تک مجھے علم ہے ان تمام شرک اقوام میں کسی نے سیلاپ
کو اتنی تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا ہے اور اس داتھ کی تفصیلات حضرت موسیٰ کی اوریت
میں) بیان کردہ تفصیلات سے کسی قوم کی تحریروں میں اتنی مائلت نہیں رکھیں جتنا کران

ہندوکتابوں میں ہے جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ قابل ذکر بات ہے کہ ریشادت ہیں اس قوم میں
ملے ہے جس کے قدم ہونے پر سب تفہیق ہیں لہ
حضرت فتح اور سیلاپ نوح کے واقعات بہت تفصیل کے ساتھ بھو شیر پران اور
قشیر پران میں بھی بیان ہوئے ہیں جن کے حوالے ہم آئندہ ابواب میں پیش کریں گے۔
منو کا الفاظ بہت سی ہندو منہ بھی شخصیات کے لیے استعمال ہوا ہے جیکن پر اون،
ویدوں اور دیگر ہندو غیر ہندو کتب میں سب سے زیادہ تفصیل سے جس منو کا ذکر ہے وہ حضرت
فتح ہی ہیں۔

ویدوں میں حضرت فتح کا ذکر منو کے نام سے ہے، مقامات پر آیا ہے۔

ویدوں کا انگریز مفسر دید کے ایک منزٹر میں آئے والے لفظ منو کی تشریح کرتے
ہوئے لکھتا ہے: «منو رفح (لا جواب تھیست اور انسانوں کے نمائندے تھے، تمام انسانوں
کے باپ (سیلاپ کے بعد آدم نامی کی حیثیت سے) اور پہلی شریعت کے شروع کرنے والے
تھے۔» ۲۶

پرانوں اور ویدوں میں حضرت فتح کی تفصیلات کے علاوہ ایک اور بہت اہم

Hindu Manners, Customs & Ceremonies

Abbe J. A. Dubois ص ۴۱۴ - ۴۱۵

۳۔ جیسے حضرت آدم کے بیے بنا گیا ہے کہ منو کے بائیں حصہ سے شست روپا (۱۷۴۰) یعنی
حضرت خواجہ ابوبیش۔ رام چوت نامی، مفسر شہان پرشاد پوت دار مطبوع، گینا پریس، گوکچہر
ایڈن، ۱۸۷۰، صفحہ ۱۵۱ اور ہندو مذہب کی معلومات، از خواجه حسن لفظی دہلوی، مطبوع،
حلقہ، مشائخ دہلی ایڈنشن، ۲۰ دسمبر ۱۹۰۰، صفحہ ۲)

تھے گرفتہ کا یہ تشریحی نوٹ رنگ دید ۱۔ ۱۳۔ ۳ م کے ذیل میں ہے

فقط

ترجموں میں بین القوین (ربکیت کے دریان) الفاظ طہارے ہیں۔

ثبت اس قوم کے حضرت فتح سے تعلق ہونے کا ہم پیش کر رہے ہیں۔

آخر قوم کا اپنے انبیاء سے تعلق کا ایک مظہر یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ ان کے زمانے سے اپنا
سال یا سن شمار کرتے ہیں جیسے مسلمان اپنا سن بھری حضرت محمدؐ کی پیغمبرت سے شمار کرتے ہیں۔
اوہ سالانہ اپنے سال حضرت مسیحؓ کی وفات سے گنتے ہیں۔ اسی طرح ہندو قوم اپنے اہم واقعات
کے وقت کو حضرت فتح سے گنتی ہے۔ اس کے لیے وہ حضرت فتح کے سیلاپ سے ہر سالہ
سال کے وقت کو ایک اکالی یا ایک سال مانتے ہیں اور ان سالوں سے اپنے اہم واقعات کو شمار
کرتے ہیں۔ وہ باس اپنی نذر کوہ بلاکتاب میں لکھتا ہے۔

ہندوؤں کا موجودہ ہیگ ٹھیک یقیناً اسی زمانے سے شروع ہوتا ہے جو سیلاپ فتح
کا زمانہ ہے۔ یہ ایک ایسا اتفاق ہے جس کو وہ یادگار کر جتے ہیں اور ان کے مصنفوں اسے جل پریاوا
یا پانی کے سیلاپ کا نام دیتے ہوئے اس کا وضاحت سے ذکر کرتے ہیں۔ اسی موجودہ ہیگ کی
تاریخ یقیناً جل پریاوان کے آغاز سے شروع ہوتی ہے.....
اور حیرت انگریز بات یہ ہے کہ ہندو اپنی ازندگی کے تمام اہم اور شہردار اتفاقات د
مسئولات اور اپنی تمام علایک یادگاروں کی تاریخ یا سن کو ایک سیلاپ کے خاتمے سے شمار کرتے
ہیں..... سیلاپ کے بعد ہر سالہ سال کا ایک سال مان کر ان سالوں سے اپنے تمام عوای
اور فدائی اتفاقات کی مدت شمار کرتے ہیں ۱۷

اس قوم کا حضرت فتح زمان کی زبان میں منو سے خصوصی تعلق ہونے کا ایک ثبوت یہ
بھی ہے کہ ان کی مذہبی کتب میں منو اسراری کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔

ہندو قوم کی مذہبی تاریخ اور مذہبی کتب کے حضرت فتح سے خصوصی تعلق کی جذباتیں
یہاں پیش کی گئیں۔ قوم فتح سے تعلق بخاری شریف کی جو حدیث اس باب کے شروع میں لکھی ہی
اس میں ہم نے دیکھا کہ حضرت فتح کی استاد کا اپنے بنی کی حیثیت سے نہیں پہچانتی ہو گی اور

Hindu Manners, Customs & Ceremonies

(ہندو شعائر مراسم و مناسک) ص ۴۱۴ - ۴۱۵

ہم جان کچے ہیں کہ حضرت نوحؐ سے زبردست رشتہ موجود ہونے کے باوجود وجودہ بند و قوم بیشیت مجموعی ان کو نہیں جانتی ہے۔ اسی حدیث سے ہمیں یہ سمجھی معلوم ہوا تھا کہ قیامت کے دن اُمرت محدثی حضرت نوحؐ کے اپنی قوم میں پیغام پہنچانے کی گواہ بنے گی۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ دیکھ لجاؤٹ نے اس قوم کے اُمرت محدثی بینے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ظاہر ہے ان تمام حقیقتوں کے آشکارا ہونے کے بعد اور اُمرت محدثی میں شامل ہونے کے بعد وہی اسیات کی گواہی دیں گے۔

لیکن ان تمام ثبوتوں کے بعد سبھی ابھی آخری اور مستند ترین گواہی باقی ہے۔ قرآن عظیم آئیے ذکر ہیں۔

قرآن کی گواہی اونیا کی تمام قوموں کو در طرح کی نسلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سماں نسلیں (Non-Sematic races) اور غیر سماں قومیں (Sematic races) عرب سماں قوموں میں آرین نسل یا اتنی آلتی ہے اور سیمیٹک قوموں میں سیدودی، عیسائی اور جزیرہ نماں عرب کے بنی اسماعیل۔

دنیا کی دونسلوں میں تقسیم ہونے اور ان میں سے ایک نسل کا تعلق حضرت نوحؐ سے ہونے کی قرآن بھی تصدیق کرتا ہے۔

”یہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ مخلص (دیگر)، انبیاء کے نسل اُدمیم سے رکھے اور بعض ان کی نسل سنتھے جنہیں ہم نے نوحؐ کے ساتھ کشٹی میں سوار کیا تھا، اور بعض ابراہیم و یعقوب (علیہما السلام) کی نسل میں سے ہیں۔ اور یہ سب ان لوگوں میں سنتھے جن کو درسری نسل“

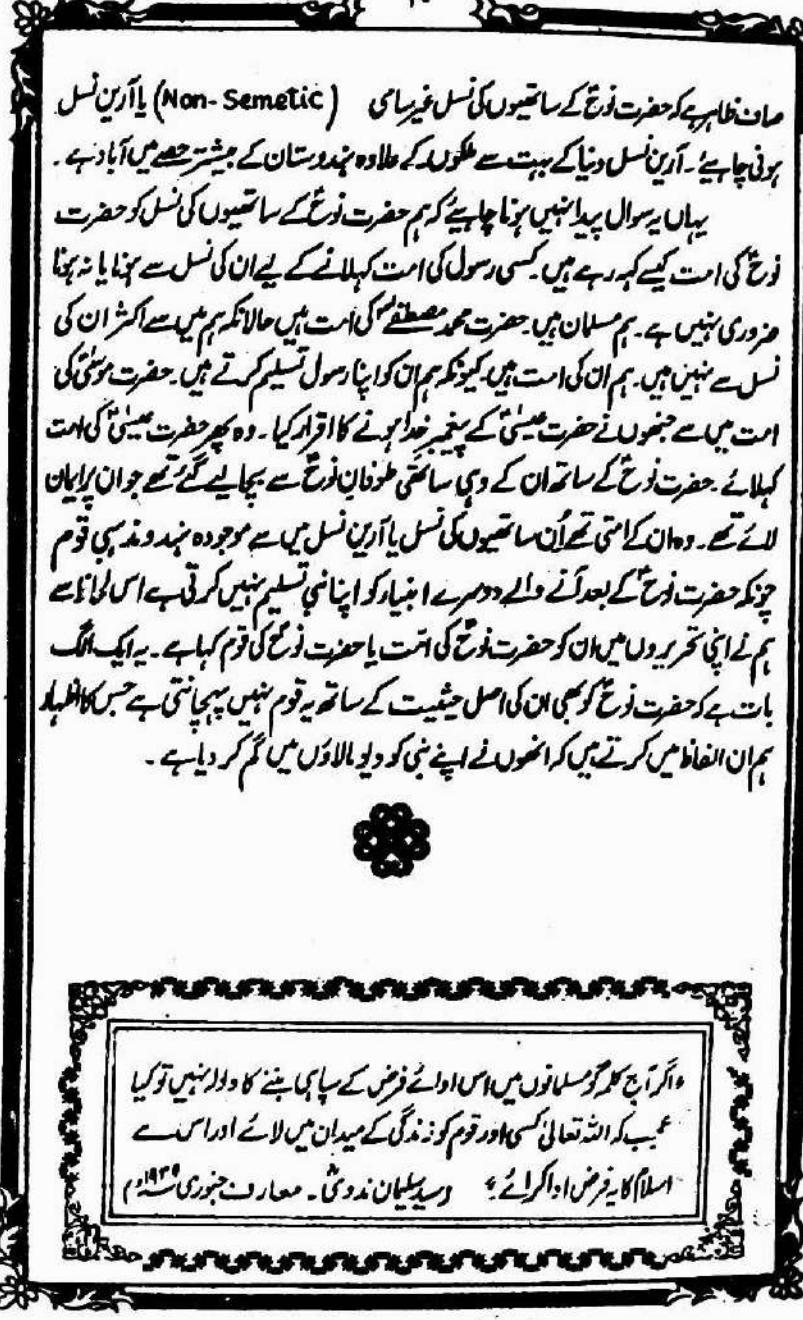
”ہم نے ہدایت دی اور ہم نے ان کو معمولی بنایا۔“^{۱۷}

قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ نسل اُدمیم سے حضرت نوحؐ کے ساتھیوں کی نسل الگ ہے اور حضرت ابراہیم و یعقوب (علیہما السلام) کی نسل یعنی بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل الگ نسلیں ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ بنی اسماعیل و بنی اسرائیل سماں نسلیں (Non-Sematic races) ہیں

مان ظاہر ہے کہ حضرت نوحؐ کے ساتھیوں کی نسل غیر سماں (Non-Sematic) یا آرین نسل ہوں چاہیے۔ آرین نسل دنیا کے بہت سے ملکوں کے طاہرہ ہندوستان کے مشترکے میں آباد ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ ہم حضرت نوحؐ کے ساتھیوں کی نسل کو حضرت نوحؐ کی اُست کیسے کہہ رہے ہیں۔ کسی رسول کی اُست کہلانے کے لیے ان کی نسل سے ہونا یا نہ ہونا مزدروی نہیں ہے۔ ہم مسلمان ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰؐ کی اُست ہیں حالانکہ ہم میڈسے اکثر ان کی نسل سے نہیں ہیں۔ ہم ان کی اُست ہیں کیونکہ ہم ان کو پاپ رسول سلیم کرتے ہیں جو حضرت موسیٰؐ کی اُست میں سے جنہوں نے حضرت میسیٰؐ کے پیغمبر خدا ہوتے کا اقرار کیا۔ وہ پھر حضرت میسیٰؐ کی اُست کہلانے حضرت نوحؐ کے ساتھ ان کے وہی سماں طوفان نوحؐ سے بچا یا نے تو ہے جو ان پر ایمان ہے۔ وہاں کا امتی تھا ان ساتھیوں کی نسل یا آرین نسل میں سے موجودہ بند و مذہبی قوم چند کہ حضرت نوحؐ کے بعد اگرے والے دوسرے انبیاء کو اپنا نام سلیم نہیں کرتے ہے اس لحاظ سے ہم نے اپنی تحریروں میں ان کو حضرت نوحؐ کی اُست یا حضرت نوحؐ کی قوم کہا ہے۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ حضرت نوحؐ کو ہمیں ان کی اصل حیثیت کے ساتھ قوم نہیں پہچانتی ہے جو کہ الگ ہے۔ ہم ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بنی کو دیلوں والا دوں میں گم کر دیا ہے۔



وَأَرْجَحُ كُلِّ مُسْلِمٍ مِّنْ أَنْ إِلَّا يَعْلَمُ فِرْضَ كَيْفَيَةِ فِرْضٍ كَيْفَيَةَ كَيْفَيَةِ نَوْحٍ تُكَيِّيَ
عَيْبَ كَرَاثَةِ تَعَالَى كَمْيَا وَرَقْمَ كَرَاثَةِ كَمْيَا وَرَقْمَ كَرَاثَةِ كَمْيَا وَرَقْمَ كَرَاثَةِ
إِلَّا كَيْفَيَةِ فِرْضٍ إِلَّا كَيْفَيَةِ؟ وَسِيلَيَانَ نَوْحَيْشَ۔ مَعَارِفُ جَنُورِيَّةٌ ۱۹۴۹



بائب ۳

قرآن میں ہند و قوم کا ذکر

قرآن پر الزام بیت سے ہند و ملکیین جو اسلام سے متاثر ہیں اور قرآن کی عظمت کے مسترت بھی ہیں ان کو یہ شکایت کرتے ہوئے ہم نے نہیں کہ قرآن میں دیگر قوموں کا ذکر تو ہے لیکن ہمارا ذکر قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ ان کی شکایت کا جواب جب ہم طرح طرح کی تادیلوں سے دینے کی کوشش کرتے ہیں تو ذرا غور کیجیے کہ کہیں ہم خود ہمیں غیر اسلامی طور پر یا غیر مسیحی طریقے سے قرآن پر الزام عائد کرنے میں شریک تو نہیں بن رہے ہیں؟

شریعی آنٹھا پر شادا پادھیائے نے عربی میں قرآن شریف کا مطالعہ کر کے اردو زبان میں صدایخِ اسلام کے نام سے جو کتاب لکھی ہے اس کا ایک حوالہ ہم نقل کر رہے ہیں :

”قرآن شریف میں کئی عجیبوں پر تقریب کہا ہے کہ مختلف قوموں کی مہایت کے لیے مختلف نہیں کو صحبت کا ہے لیکن خصوصاً کسی کا ذکر نہیں ہے۔ تاشے کی بات یہ ہے کہ جو پرانی قومیں ہیں اور جن کی تہذیب کی تواریخ ہزاروں سال پرانی ہے جیسے ہندوستان، چین وغیرہ، ان کا کچھ بھی اشارہ نہیں۔ گویا اس الہام سے جس کو قرآن یا کلام مجید کے نام سے پکارا جاتا ہے مام اسالی جماعت کا کوئی تعلق ہے ہی نہیں.....“ لے بیشک قرآن کے ایلين مناطق اہل عرب تھے لیکن اگر یہ صرف... ۱۹۷۰ء میں اسال پرانی کتاب

نہیں ہے بلکہ ہر ہی دنیا بک کے حالات و واقعات کا اس میں ذکر ہے تو یہ کیسے مکن ہے کہ اس قوم کا اس میں ذکر نہ ہو جو دنیا کی قدیم ترین مذہبی قوم ہے اور نزول قرآن سے ہزاروں سال قبل سے آئی بہت بڑی تعداد میں دنیا میں موجود ہے۔ یہ قرآن پر ایک ایسا اتزام ہے کہ یہم نے کسی ہندو قوم کا نام یا تعارف قرآن میں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے ملکیت سے۔ قرآن میں لفظ اہندو کہیں نہیں ملا ایکن کیا لفظ میسانی یا کر سچین ملتا ہے ہے کیا ہم یہ کچھ لیں کہ میسانیوں کا بھی قرآن حکیم میں ذکر نہیں ہے؟ قرآن نے میسانیوں کے لیے لفظ نصاریٰ ”استعمال کیا ہے و میسانی کوئی میسانی اپنے آپ کو نصاریٰ نہیں کہتا ایکن ہم جانتے ہیں کہ نصاریٰ قرآن میں اور اگر قومیں کا ذکر تو ہے لیکن ہمارا ذکر قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ ان کی شکایت کا جواب جب ہم طرح کی تادیلوں سے دینے کی کوشش کرتے ہیں تو ذرا غور کیجیے کہ کہیں ہم خود ہمیں غیر اسلامی طور پر یا غیر مسیحی طریقے سے قرآن پر الزام عائد کرنے میں شریک تو نہیں بن رہے ہیں؟

قرآن میں سب قوموں کے ناموں کی تحقیق ہی نہیں ہوئی

قرآن پاک میں بہت سی ایسی قوموں کا ذکر ہے ملتا ہے جنہیں مفسرین آئیں بک تعمین نہیں کر سکے جیسے اصحاب الرس اور قوم تبعیخ، خاصاً مسلمین کا ذکر تو جبل جگہ حلام پاک میں ہر مذہبی ہندو نصاریٰ کے ساتھ اس میثمت سے کیا گیا ہے جیسے یہ بہت بڑی قوم یا دنیا کے منفرد گروہوں میں سے ایک بھول مثلاً۔

ترجمہ : بیشک جو لوگ مونن میں اور جو یہودی میں اور نصاریٰ میں اور مسلمین میں ان میں سے جو اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لا لیں اور نیک ٹلکریں تو ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے زان پر کوئی خوف آئے گا اور وہ غمین ہون گے۔ (البقرہ ۲۲:۶)

اس ایت میں مسلمین کا ذکر ہو ممکن یہودیوں اور میسانیوں کے ساتھ لیا گیا ہے۔ جس نہیں بلکہ قرآن پاک میں جہاں جہاں صابئین کا ذکر ہے اپنی بڑی قومی قوموں کے ساتھ لیا گیا ہے۔

اُنی اہمیت کی حامل قوم جس کا خصوصی ترہ قرآن پاک، نہ میں کی بڑی بڑی قومی قوموں کے ساتھ لیا گیا ہے اس کو تم آج بکھت تلاش نہیں کر سکے۔ حالاں کہ اپنیں مسلمانوں یہودیوں اور عیسیٰ یوسف

کی طرح اُنچ سبیل احبابِ نہاد آئے والے زمانے میں بھی دنیا کی نمایاں ندیوں میں سے ہونا چاہیے۔ اگر ہم خود کریں تو ملاش کا وادا نہ بہت مدد دیگر گا ہے۔ مسلمان، میساں میں اور یہودیوں کے ملاجہ دنیا میں کتنی بڑی بڑی ندی تو میں اور میں؟ انھیں میں سے صابین کو ہونا چاہیے۔ لبِ ذرا ایک اندزادی سے ملاش کریں۔

قرآن مجید میں شریعت تاذکرہ نے والے پیغمبر ان میں خصوصی اہمیت کے حامل جن پیغمبروں کا ذکر خصوصی اہمیت کے ساتھ بار بار آیا ہے۔ وہ حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت مسیٰ اور پیغمبر آخر النبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ مثلاً دیکھیے۔

ترجمہ: «اور جب ہم نے قبائل سے عبدیا اور اپاٹ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور مسیٰ ابراہیم سے اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا» (سورہ الحجہ: ۷) ترجیح: «اللہ نے تم لوگوں کے لیے وہی دن مقرر کیا جس کا اس نے فتح کر حکم دا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس دی کیا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور مسیٰ کو بھی حکم دیتا.....» (سورہ شوریٰ: ۱۳)

ہم دیکھتے ہیں کہ کلام پاک میں جن بڑی بڑی قبائل کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے وہ مسلمان میسانی، یہودی اور صابین میں اور جن صاحب شریعت رسولوں کا ذکر جگہ جگہ ایک ساتھ آیا ہے وہ رسول اکرم حضرت محمد، حضرت مسیٰ اور حضرت نوح ہیں۔ ان میں سے مسلمان حضرت محمد کو اپنا آخری پیغمبر تسلیم کرتے ہیں، میسانی حضرت مسیٰ سے اور یہودی حضرت موسیٰ سے مخصوص قوم ہیں لیکن صابین، ہم نہیں جانتے۔

پھر ہر چیزی! حضرت محمد کے اُستی مسلمین ہیں۔ حضرت مسیٰ کے ائمے والے میں حضرت موسیٰ کی قوم یہودی اور حضرت نوح کی قوم، کسی کو معلوم نہیں۔ کہیں انھیں کی قوم کو تو صابین نہیں کہا گیا ہے؟

لہ حضرت ابراہیم کی قوم میں یہودی میسانی اور مسلمان سب شامل ہیں کیونکہ اب پریلان ایسیں اور دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں۔

حضرت نوح کی قوم کی صابین ہیں

تفسیر ابن کثیر میں عبد الرحمن بن زید کا قول درج ہے کہ صابین اپنے آپ کو

صلیبین کے بارے میں حضرت مولانا، امام ابوحنیفہ، امام اسحاق، ابوالزناد، قطبی، طاہر ابن تیمیہ، امام غزالی، امام راغب، معالم، ابن حجر عسکری، ابن کثیر، امام سیوطی، طاہر شوکانی، ہنفی بیضاوی، عبد الحافظ دیباوی اور زید سیمان ندوی کے مختلف اقوال اپنی نشریات کے ساتھ ہم ذیل میں لکھا کر رہے ہیں۔

۱۔ عراق کے اس مقام کے دریتے والی لوگ تھے جہاں ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ وہ حضرت ابراہیم کے مقام پیدائش اور اور بندوستانی تہذیبوں پر ہوا اور موہن جو داڑو کے کھنڈرات کی کھدائی سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دونوں تہذیبوں کے درمیان بہت قریبی روابط تھے۔

۲۔ اہل کتاب تھے ریت تو قرآن میں صابین کے ذکر سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا ذکر جو جگہ آسٹھا کتاب رکھنے والی قبائل کے ساتھ ہی آیا ہے۔ صابین کے پاس حضرت نوح کوں سے سیکھ لائے اس پر ہم آئندہ صفات میں بحث کریں گے۔

۳۔ لا إلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَبِيرٌ تَحْمِلُنَّ مَشْكُرَ تَحْمِلُنَّ (اس کا ذکر ہم آئندہ صفات میں کریں گے کہ بندوں نہ ہب کا کام کی جی لا إلَهَ إِلَّا اللَّهُ هے)۔

۴۔ یمن کی طرف منکر کے نہاد پڑھتے تھے ریت بھی تہذیبوں کے مطابع سے ثابت ہو چکی ہے کہ بندوستانی نہ ہب کے لوگ بہت بڑی تعداد میں میں میں آباد تھے۔ وہاں آج بھی شیام اور بندوانی کی قلعے موجود ہیں۔

۵۔ صابین عجمی (غیر عرب) نام ہے عربی نہیں۔

۶۔ فرشتوں کی بجاہ اسی قوم کی رہنمہ و فہرست میں بہت سے دیتاوں کا تصویر فرمودہ کا تصور ہے اور وہاں کی پوجا کرتے ہیں۔

۷۔ جماعتِ ستادگان اور سخوم کے معتقد تھے۔ راقوامِ عالم میں شاید کسی قوم کو

نحو میں اتنی لمحپی نہیں رہی ہے اور نہ بے جتنی ہندوستانی ہندو قوم کو ہے)۔

۸۔ ستاروں کی پوجا کرنے والے رحمتی ستاروں اور سیاروں کی پوجا کا تصور موجودہ ہندو مذہب کا جزو ہے)۔

۹۔ آگ کی پوجا کرنے والے راگ کی پوجا ہون، شادی ازدواجی وغیرہ میں ہندو قوم میں رائج ہے)۔

۱۰۔ رترشت ایالی انسل زریگ بھی آگ کے پچاری تھے اور ہندو بھی ہیں۔ یہ بھی آرین تھے اور ادھر سے ہی آرین ہندوستان میں آئے)۔

۱۱۔ منہباؤں میں کمی مریض عزل کرنے والے ہیں۔ رندھیا دنیا میں عزل کی اہمیت شاید بس سے زیادہ ہندو مت ہی میں ہے۔ ان کی کوئی پوجا اشنان کے بغیر نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ مختلف موقوں پر اجتماعی اشنان بھی ہوتے ہیں)۔

۱۲۔ ایک دین سے نکل کر دوسرا دین میں داخل ہونے والے ربی ہندو قوم دین اسلام قبول کرے گی۔ یہم پچھلے باب میں ثابت کر چکے ہیں)۔

۱۳۔ اُن ہونے اور جھکنے والے ربیلی قوم کے لیے احادیث میں اسی قوم کی طرف اشارہ ہے۔ یہ پچھلے باب میں آچکا ہے)۔

اتنے منضاد اور مختلف تصورات صابین کے باسرے میں ہمارے مفسرین و علماء کے ہیں اور بہت تعب کی بات ہے کہ وہ سب کے سب ہندو قوم پر قوت ہوتے ہیں۔ چاہے مختلف ادوار میں مختلف مفسرین الگ الگ قوموں کو صابین سمجھتے رہے ہوں۔ بلکن اس دور میں یہ سب خصوصیات اس قوم میں ایک ہی جگہ پائی جاتی ہیں۔ ہر سکتا ہے کہ مندرجہ بالا

خصوصیات یا عقائد رکھنے والی تمام جماعتیں اسی میں نقل مکانی کر کے ہندوستان میں آ کھٹی تو جلی ہوں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ کبھی کسی شک و شبه کی کنجائش اس امر میں باقی ہے کہ صابین کوں ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ پچھلے ادوار میں مختلف گروہوں پر صابین کی تعریف صادق آتی ہو۔ لیکن کم از کم موجودہ دور میں صابین سے مراد کون سی قوم ہے۔ یہ رفر و شن

کی طرح ہیں ہے۔

باتنا مکمل ہو جائے گی اگر ہم یہاں یہ ذکر کریں کہ حضرت شاہ ولی اللہ^۱ صاحبین کو آرین نسل ہی مانتے تھے۔ ثبوت کے طور پر لاحظہ ہوں مدد جو دل ہو لے۔

..... سچ غدر ایسے بزرگستے جنہوں نے اس تعمیر کو غیر اسلامی لوگوں میں بالغہ دیگر صابین یا آرین قوموں میں بھی پہنچانے کی کوشش کی؟ نہ

..... ایمان اس زمانے میں آرین یعنی صابی قوموں کا مرکز بن چکا تھا۔ اس سے پہلے ہندوستان کو مرکزیت حاصل تھی۔ نہ

اور مولانا سید یہاں ندوی کی کوئی بھی دیکھ بجھے کو وہ صابین کو تعمیر ہندوستانی اباشندے تیم کرتے تھے۔

..... منصب اور خال میں طرح الہ کتاب ہیں ہیں اپنی اپنی مذاہجی کی قیمت کی بنا پر وہی سہرچس متابعہ شہر الہ کتاب ہیں بھی ہیں جن کی دو جامعتوں سے ہم کو قرآن نے واقعہ کرایا ہے اور وہ مجوس اور صابین ہیں جن میں ایران تعمیر اور ہندو قدم کے باشندے بھی داخل ہیں

آخر میں یہ بھی کہہ لیں ایک بہت ہی قلیل تعداد کا فرقہ عراق اور شام میں پایا جاتا ہے جو اپنے آپ کو مسمی کہتا ہے۔ یہ لوگ حضرت یعنی کے بعد کے کسی بھی کو تسلیم نہیں کرتے۔ حضرت

یعنی کو بھی نہیں مانتے۔ حضرت یعنی سے پہلے کے انبیاء کو مانتے ہیں۔ اس کا اعلان ہے کہ قرآن نے صابین ان کو بھی کہا ہے۔ لیکن سید یہاں ندوی جیسے معتقد اور مولانا مسید اللہ نہیں جی

۱۔ مسلم الفرقان۔ بریلی، شاہ ولی اللہ نشر، ص: ۳۰۴

۲۔ مسلم الفرقان۔ بریلی، شاہ ولی اللہ نشر، ص: ۳۰۵۔ مصنفوں از مولانا مسید اللہ نہیں۔

۳۔ ماذواز خطبہ صداقت مولانا سید یہاں ندوی، مسلم الفرقان جلاس جمعۃ علماء، بھی فرمدی وہی

بجوہ حکومت ہیں اور علماء مذکورین میں ہیں۔ مرتبۃ ال محمد امام الدین رامنگری۔ مطبوعہ مکتبۃ نشاطہ ناسیۃ۔

حیدر آباد۔ ۱۹۵۷ء

جیسے ہر بک میں گھومنے والے اہل فتنے صابینہ ہندوستانی نسل کے لوگوں کی کہانی ہے حالانکہ دواؤں حضرات کے علم میں یہ فرقہ ضرور ہوا کا۔ اس کے علاوہ اس کا مجھی فرقے میں سوائے اہل کتاب ہونے کے اور کوئی وہ خصوصیت نہیں پائی جاتی جن کو مفسرین ملارے صابینہ سے غسوب کیا ہے اور جن کو اسی باب میں نقل کرچکے ہیں۔

بخاری رائے میں قرآن کی مختلف اصطلاحوں کا اطلاق چونکہ کمی کمی بیک وقت مختلف گروہوں کے لیے اور کمی کمی مختلف زماں میں مختلف گروہوں کے لیے بھی ہوتا ہے اس لیے یہ ممکن ہے کہ اس مجھی فرقہ پر یہی قرآنی اصطلاح صابینہ پر لکن ہندوستانی ذہنی قوم کا صابینہ کے ذیل میں آنا شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

باب ۷

میکسائیٹ اور ازلی رشتہ

زنجی نامات اور تعلقات کا جائزہ ضروری ہے

مکمل دوسرے گز در ہے ہیں اس کا تجزیہ ہما۔ سے یہ بہت ضروری ہے۔ ایک قوم چودہ سو سال قبل تک عرب میں تبدیل ہوئی تھی، ایک اب ہندوستان میں تبدیل ہوگ۔ دواؤں کے ذہنی بی و جنمات اور بیکار کا مقابل انتہائی ضروری ہے۔ پھر ہم یہی دیکھیں گے کہ موجودہ ہندوستان اور اسلام میں کون کون سی اقدار مشترک ہیں اور یہی کچھ کہم نہیں کہ ہم باضی میں عرب اور ہندوستان کے معاشرتی، تمدنی، جغرافیائی اور روحاںی تعلقات پر نظر ڈالیں۔ یہ یونکہ جس قوم کو ہمیں دعوت دیتا ہے اسے پہلے ہر بشہ سے سمجھا ضروری ہے۔ تو آئیے پہلے جائزہ لیں مشترکین کہ اور موجودہ ہندو قوم کے بیکار کا۔

حیرت انگریز مہالکت حدیث رسول پاک ہے: اسلام کا آغاز اجنبیت کی حالت میں ہوا اور پھر وہ اسی طرح اجنبیت کی طرف لوٹ جائے کا جیسا کہ زرع میں تھا۔ پس خوشخبری ہے اجنبیوں کے لیے.....“لے کیا ہم آج اسی غربت اسلام کے درست نہیں گزر رہے ہیں جس سے رسول خدا اور فدائیان رسول کی دور میں گزرے تھے۔

وہ سیکڑوں بتوں کی پوچھ کرتے تھے۔ یہ قوم مزاروں بتوں کی بخاری ہے۔

نہ صم کتاب الایمان۔ بیوبی جاہاں اسلام فرمایا۔ بولا مذوق و مذکر از سید جمال الدین عربی۔ ص۔ ۸۰

..... عالی محبت صاحبین عتماد سے پاس آئیں گے اور وہ تمہارے ہو جائیں گے۔ وہ تمہارے بعد آئیں گے۔ پاپ زنجیر اور تمہارے سامنے جک جائیں گے۔ وہ تم سے نہایت ماجزی سے کہیں گے۔ بنے تک خدا کے سر اکوئی خدا نہیں ہے۔

(بایبل۔ یسوعہ نبی کی کتاب ۱۰۔ ۲۵)

وہ سب کے سب شر مادہ اور پشیان ہوں گے۔ وہ سب جو بت

بنانے والے ہیں، آپس میں شرمندہ ہوں گے۔

(بایبل۔ یسوعہ نبی کی کتاب ۱۱۔ ۲۵)

اس وقت سے آن ہجت کوئی دوسری قوم ہیں اسی نہیں بلکہ جو سیکھوں ہزاروں بڑوں کی پیاری ہے۔
تھی تو وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ ذفن کرتے تھے۔ یا اپنی عورتوں کو زندہ جلا رہے ہیں اور راجحت
کر کچھ ملا توں میں آج بھی بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی تسلی کر دیا جاتا ہے۔

تھی تو وہ رسول خدا کے پاس باہمی رضامندی (COMPROMISES) کے فارمولے لائے تھے کہ تم
ہمارے بتوں کو برداز کہو، ہم تملکے خدا کو تسلیم کیجیے ہیں۔ اس قوم کے افزاد و قضاوت ایسے
فارموں (COMPROMISES) ہمارے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں کہ ہر دھرم کی اچی باتیں لے کر
انسیست کے مذہب کو انوں دینا کے کسی دوسرے دینی اور لا اعلیٰ نہیں کے پررو، سیہودی ایسا نہ
یا کیرانت ایسا نہیں کرتے۔ وہ صرف اپنے طریقے کو اچھا کہتے ہیں۔

تھی ان کا بھی ایک گروہ مکعبہ کا نکاح طراوٹ کرتا تھا۔ ان کے بھی بعض گروہ نگلے ہر کرانپی اپنے میں
کرتے ہیں۔

تھی ان کے صالح فلم کم تھے ز محنت اور ایکم کا کہیں پڑتا تھا۔ ان کا بھی کھو یا ہوا ہے۔ (صلحا
کویر ایشور والی یعنی کلام خدا کہتے ہیں ملکن یہ کس پر نازل ہوئے ایکیں نہیں معلوم)۔
کسی جیت ایزی خالمت ہے ان دونوں قوموں کے نہیں رہنمایت ہیں جن کو دیانۃ حرم ہیں اور
جن کے دریان رسول اکرم کو اس کی دوڑیں میغوش کی گیا تھا۔

عقائد کے بجا کسی جس آخری درجہ پر رسول اللہ کی بیشت کے وقت مشترکین مکمل پیش گئے
تھے تھیک اسی طرح موجودہ بندہ و قوم عقدہ کے بجا کل اخیری انتہا پر پیش گئی ہے۔ تاریخ کے اپنے اپ
کو دہرانے اور اس قوم کی تبدیلی کے انتخاب کیے جانے پر جیت ہیں ہونی چاہئے۔ اہل کر کے بھیت
مجموع اسلام میں داخل ہونے سے پہلے پرس قبل نکل کر اس کا تصور کسی نہیں کر سکتا تھا۔ صرف
قادر مطلق کی پیشیں کو یوں پر فدا یا ان رسول کو یقین تھا اور تاریخ نے دیکھا کہ وہ معرفہ رونما
ہوا۔ آج بھی اگر پہلی نذر پر بھینے والوں کو کتنا ہی نہ ممکن کیوں نہ معلوم ہو۔ ہم باللہ اور اس کے
رسول صادق کی پیشیں گو یوں پر مکمل ایجاد رکتے ہیں

ہندو اور مسلمانوں کی مشترک اقدار

ہندو دنیا کی سب سے پہلی شریعت والی قوم میں اور مسلم آخری شریعت والی قوم

اور ان دونوں کو محکت الہی نے ایک بی ملک ہندوستان میں اکتما کر دیا ہے۔

ہندوستان کے تمام ندر اور مسجد شر قاغر ابھی قبلہ رو تغیر ہوئے ہیں۔ ڈیو بس اپنی
کتاب میں لکھا ہے:

”بڑے بڑے منادر کا طرز تعمیر اور ڈھانچہ خواہ وہ نئے ہوں یا پرانے ہر جگہ بالکل ایک اور
یکاں ہے..... داخلہ کا صدر دروازہ پورب کی سمت میں لکھا ہے اور یہ ایک ایسی نویسی ہے
جس کا پورا الحافظان کے تمام منادر اور مساجد میں کیا گیا ہے چلبے وہ بڑے ہوں یا بچوئے.....
مسلمانوں کو تو مسجدوں کی سمت تعمیر کی وجہ معلوم ہے لیکن ہندو نہیں جانتے کہ اسی نے
کیوں اپنے مندر قباد و تغیر کیے ہیں مختلف وگ مختلف توجیہات کرنے کی کوشش کرتے ہیں
لیکن صحیح علم کسی کو نہیں ہے۔ کہیں یہ ان کے بعد سے دیرینہ تعلق کی بناء پر تو نہیں ہے۔ جسے آج دو
بھل گئے ہیں اور اب غالی رواج باقی رہ گیا ہے اور حقیقت کو گھوٹ کے؟“

ہندوؤں کی چننا کارٹ شالا جنوبی ہنگامے اور یہی مسلمانوں کی قبروں کا رشت ہے۔

تھی مسلمان حج و عمرہ کے موقع پر کچھ کے سات طواف کرتے ہیں۔ ہندو شادی بیاہ کے موقع پر
اُن کے سات پھرپٹ لے کر غبہ کرتے ہیں۔

تھی مسلمان حج کے موقع پر جو بیاس راتیم (پیشہ ہیں وہ دو عدد بغیر سلی چادر و ملبوس میشتم)
ہوتا ہے ایک تہ بند کے طور پر باندھی اور دوسری اور پر اور علی جاتی ہے۔ ہندو تیرتھ کے موقع
پر ہزاروں سال پہلے ہی سے یہی بیاس زیب تن کرتے چلے آئے ہیں بلکہ یہ بیاس ان کے سیاں
استان مقصد ہاگیا ہے کہ اس کی بندی ہر ہی شکل عام نہ گیوں میں مروں نے دھوئی اور عورتوں
نے ساری کی شکل میں اپنائی ہے۔

حج و عمر کے موقع پر مسلمانوں کے بیانات کا لازم اور مندرجہ ذیل افضل قرار دیا گیا ہے۔ ہندو
ہر اول سال قبل سے ہی تبریز کے موقع پر اپنے سرمنڈوانی مچے آ رہے ہیں۔

مسلمان حج یا عمرہ کے موقع پر جب حالت احرام میں ہوتے ہیں تو ان کے مردوں کو جو تے یا ایسے
چیل پینٹنے کی اجازت نہیں ہوتی جس سے باوں کا اوپری حصہ دھک جائے۔ موجودہ دور میں ہوانی
چیل اس مقصد کے لیے استعمال کی جاتے ہیں تاکہ چیلنے میں دشواری سمجھا پیش نہ آئے اور باوں
کے اوپری حصے پر صرف دو تیلی پیش رہیں۔ ہندو بہنیت سے تبریز کے موقع پر مسلمانوں پر لکڑی کی ایسی
کھڑاؤں پینٹنے آئے ہیں جن کے اوپر کوئی پٹی نہیں ہوتی بلکہ صرف لکڑی کا نمونی شناگوش
ہوتا ہے۔

مسلمان عقیقہ کے موقع پر بچے کا ہام رکھتے ہیں اور اس کا سر منڈنے میں ہندو بیٹے ہی
سے نام کرن سن کار رپچ کا نام رکھنے کی نہ ہی رسم) کے موقع پر بچے پھوس کا سر منڈنے آ رہے ہیں۔
کیا آپ یہ سورجی کر سکتے ہیں کہ رسول خدا نے یہ رسومات چودہ ہو سال پہلے ہندو مت سے
متعارض تھیں زنوز بالشدہ حقیقت یہ ہے کہ اس قوم کا کعبہ سے دیرینہ تعلق ہے اور یہ دنیا کی واحد
ذہبی قوم ہے جس نے اپنی روایات کو خرافات کی شکل میں سمجھی باقی رکھا ہے۔ اگر حضرت فتح نے اپنی
قوم کو کعبہ کے تعلق سے یہ رسومات دی تھیں تو حضرت موسیٰؑ اور حضرت علیؓؑ نے بھی یقیناً اپنی قبورا
کو دی ہیں گی۔ وقت کے لئے سفر میں اصل حقیقت کم بگ ہو گئی جس کے بعد ویگر قوموں نے قران
ظاہری رسومات کو سمجھ دیا، لیکن اس قوم نے ان رسومات کو کسی خشکل میں باقی رکھا۔ اس
طرز کی سکرموں شالیں ہیں جنہیں ہم طوالت کی وجہ سے یہاں پیش نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن یہ سمجھ
لیں کہ اس قوم کی ایک بہت قیمتی صفت ہے۔ اگر ان کی گم شدہ حقیقیں کسی طرح انسیں والپیں
دی جاسکیں تو دوسری تمام قربوں کے مقابلے میں ہندو قوم کا اسلام کو سمجھ سکنا سب سے آسان ہے۔

حقیقت فراوش ہر کروایات باقی رہ جانے والی خزانی مسلمان قوم میں سمجھ پیدا ہو چلی
ہے۔ جسے محسوس کر کے ملام اقبال نے کہا تھا۔
یہ امت خرافات میں کھو گئی ہے حقیقت روایات میں کھو گئی

لیکن اس امت کی کتاب اور اس کا رسول میاست تک کے لیے محفوظ ہے مسلمانوں کو کھوئی ہوئی حقیقتیں
کتاب اور رسول سے وجہ کر کے والپیں وہی جا سکتی ہیں۔ ہندو علماء کے بقول اگر وید صرف عزم
خداوندی کا نام ہے کسی خاص کتاب کا نہیں تو پھر یہ کہتا چاہیے کہ ہندو قوم کی کتاب اور رسول دونوں
کھوئے ہوئے ہیں۔ ان کی حقیقتیں بہ جب ہی والپیں کر سکتے ہیں جب ان کی کتاب اور ان کا رسول
ڈھونڈ کر اپنیں والپیں کر سکیں۔

رشتہ ازال سے ہوتے ہیں | رشتہ پیدا نہیں کیے جاتے ازال سے قائم ہوتے ہیں صرف

جسمانی نہیں ہوتے روحاںی بھی ہوتے ہیں۔ ان کا ظہور
چاہے جب بھی ہو۔ یہ اصول صرف الغزادی رشتہوں کا ہی نہیں بلکہ قبور اور گرد ہوں کا بھی ہے۔ صرف
انسانی رشتہوں کے لیے ہی نہیں بلکہ جیوانی بنا تاکی اور جادا تی رشتہوں کا بھی یہی اصول ہے کہ وہ بھی ازاں
ہیں۔ یہ ایک الگ تفصیل موضوئہ ہے جس کے ساتھیں بھت ثبوت ہیں۔ اس پیسے نظر میں آئیے وکھیں کہ
تبدیل ہونے والی قوم اور اس کے مسکن ہندوستان کے حضرت محمدؐ کی جائے پیدائش عرب اور عربی قوم
سے کھیا رہتے ہیں۔ اس ذیل میں ہم مختلف ناہر حقیقیں کی تحریروں کے کچھ اقتباسات پیش کر رہے
ہیں۔ —

ہستاقیم میں سین کی قوم سبانے بھی ہندوستان سے تجارتی تلقیقات کو ضبط کرای
تھا۔ بوڑخ جوزی نفس نے لکھا ہے کہ بیوی کے قریب سپارا، مقام سے عبدیمان میں جن کا
زمان شفیع قوم ہے فلسطین سے تجارت ہوتی اسی طرح ہندوستانی مملک چینیٹ رائک قسم
کا پڑا، اور روما، غیرہ عرب میں قبول ہے جن کا ذکر عربی اشارہ میں ملتا ہے..... خاندان
موریہ کے آندرہ میں تمام کتبات اڑامی یعنی عربی طرز میں لکھے ہیں۔ اشوک کے کتبات بھی
واہنی طرف سے لکھے ہوئے ہیں؛ لہ

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج سے پانچ ہزار سال قبل ہندوستان میں ہر قبیلہ زبان پر مشتمل
کے دربار میں کیسے رائج برگئی اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ آج سے پانچ ہزار سال پیش تر اس ملک میں
شہزادہ کامل مارلو ڈاکٹر محمد احمد صدیقی اسٹاذ شعیر علی خواری الائباڈی خورشی۔ بجاوار فاروق، سراجی جنوری ۱۹۵۵ء"

دینِ حنفی کا دور رکھتے تھے۔^{۱۶}

ہندوستان کی اکیب اور جماعت بھی قدیم زمانے سے عرب میں پائی جاتی تھی اس کا کریم مید کہتے تھے۔

..... اصل فرمی نے لکھا ہے کہ مدد و نہاد کے نام شہر و میں کافرا کا مذہب بودھ ہے اور ان کے ساتھ ہی ایک قوم ہے جسے مید کہا جاتا ہے..... جاث اور سید کے بعد ہندوستان کی ایک اور قوم عرب میں قدیم زمانے سے پائی جاتی ہے وہ سیا بگر یا سیا بھر ہے عرب میں ہندوستان کی ایک اور جماعت زماد قدیم سے آباد تھی جسے عرب، جر، احمد اور احمر کے نقب سے یاد کرتے تھے۔^{۱۷}

یہ عجیب حیرت انگیز بات ہے کہ نہ کافر طعریزوں کو ایسا پیارا معلم ہوا کر انھوں نے اس ملک کے نام پر اپنی عورتوں کا نام رکھا۔ چنانچہ عربی شاعری میں یہ نام وہ حیثیت رکھتا ہے جو فارسی میں سیلی و شیریں کا ہے۔^{۱۸}

تفصیلات محققین کی کتابوں میں بھروسی پڑی ہیں۔ اردو میں خصوصاً مولانا سیدیمان ندوی اور مولانا قاضی اطہر سیار کپوری نے عرب ہند رابطوں پر بہت جامع تراجم تصنیف کی ہیں۔ میان ہم نے بطور نوروزہ چند جوانے میش کیے ہیں جن سے عرب و هند کے قدیم روایات کا ارزہ ہو سکتا ہے۔

یہ روابط و تعلقات اور معاشرتیں ہی از تھے بلکہ روحانی سمجھ تھے۔ مثلاً دو محققین کو اس میں کوئی شہر نہیں کریں عرب بودھ کو کسی "بودھ اسٹفت" کہتے تھے؟^{۱۹}

۱۶۔ کفر توڑ۔ معرفہ دھرم پاں۔ پا۔۔۔ بحوالہ سماںی اقتات۔ ص ۲۹۔

۱۷۔ نار جیں سے غمیں تک۔ معرفہ، قاضی اطہر سیار کپوری۔ بحوالہ معارف ۵ جلد ۸۹۔

۱۸۔ عرب اور ہند کے تعلقات از سیدیمان ندوی۔ ص ۱۳۔

۱۹۔ کتاب الفہرست۔ ابن عریم۔ ص ۳۲۵۔

بحوالہ عرب ہند کے تعلقات از سیدیمان ندوی۔ ص ۱۱۵۔

ذہبی روایات و خصوصاً انبیاء طیہم السلام کی بعثت یا آمد کے سلسلے میں ہیں متعدد روایات ملتی ہیں۔

آنچہ ایک عام خصوص مسلمان ذہبیوں میں یہ ہے کہ جن انبیاء کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ ان کا تعلق صرف جو ریہ نہائے عرب سے تھا لیکن یہ دعویٰ کرنے والے حضرات یہ نہیں بتاتے کہ حضرت آدم اور حضرت فرعون عرب، مصر، عراق یا شام کے کن حصوں میں دعوت کے لیے بسوٹ ہوئے تھے۔ اس سلسلے میں محققین حضرات کو جو کچھ ملائے وہم مختصر پیش کر رہے ہیں۔

حضرت آدم ہندوستان میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ شری انکامیں کہ سر اندیپ پر ایک بہت بڑے پاؤں کا ناش ک وجود ہے جسے بہت سے مذاہب کے پریمقدوس لانتے ہیں۔ مسلمان اور میانی اسے حضرت آدم کے پاؤں کا ناش بنتے ہیں، بودھ مذہب کے پریمقدوس کے گوتم بدھ کے پاؤں کا ناش کہتے ہیں اور ہندو اسے شیو جگد کے پرکار ناش بنتے ہیں۔ یہ عجیب و غریب روایات بالکل بے بنیاد بھی نہیں ہیں ان کی کمزیاں ہیں جو روایوں کی تاریخ میں بھی ملتی ہیں۔

اہل عرب کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان سے ان کا تعلق مونچنڈ ہزار برس کا نہیں بلکہ پیدائش کے شروع سے یہ نکاح کا پدری وطن ہے۔ حدیثوں و تفسیروں میں جہاں حضرت آدم کا واقع ہے۔ متعدد روایتوں سے یہ بیان آتا ہے کہ حضرت آدم حسب آسمان کی جنت سے نکالے گئے تو وہ اسی زمین کی جنت میں جس کا نام ہندوستان جنت نشان ہے اُنکے گئے۔ سارا دنیا میں انسوں نے پہلا قدم رکھا جس کا نام اس کے ایک پہاڑ پر موجود ہے۔ ابن جریر ابن ال حاتم اور حاکم میں ہے کہ ہندوستان کی اس سر زمین کا نام جس میں حضرت آدم اترے، دجنہا ہے کی یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ دجنہا، دکھنا یا دکھن ہے جو ہندوستان کے جنوبی حصے کا مشہور نام ہے۔^{۲۰} اب ایک ثابت تفسیر کی تابوڈسے بھی ملاحظہ رہا۔

ابن عباس نے فرمایا کہ آدم کا تصور نہیں تھا۔^{۲۱}

شعبہ بن کثیر، اذ سیدیمان ندوی۔ ص ۴۰۔ سہ تفسیر فتح القدير، محدث شافعی۔ جلد دوم ص ۲۷۶۔

واضح ہے کہ قرآن انجیل اور توریت سے یہ رشی مفسر بن کر بھی مل سکی ہے کہ حضرت آدم دنیا کے خفیہ میں تارے گئے نمود جہ بالاروایات اور شریعت کامیں پاؤں لکھ کے نشان سے یہ اشارات طے ہیں کہ حضرت آدم کی بعثت اس سر زمین پر ہو سکتی ہے۔ حالانکہ یہ روایات ضعیف قرار دی جاتی ہیں لیکن یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ دنیا کے سی او خطيہ کے بازوں میں ایسا دعویٰ ہونے کی روایات بھی ہیں نہیں ملتیں۔

حضرت نوح ہندوستان میں قرآن سے ہمیں پہلی بارہ بڑے کہ طوفان نوح کے بعد حضرت نوح کی کشتی جو دی پہلی پر رکی تھی جو کہ عراق کے ملکے نکر دستان میں ہے۔ باہمیں سے پہنچنا ہے کہ کوہ اراوات پر ان کی کشتی تھی تھی۔ وجودی پہاڑ کوہ اراوات کے سلسلے کی ہی ایک چوپی ہے، لیکن آج تک مفسرین نے یہ نہیں بتایا کہ کشتی کے ذکر نہیں کے بعد حضرت نوح کا خطہ تبلیغ دنیا کے کون کون سے ملائے رہے اور یہ سمجھی پتہ نہیں چل سکا کہ طوفان نوح سے پہلے حضرت نوح چھٹو سال نکل کہاں رہے۔ توریت سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح اور ان کے ساتھی طوفان کے بعد بابل میں آکھا ہوئے اور وہاں سے پوری روے زمین پر پھیلے۔

اس یہے اس کا نام بابل ہے کیونکہ خداوند نے وہاں پر تمام اہل زمین کی زیبائوں کو خلط لاط کر دیا تھا۔ اور وہاں سے آن (حضرت نوح اور ان کے ساتھیوں) کو خداوند تمام دوئے زمین پر پھیلایا۔ توریت کتاب پیدائش (۹۰-۹۱) کے ذکر قرآن نے

قرآن یہ بتاتا ہے کہ سورے پانی این شروع برادرخا، اور یہاں سے طوفان کی ابتداء ہوئی تھی۔ بیہان تک کہ جب ہمارا حکم آپنے اور سورے پانی این شروع ہمارا ہے نے کہا کہ اس کشتی (یہیں) پر فرض کے جوڑوں میں سے دو کو چڑھا لو.....، (بہود : ۳۰)

لطف سورہ عربی زبان کا لفظ نہیں ہے۔ فارسی میں اس کے معنی روئی پہنچے جانے والے سور کے ہیں۔ بیشتر مفسرین نے اس لفظ کو نہیں محسوس میں استعمال کیا ہے اور کچھ سورے سے مراد سطح زمین یا ہے۔ یعنی سطح زمین سے پانی این شروع ہمارا لیکن لطف سورے پہنچے

قرآن میں الف۔ لام استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کوئی مخصوص تور۔ اس سلسلے میں علام کی تحریر کہ دیکھئے:

”اوَاكْرِيْكَهَا جَاءَتْ كَ الرَّفِيْقِ لَامَ التَّشْرِيْفِ مِنْ هِيَ... اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عینہ نہیں کر ذُرْخَ كَوْدَه تُور معلوم ہو۔

حسن بصری ”کا بیان ہے کہ وہ تور پھر کا تھا اور حضرت خدا اس میں بعدیاں پکالی حصیں پھر وہ حضرت نوح کے پاس آگئی تھا اور ان سے کہہ دیا تھا کہ جب تم دیکھو کہ تور سے پانی اب رہا ہے تو اپنے ساتھیوں کو لے کر کشتی میں موارد ہو جانا۔“ لہ

”یر نوح حضرت آدم کا تھا۔“ یہ بات مولانا محمد نعیم صاحب مراد آبادی نے بھی اپنی تفسیر میں لکھی ہے۔ پہلے ہم تفسیر فتح العدیب سے حضرت ابن حبیس کا یہ قول نقل کر رہی چکے ہیں کہ حضرت آدم ”کا تور نہیں میں نہیں۔“ آئیے اب ایک اور رخ سے دیکھیں۔

لفظ تور پر بہت سے اتوال اکٹھا کرتے ہوئے ملا مرثو کافی ”نے لکھا ہے:

”.....آٹھواں قول یہ ہے کہ وہ ایک مقام ہے جو نہیں ہے۔...“ ۷۶

یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہو گی کہ جب ہم نے ہندوستانی ریلوے ٹائم ٹیبل میں تلاش کیا تو یہیں تور (TANUR) آتا ہے ایک مقام صوبہ کی لاری میں ملا۔ اور نقشہ میں تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ کیرال کے ملاپورم (MALAPPURAM) ضلع میں ساحل سمندر پر تور واقع ہے۔ یہ نہدوستان کے سفری ساحل پر ہے جو بحیرہ عرب کے ذریعہ عرب سے جدا ہوتا ہے۔ روایات کی رشی میں کیا یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہی مقام ہے جہاں سے سیالب نوح کے شروع ہونے کا ذکر قرآن نے کیا ہے؟ اس سے درستہ تمام اتوال کی تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ یعنی ساحل سمندر پر جو مقام تور ہے وہاں سطح زمین سے پانی اپنا شروع ہوا تھا اور یہی مقام حضرت آدم کا تور کہلا تھا۔

۱۔ باب القویں۔ ج ۴ ص ۹۸۔ مجمع مصروفۃ اللہ۔ بحوالہ تفات القرآن مونوگرافہ عبدالرشید نحال ندوۃ المصنفوں۔ دہلی تحریر۔
۲۔ تفسیر تعلیم القدير۔ جلد دوم۔ ص ۳۲۰۔

یزغمیں رہے کہ بندوستانی قوم سے حضرت نوح کا زبردست تعلق بھیست منو، کے ہم
بھیے صفات میں پریسے واقع کے ساتھ ثابت کر جائیں۔ پچھے بیان کردہ حسن بصریؓ کے قول
کہ جب تم دیکھو کہ تور سے پانی ابی رہا ہے تو اپنے ساتھیوں کو لے کر کشی میں سوار ہو جانا؛
اور ان درسری تمام روایات سے جن میں کہا گیا ہے کہ یہ تور حضرت آدمؑ کا تھا اور بندوستان میں تھا
یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نوح طوفان نوح سے قبل بندوستان میں تھے۔ اب طوفان کے بعد
پر خود کریں۔

زرنگلہ آگروال نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ آرین قوم بندوستان میں منور حضرت نوح
کے ساتھ آئی۔

”آرین جن کو بندوستان میں فادر منو کے کرائے جنوں کی پوچھا نہیں کرتے تھے؛ لہ
وجواد کے ایک تاذون واس اور عحقیقیم، زماں کو کھرانے پریوں کی تحقیقی کے بعد اکٹھا
کیا ہے کہ آدمؑ مانی خاک جگرات میں محاصرات ہی۔ ان کے دعوے کی بنیاد وہ سوچالیں فٹ
جوڑا ایک قدم ترین مزار ہے جو جگرات کے اسی تاریخی شہر سے پچھیں“ میں دور
موضع بریلی شریف کے نواحی میں صدیوں سے مر جم خلافت ہے جگاؤں سے تقریباً ایک فرلانگ
جنوب میں تعمی جباریوں اور ساید دار دختریوں سے دھکی ہر قبیل اس نوگزی قبر کے بارے میں
عام تاثر ہے کہ بیان حضرت نوح کے بیٹے یا پوتے حضرت قبیط کا مدفن ہے۔ لیکن ایم نہیں
کو کھرانے کا کشف القبور کے دوسلاد..... کی روایت سے ثابت کیا ہے کہ یہ تبیث نہیں بلکہ
خود حضرت نوح ہیں.....“ ہے
بہت سے دیگر ملا کشف القبور اور بزرگان کے والے تائید میں بیان کرنے کے بعد
اگے لکھا ہے:

”بریلی شریف ایک سرحدی ہاؤز ہے اور جگرات سے پانچ میل دور جانب شمال مشرق
لے رہا تاریخی جنگ، بارپت فتح و روز نادر منصف حیدر آباد۔

قصبہ مانڈہ کے نزدیک واقع ہے بیان سے وادی چمبدیہ کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے اور دریائے
چناب اور قومی اسکے قریب ہی بہتے ہیں۔ تعمیم سے قبل بندو مزار کو منور حضرت کے نام سے
پکارتے تھے۔ منور حضرت سنکرت کا لفظ ہے اور اس کا مطلب کشتی والا ہے۔ عربی لفظ اسی
سے کوئی بھی معنی اختیار کی جاتے ہیں۔ سنکرت کی قدمت ابتوں ہیں درج ہے کہ آدمؑ کا ایک بیٹا
پنکھہ پچھیرہ نہیں کہتی پر بلا تھا۔ طوفان نوح کا ذکر آریاوں کی قدمت ہبھی کتابوں میں
آیا ہے اور اس حوالے سے ثابت ہوتا ہے کہ اول اہل ہی میں نوح کی اولاد بر صغیر ہند تک پھیلی
ہوئی تھی امینہ گجرات میں درج ہے کہ جگرات کے باشندے حضرت نوح کے بیٹے حامؑ کی
ادالا ہیں اور حامیوں نے کشمیر کے نواحی میں بڑی بڑی عمارتیں اور خلافت، تعمیر کرائے تھے
مر در زمانہ سے بعد حامؑ کے آثار بھی مت پھلے ہیں لیکن شہروں اور مزارات کی صورت میں
آن کی آمد کے نشانات بیان کے وسیع و غریض علاتے میں پھیلائے ہوئے ہیں۔ بریلی
شریف کے نواحی میں مٹی کے بڑے بڑے قوے اور نیئے اس امر کے تواہ ہیں کہ بیان کبھی اولاد
آدمؑ کی عالیشان بستیاں ہوں گی۔“ ہے

اس تحقیقاتی مقام کے مندرجہ بالا اقتباسات کے بعد اب ذرا یعنی دیکھیں۔

”..... یاقت ہوئی نے لکھا ہے کہ بو قیر بن یقین بن حام بن نوح کی اولاد میں
سندھ اور بندو دو بھائی تھے جن کے نام سے یہ دونوں ملک مشہور ہوئے.....“ ہے
ان تمام روایات اور تحقیقات سے کیا اس قیاس کو تقویت نہیں ملتی کہ طوفان نوح سے
قبل اور بعد میں کبھی حضرت نوح کا تعلق بندوستان سے رہا تھا؟

حضرت آدمؑ اور حضرت نوح سے تعلق مندرجہ بالا روایات اور تحقیقاتی تحریروں کو اگر
آپ علیحدہ علیحدہ دیکھیں تو ان میں سے چند یا ہر ایک کو ضعیف کہیں لیکن اکھابوئے کے بعد ان
کی جیشیت توی اور مستند بن جائی جائے۔ بچھری بھی غور طلب ہے کہ کسی اور ملک میں ان انبیاء کی بعثت

لے رہا تھا تویں جنگ، بارپت فتح و روز نادر منصف حیدر آباد۔

”.....“ گلہ خلافت راشدہ اور بندوستان از قاضی امیر سید کاپوری مطبوعہ بحوثۃ المصنفین وہی ۱۹۷۴ء ص ۱۷۔

۱۰۷
ہفت چڑا ہے اور اس میں دو مزار میں شخصیں حضرت شیعہ اور حضرت ایوب سے مخصوص کیا جاتے ہیں۔
ہندوستان کی ترمیم ہمی خدا کے پیغمبر ہی سے خال نہیں رکھے جائیں۔ حضرت محمد الف ثانیؑ
جیسے بزرگ تک جو عقائد میں بڑے معتقد ہیں ہندوستان میں بیعت انبیاء کے قائل ہیں اور ان
کو اپاں کے بعض شہروں میں نور نبوت نظر آیا تھا۔

ایم زمان کوکھرا (جن کا ذکر ہم روز نام تو می جنگ دام پور کے والے سے کر پکے ہیں) کے بارے میں اخبار مرید لکھتا ہے،

”ایم زمان کھوکھلائے مزارِ فتح یا فرزندِ فتح کے مرقد کے طاواہ و سیع و عریض قبروں کی نشاندہی کی ہے ان کے بقولِ مرحوم چوچھائی میں حضرت خانوچ کنual تھے اور وہ حضرت یوسف کے بیٹے تھے۔ آئینہِ گجرات میں درست ہے کہ تاضیِ سلطان محمود نے علم کشف القبور کے ذریعہ گجرات کا اس پاس متعدد مزارات کی نشاندہی کی ہے۔ ان کا دلنوئی ہے کہ یہ مقام قبریں ان تمام انبیاء ہی امراء کی ہیں جو اولادِ موسیٰ دعمنا میں سے تھے۔ قدرتِ تاریخی جواہر سے اندازہ ہوتا ہے کہ گجرات، علم و فضل کے اصحاب سے خطرویناں ہی نہیں بلکہ روحانیت کی نسبت سے پیغمبرِ مسیح کا مردن بھی سے۔ روایت شریعت کے مقام پر ایک مزار موجود ہے جس کی بنائیِ مام قبرتے کئی فتح زیادہ ہے۔ اس کے

یادوں کے دوسرے ہمیں ملتے۔ اس کے مطابق اگر ان تمام حقیقیں نہ ایک ہی حقیقت پر اپنی اپنی جگہ افغان نگزہ لیتے تو یہ عجیب بات ہے کہ عربوں نے "سمی حضرت آدم" اور حضرت نوح کے بنودت ہی سے تعلق ہونے کے افسلے نگزہ اور چین، روس، چاپان، یورپ، امریکہ یا آسٹریلیا سے تعلق نہیں کر رہے۔

ویسے ہی اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ اس دور کے انسانوں کے تدرستہ سائنس میر
بچے اور عمری ایک ہزار سال کی بھی تھیں۔ ایسے انسان اپنی عمری اگر دنیا کے مختلطے گزئے
ہوں تو یہ کافی یحیت کی بات نہیں۔ لبی عمروں کی روایات تربیت عام ہیں۔ بچے قد کے یہ سمجھ جماری میں
کتاب الائیما صلوات اللہ علیہم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مردی صبر و تکمیل، حاکمتی ہے جس میں ہے
کہ حضرت آدمؑ کا قدسائے ذراع رمیٹ، تھا۔ اس وقت سے اب تک لوگوں کا قد برابر گستاخ رہا ہے:

”محققین کو اس میں کوئی شرمندی کر اہل عرب بود کوئی بذات سفت کہتے تھے؟“ نہ
اس دور کے ایک نامور عالم مولانا مناظر احسن گیلانی حرم کو مہاتما بابعہ میں بیوتت کا پرتو
نظر آتا تھا اور وہ کلام جیجید کے ذوق الکفل اور کپل دستوار اکیل ہی شخصیت قرار دیتے تھے وہ تو
اے این کنٹگسٹم کی اشمار قدیمی ک ۶۲-۸۶۲ اور کی روپورث کے ذکر سے کے ذیل میں ہیں یہ

..... کنگرمنے اجودھیا میں ہاں تدوین کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ منی اور بکیر پر قوں کے دریان سمازوں کا ایک مذکور مقام ہے جو مشرق سے غرب تک ۴۰ فٹ ہے۔ اور

سلسلہ علم ایضاً (اردو) اپریل مسٹر اے سی ۱۹۷۴ء تھے مکتوبات جلد اول۔ مکتب نمبر ۲۵۵۔ بحوالہ اسلام
میں دوسرے مذاہب اور ابی مذاہب کی پیشیت؟ از شلمہ مسین الدین احمد زمی مطبوعہ فرمائی۔ رسالہ معاشرت ۲۰۱۳ء
پبلیکیشنز ۱۹۹۸ء

نہ اگر اپنے تقدس اور احترام کو برقرار رکھا ہولے تو اس بارے میں یہی کیا جاسکتا ہے کہ یہ پیغمبر و رسول کے معجزات ہیں ۔ لئے حضرت موسیٰؑ کے بارے میں ہندوستان کی صین قوم کی روایات میں یہ مذکور ہے کہ وہ ہندوستان تشریع لائے تھے۔

اگرچہ حضرت آدمؑ و خود کے ضمن میں بیان کردہ روایات کے مقابلے میں مندرجہ بالا روایات کی حیثیت اور زیادہ مکروہ درستے لیکن پھر چیزیں کیونکہ روایات موجود ہیں اس لیے ہم نے مختصرًا بیان کر دیں۔

حضرت عیسیٰؑ ہندوستان میں حضرت میسیٰؑ کی ہندوستان میں آمد کے بارے میں

روسی اور انگریزی محققین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ہم ہندی زبان کے شہر سانے کا دہمن (دہاریج شہر) میں چھپے اچاریہ جنیش کے ایک مشہور "عیسیٰؑ کی نامعلوم زندگی" (Jesus Ka Asaat-e-Ihsa کا جیسا کا اساتش) سے کچھ اقتباسات نقل کر رہے ہیں۔ رواجمہندری سے اُدود

..... ہندوستان کے پاس یہ یقین کرنے کے کمی ثبوت ہیں کہ میسیٰؑ کشیر میں ایک بدھ مٹھے میں پھر رہے۔ کشیر میں یہاں یاں مشہور ہیں کہ میسیٰؑ وہاں تھے مراثی میں غرق تھے پھر وہ شلم میں ظاہر ہوئے اس وقت وہ تیس سال کے تھے

ایک فرانسیسی مصنف اپنی کتاب "جنت کا سانپ" (The Serpent Of Paradise) میں کہتے ہے۔ "کوئی بھی جانتا کہ تیس سال کے ہونے تک اخون نے کیا کیا اور کیا رہے۔ ایک روایت کے مطابق وہ کاشیر میں رہے تھے" ۔

روسی سیاح نکلاس فیرود پچ جو کفریب، ۱۸۸۰ء کے آس پاس ہندوستان آیا تھا۔ لداخ میں اس طرح لکھا ہے۔ "میں جب ایک گپا میں گیا تب وہاں ایک لانا نے مجھے ایک ایسے پیغمبر کے بارے میں بتایا جسے وہ بدھ کا ہی ایک روح پناہ تھا۔ لانا نے اس پیغمبر کا نام میسیٰ بتا یا اور کہا کہ تم لوگ میسیٰ کا نام بڑی عزت کے ساتھ لیتے ہیں۔ ان کے بارے میں لے رہا تھا۔ اسی طرح لکھا ہے۔ میں اس قام سے بناؤ اسلام کرتا ہے۔

ان کے لداخ کے سفر وغیرہ کے بارے میں کافی بیان پایا۔ بعد میں اس نے ایک تدبیث شائع کی۔ اس میں میسیٰ کے لداخ اور مشرق کے درستے مذاہک کے سفر ہے متعلق بیانوں کا ذکر کیا ہے۔ بیان کیا ہے کہ لداخ میں میسیٰ اونچے پیانوں کے دروں میں سے گزر کر بہنیے راستوں و پینڈوں کو پا کرتے ہوئے کشیر میں پیلانام پیچ چکے۔ وہ پیلانام رکھ دیا گا اُس میں کافی بلے عرصے اپنی بسیرہ بکریوں کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ بیان میں ہوا سائل کی کچھ کھوئی ہوئی قوموں کے نشانات میں ایسا بیان ملتا ہے کہ میسیٰ کے قیام کے بعد سے ہی یہ گاؤں پیلانام کے نام سے پھکا رکھیا گیا۔ پہلے نہ کشیری زبان میں مطلب ہے گذری، اور "لگام" کا مطلب "گاؤں"۔ بعد میں سری گلر جلتے ہوئے میسیٰ کا نام کے لیے رکے اور اسکم (مسیحی مکالم) مقام پر اخنوں نے اپدیش دیئے۔ یہ گاؤں میں اسکم ریسیٰ کے آرام کی جگہ نام سے ان کے چھپے ہی پکارا جانے لگا۔ ۱۷

اسکی ہندی رسالے کا دہنی کے دبیرت ۱۹۰۰ء کے شارے میں شانستی کنج ہری دواراً ایک مشہور "قبتی لاما کی قربت میں میسیٰ" (تیکنی لاما کے سانیش میں اسکا) کے عنوان سے چھپا ہے۔ اس کے اقتباسات میں ہم نقل کر رہے ہیں۔ (ترجمہ ہندی سے اُدود) ۱۸ تیس سال میسیٰ نے ہباں اور کس طرح گزارے یہ جانش کیے گئے عالموں نے کافی ریسرچ کی ہے۔ ریسرچ اسکاروں میں سب سے آگے ہیں روسی عالم فرود پچ جنحوں نے گھٹا گھٹا چالنیں سال تک مختلف ملکوں کا سفر کر کے ریسرچ کی اور اپنے شایع کو وہاں میں "میسیٰ کی نامعلوم زندگی" (Unknown Life Of Jesus) یعنی کتاب کا شکل میں شائع کرایا۔ نکلس فورود پچ اپنے تحقیقاتی سفر کے دوران تبت بھی گئے اور اخنوں نے تبت کے نبوس بودھ و ہزاریں تماڑ کے پتوں پر لکھا ہوا لیک قدمی گرفتہ دیکھا۔ فور و پچ نے اس بودھ و ہزاریں گزارے عور کا بیان اس طرح لکھا ہے۔ "میں جب ایک گپا میں گیا تب وہاں ایک لانا آیا تھا۔ لداخ میں جسے وہ بیمار پڑ گیا اور مشہور نہیں گپا میں رہا۔ گچا میں اپنے قیام کے دوران وہ متعدد بدھ گرفتہ پڑ گیا اس نے ان بدھ گرفتوں میں میسیٰ کا ان کی تعجبات اور لے رہا تھا۔ اسی طرح لکھا ہے۔ میں اس قام سے بناؤ اسلام کرتا ہے۔

ہمیں زیادہ معلومات نہیں ہے۔ لیکن پڑے لاما کے پاس ایک قدیم گرنتھ ہے جس میں عیشی کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے کسی طرح نزدیک تھے وہ قدیمی گرنتھ دیکھئے اور اس کی تصویر اپنے میں کامیاب حاصل کری۔ اس گرنتھ میں ۱۳۷ باب اور ۲۴۳ اشلوک ہیں۔ گرنتھ میں عیشی کے بارے میں جو بیان ملتا ہے وہ اس طرح ہے۔ عیشی گیان حاصل کرنے کی غرض سے نہدہستان آئے۔ ان دونوں یروشلم کے سو اگردوں کے قافلے تجارت کے لیے یہاں آیا کرتے تھے۔ عیشی سمجھی ایک تجارتی قافلے کے ساتھ نہ ہوتے ہوئے نہدہستان آئے تھے۔ عیشی سب ہی انسانوں سے محبت کرتے تھے۔ اور اخیں سبی ویشی شود سمجھی پیار کرتے تھے۔ ان دونوں وہ جگن نام تھے پوری میں ٹھہرے چڑھتے تھے۔ جگن نام تھے مندر کے پیاریوں کو یہ پتہ چلا کر عیشی شودروں سے سمجھی ملتے ہیں تو وہ ان سے ناراض رہنے لگے۔ عیشی کو جب پیاریوں کی ناراضگی کا پتہ چلا تو وہ جگن نام تھے مندر چھوڑ کر روانگ گرہ چلے گئے۔ چند سال وہاں رہے اسکے بعد فیضال ہوتے ہوئے بتت پنچھے۔ سول سال تک اس طرح سفر کرتے ہوئے ایران کے راستے سے اپنے دھن وٹ گئے۔ بتت کے سفر کے دوران انہوں نے چند سال نہوں لودھ وہاں میں لاما کے ساتھ سمجھی گذارے تھے۔ ”انجیل میں سمجھی ایسا بیان ملتا ہے کہ بیت ہم میں جب عیشی کا جنم ہوا تب مشرق کے کوئی گیانی پریشان کرنے کے لیے بیت ہم آئے۔ آقرہ ملنے اس گیانی پریش کو بدھ سنبھالیا کیا تباہی ہے۔“

”گرائیٹ ان کشیر میں عزیز قریشی نے کہا ہے کان دونوں یہودیوں کی ایک بڑی تعداد نہدہستان میں آکر بس گئی تھی۔ جن کے نشانات ابھی بھی یہاں پائے جاتے ہیں۔ کشیر کے گروگو اپنے کا اسراز ان قبیلے کا بناتے ہیں ان کے نام اب بھی یہودی ڈھنگ کے ہوتے ہیں وہ عبرانی سے طبق جلتی زبان ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہودیوں میں بھی عبرانی زبان صحتی ہے۔ ان کے گروں کے نام بھی یہودیوں جیسے ہیں۔ عیشی خود بھی یہودی خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ اس ان دونوں نہدہستان میں آنے والے یہودی تاجردوں کے ساتھ یہاں آگئے تھے۔“

”دولی سو ایک نکل کر کچھ ہے۔ Long Missing Links & Discoveries About Aryans.

اور عیشی میسح اور خدا کے بغیر بات احمدی نہ ہے گی۔ انگریز اس کتاب میں جیسی کلکسیونی کتاب سے بطور ثبوت کی تصوریں دی ہیں..... کتنی سبی تصوریں ہیں جن میں نہدوستانی تہذیب کی چاپ ہے.....“

بجو شیر پران (Al-Vishay fi Tarikh al-Rashidin) کے پرنسپ ۲۳ ادھیائے کے ۲۲۷ءے ۲۹۸ اشلوک تک ہمایہ پر عیشی سے شکا دلیش کی ملاقات کا بیان اس طرح ملتا ہے۔ ”ایک بار شکا دلیش ہمایہ سے آگے چوڑا (آجھ) دلیش کے وہاں انہوں نے ایک سفید پوش گورے رنگ کے شست کو پہاڑوں میں کھوئے ہوئے دیکھا۔ شکا دلیش نے ان سے تعارف چاہا تو سنت نے کہا کہ عیشی میرزا نام ہے۔ میں نے کنوواری ماں کے پیٹ سے جنم ریا ہے اور میں غیر بلک سے آیا ہوں۔ مجھے سُج کہا جاتا ہے.....“
مندرجہ بالامضمون میں اس کے علاوہ رہیش چند روتوں کی کتاب ”قیمت نہدوستان میں تہذیب کی تاریخ“ (History Of Civilisation In Ancient India) اور ”اکڑا اسپنسر کی“ عیشی کی پرشیدہ زندگی (Mystic Life Of Jesus) کے جواب سے بھی حضرت عیشی کا نہدوستان آنا تابت کیا گیا ہے۔

یہ قصہ نہدوستانی انگریزوں اور ایک روکی کی تحقیقات اسیں آپ انہیں یاد نہیں رکھا۔ انکردنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے۔ اب آئیے دیکھیں بھی آخر الزماں حضرت محمدؐ کے نہدوستان سے تعلق تک روایات۔

حضرت محمد مصطفیٰ اور نہدوستان ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شہر میں مسلمان ہوئے ان کے بارے میں ایک حلپی ہوئی روایت ہے کہ وہ جنوبی ہند میں تبلیغ اسلام کے لیے تشریف لائے تھے اور یہیں انتقال فرمایا اور فراہی مدارس میں ان کی قبر موجود ہے۔“ طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام اور تاریخ طبری وغیرہ میں ہے کہ رشتہ میں حضرت

”دہ مہر ۱۴۳۹“ کا دینی دکتر حملہ
نش خلافت راشد و اب نہدوستان از قائم ہلہ بارک پوری مطبوعہ ۱۹۰۳ ص ۲۳

خالد بن ولید نجران سے بوجارث کا ایک وفد کے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہؐ تھا انکان دنگل کچھ کفر رہا۔ یہ کون لوگ ہیں جو گیانہ دنگلستان کے آدمی ہیں؟ ۷۳
مندرجہ بالا روایات سے یہ ثابت ہے کہ آپ نہدوستانوں کا تائی اچھی طرح جانتے تھے کہ
پیغمبر نبی لوگوں کا معلمہ بیان کرنے کے لیے آپ نے نہدوستانوں کی مثالی دیدیں میں دور وابستہ
ہم افتعل کر رہے ہیں جن سے آپ کا نہدوستانوں سے ماقف ہوتا تھا تھے۔
۷۴ یہاں تو عبد الملک میں نہدوستان کی مختلف قومیں دیار عرب میں موجود تھیں مگر ان میں سے
نطرا جاٹ، اور سیا بجور بڑی تعداد میں عرب کے مشرقی ساحل اور ان سے متصل آبادیوں میں رہتے
تھے اور پورے عرب کے لوگوں سے اچھی طرح واقع تھے۔ خود رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؐ ان
کو جانتے اور پہنچاتے تھے۔ چنانچہ جامع ترمذی کے ابواب الالاشال میں۔۔۔ حضرت عبداللہ
بن مسعودؓ کے الفاظ یہ ہیں۔ کچھ لوگ سیرے قریب آئے۔ وہ اپنے جسم اور بال میں جاؤں کے
مثاب تھے۔ ۷۵

مندرجہ بالا حدیث کے بارے میں یہ امام ترمذی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس طریقے سے
جن غریب تر گا ہے۔
صحیح بخاری میں مروجع کے باب میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت موسیٰؓ کو زندگ اور
حامت میں جات سے تشبیر دی ہے۔

”حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے حضرت
میشیؓ حضرت موسیٰؓ اور حضرت مبارکہؓ کو دیکھا۔ میشیؓ تو سرخ لگ کر گھوڑہ پر لے بالوں اور پورے
سینے والے ہیں۔ رہے موسیٰؓ تو وہ گزدی رنگ اور سیدھے بالوں والے تھے۔ گیا وہ جاؤں (زمانہ)
میں سے ہیں۔“ ۷۶

تفسیر در مشور از مطریہ سیوی جلد ۱ صفحہ ۵

بخاری سید صباح الدین عبد الرحمن رسالہ محارت فرمودی ۱۹، ۵، ص ۸۸۸

عرب نہ تعلقات۔ مولانا سید سیفیان ندوی ص ۳۰۲

تہ سبکت للمرجان فی کاریخ نہدوستان، باب اول۔ بخاری سید صباح الدین عبد الرحمن رسالہ محارت فرمودی ۱۹، ۵، ص ۸۸۸

یہاں تک تہم نے وہ روایات پیش کیں کہ جن میں نہدوستانوں سے آپ کی واقعیت کا ذکر
ہے لیکن بات مفہوم اتفاقیت تک میں کی نہیں ہے بلکہ خصوصی تعلق، محبت اور سکاڑا آپ کو اس سکے
سے تھا۔ لاحظ فرمائیں۔

”عربوں کو نہدوستان سے بھیتہ بڑا سکاڑا رہا ہے۔۔۔ عربوں کا خیال ہے کہ حضرت آدمؑ
دنیا میں دجنہ کے مقام پر آتا گے جو نہدوستان میں واقع ہے۔ تو محمدؐ حضرت آدمؑ کی پیشان
میں انت تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہؐ کا ابتداء فی ظہور اس سرزمیں میں پوچھتے
اکی رہایت یہ ہے کہ جنت سے چار دنیا نکلے ہیں۔ بنی فرات، جھون اور سکون، نیل
اوصر کا دریا ہے۔ فرات عراق میں، جھون ترکستان میں۔ سیون کے متعلق یہ ہے کہ نہدوستان
کے دریا کا نام ہے۔ کیا جنت کے اس چونچے دریا کو گنگا کہیں گے؟ بعض لوگوں نے اے کو دریا
مندہ قرار دیتے۔“ ۷۷

”..... اسکی مناسبت سے عربوں میں یہ روایت مشہور ہے کہ رسول اکرمؑ نے ارشاد فرمایا کہ
محبجہ نہدوستان کی طرف سے رہائی خوشبو آتی ہے اور حضرت علیؓ نے بھی فرایا کہ سب سے پاکیزہ
اور خوبصورت مقام نہدوستان ہے۔“ ۷۸

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ رسول اکرمؑ نے نہدوستان میں غزوہ کی بھی خوشخبری سنائی ہے۔ ایسا
غزوہ جس میں صرف شرکت ہی کر لیئے پر دوزخ کی لگ سے حفاظت کی بشارت ہے۔ الام نہائی
نے سنن میں باب غزوۃ الحند کے تحت اور الام طبلانی نے مسجم میں سید جیدہ کے ساتھ حضرت ثوبان
مولیؓ کی رسول اللہؐ سے روایت نقل کی ہے۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے ناچیز

۱۔ تہ خلافت راشدہ اور نہدوستان از قاضی احمد بارکپوری۔ مطبوعہ ۱۹۷۰ ص ۲۹، ۳۰، ۳۱ بالترتیب

۲۔ ترمذی ضریف راد و دو۔ مطبوعہ بیان بکٹ پور دہلی تحریک ۱۹۷۶ جلد دوم ص ۱۳۵

۳۔ بخاری کتاب الانبیاء، باب ما ذکر فی الْكِتَابِ کریم۔

سے محفوظ رکھا۔ ایک دہ گردہ جو بندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرے گردہ جو حضرت مسیح کے ساتھ رہے گا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ نے ہبکارم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندوستان میں غزوہ کا ویدہ فرمایا۔ اگر میں اسی میں شرکب ہو تو اس میں اپنی جان و مال خرچ کر دوں گا، اگر مارا گی تو بہترین شہید ہوں گا اور اگر زندہ ہوں تو جسمت ازادہ ابوہریرہ ہوں گا۔ ”تمہارے میں بھی غزوہ نہ کر یہ قبول فرمائے عرب و ہند بھی ایک تھے“ | کوئی تجارتی، ثقافتی اور روحانی تعلقات پر مبنی ایک طوبی کہانی کے یہ کچھ دریائی حصے تھے جو آپ کی نظر سے گئے۔ کہیں کہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک ہی کپیوڑہ میشن کے دو حصے ہیں جن کا ایک درسرے سے مسلسل رابطہ تا اگر رہے جیسے کہیں کسی دو جزوں بھائیوں کے دریاں میان میان پیچی کی دماغی لہروں کا تعلق قائم رہتا ہے۔ چاہے وہ ایک درسرے سے سینکڑوں سالہ زاروں میں دور ہوں۔ اس احساس کے بعد یہ جان کر حیرت بالکل نہیں ہو گی کہ کبھی دونوں ملک جنگیاں انتبار سے بھی ایک درسرے سے جوڑے ہوئے بلکہ ایک درسرے میں پیوست تھے۔ وقت کے طویں سلے میں جنگبرات رونما ہوئے ان میں یہ دونوں ملک بھی ایک درسرے سے جدا ہوئے۔

علم طبقات الارض کے ماہرین کی بعد تحقیقات کے مطابق دنیا کے یہ تمام برابع نظر کی نہیں ہیں بلکہ مسلسل حرکت کر رہے ہیں۔ میں کروڑ سال پہلے زمین کے تمام خشکی کے حصے ایک درسرے سے جوڑے ہوئے تھے۔ اس خشکی کے خط کے چاروں طرف سمند رکھا۔ مختلف برابع نظر اس عظیم خطہ زمین سے ٹوٹ ٹوٹ کر تیرتے ہوئے آج موجودہ شکل میں آپنے ہیں اور اب لے سن نسائی جددوم ص ۲۳ مطبوعہ جنتیانی۔ دہل

تمہن نسائی اور امام احمد رام ابن عساکر اور امام ابن کثیر نے بھی غزوہ نہ کل حديث کی روایت کی ہے جناب پیر العبد و النبی جلد صفحہ ۵۷ میں ہے۔ غزوہ نہ میں حديث دار ہوئی جو جسے محافظ ابن عساکر و غیرہ نویں روایت کیا ہے۔ تمام علی ہزادے نے مذکورہ بالا دروز روایوں کو تفصیل کے ساتھ سمجھتا ہے جان مسنو ۱۸ میں درج ہے۔

کو الْمُؤْمِنُونَ رَاشِو اور نہدوستان اور تھامنی الْمُهْرِبَارْ پُوری مسجد در نہ رکھنے المصنفین۔ بل۔ ۱۸۰۰ و م۔

بھی حرکت پذیر ہیں۔ اس بوضویع پر فلکہ شیلر کے کھنے ہرے مضمون زمین کے برابع نظر بہرہ رہے ہیں؟ EARTH'S CONTINENTS ARE ADRIFT]

ہم پیش کر رہے ہیں۔ یہ مضمون ریدر میڈیس و انجست جولائی ۱۹۴۹ء کے انگریزی شمارے میں چاہ تھا، اسکے صغری رجوت اسی وجہ پر ہے اسی وجہ پر انجست کے اسی مضمون سے ملائی ہیں۔ دنیا کے چار بحراں کو دو سالہ علم طبقات الارض کی تاریخ میں سمندر ایک اکاروں پا جئے کہ طبع پیشی اور سکرتے رہے ہیں اور برابع نظر مدنظر سمندر میں ایک پرانے چہار زکانہ دوئی تھے ہے ہیں۔۔۔۔۔ یقیناً اس سمجھ کے کچھ حصے اسی ناہب ہیں اور تام تفصیلات پر سندھان مخفق نہیں ہو پائی جس میں نیکی موقی خانکار پر پاسا نہ زار کی اکثریت اسی حیثیت سے تفاہ کر چکی ہے کہ یہ اب یعنی ایک نقطہ نہیں رہا بلکہ اسے سائنسیک پہاڑی تسلیم کر دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ سمندری علوم کے ماہر سائنس وان مورس ایونگ کے الفاظ میں یہ تحقیق سائنس اور نسل انسانی کے لئے اتنی اہم ہے جتنی کہ سائنس وان اسٹاٹن کے حرکت اور قوت کے اصول۔۔۔۔۔

وہیں کے تمام برابع نیز میں جوڑے ہوئے تھے۔ میں کروڑ سال پہلے یہ زبردست برابع نوشا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ آج کی موجودہ شکل یعنی سات برابع نظر مختلف جزوں کو وجود میں آگئے ہے۔ تمام برابع ایک زبردست طاقت کے ذریعہ جس کام کرنے نا اصل ہے مختلف سمنtron میں بہرہ رہے ہیں اور ان کی رفتار ایک سینٹی میٹر سے پندرہ سینٹی میٹر سالانہ ہے جو کہ علم طبقات الارض کی روئے ایک زبردست رفتار ہے۔۔۔۔۔ مثلاً سائنس وان کو یہ معلوم ہوا کہ بھر اور قیانوس کی چوڑائی بڑھ رہی ہے۔ یورپ اور شمالی امریکہ ایک درسرے سے مطالع سینٹی میٹر سالانہ کی رفتار سے دو ہوئے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ سمندر کے فرش کی حرکت کی رفتار کا حساب لکھنے کے بعد سائنس وان یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ خشکی کے تمام برابع نظر پہلے کس شکل میں ایک درسرے سے جوڑے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے ایک زبردست مشرق مغرب دراٹ پیدا ہوئی جس کی وجہ سے افریقی اور جنوبی امریکہ جوڑے ہے۔ انٹارکٹکا اور آسٹریلیا علیحدہ ہوئے اور ہندوستان آزاد پر کر شمال کی طرف سے بہنا شروع ہوا۔ میں کروڑ سال میں زمین نے موجودہ شکل اختیار

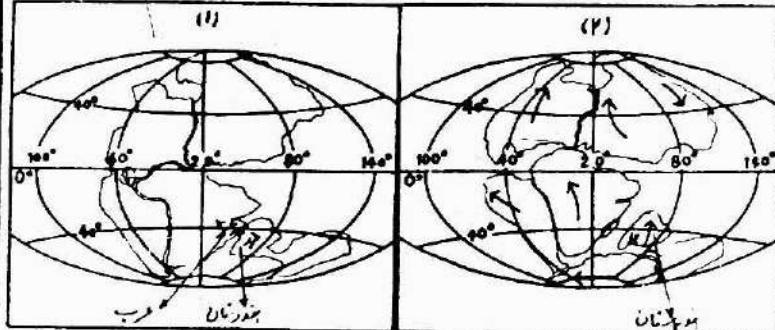
کی سب سے حیرت انگیز کسیں نہ دستان کا ہے جس نے افریقہ اور اسٹار کٹ کاٹے تو منے کے بعد شمال کی طرف آئھا ہزار آٹھ سو کلو میٹر کا فاصلہ اشارہ کرو ڈسال میں لے کیا اور ایشیا کے پیٹ میں

اوپر دیئے نقشوں سے یہ واضح ہے کہ نہدوستان پہلے موجودہ برابع نظم افریقہ میں جو اہواح تھا۔ نہدوستان کے الگ ہونے کے بعد کرو ڈس سال کی تبدیلیوں کے بعد اس جگہ نے موجودہ عرب کی شکل اختیار کی۔

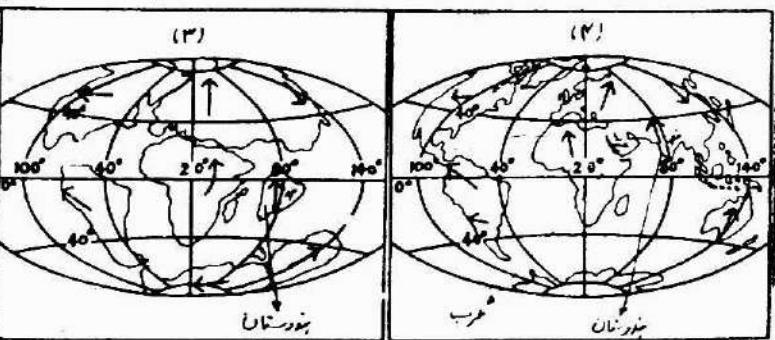
پرانا تصور یہ تھا کہ زندگی صرف انسانوں، جانوروں اور چند نظریات نے والی خلوقات میں ہے باقی تمام حیزی بے جان ہیں۔ پھر سامنے نے نباتات یعنی پیڑوں پوتوں میں زندگی کا ہونا ثابت کیا۔ اور آج سامنے یہ تباہی ہے کہ ہر شے میں زندگی ہے۔ جادا ت یعنی مٹی پتھر وغیرہ میں بھی زندگی ہے۔ بیان کئے کہاں میں احساسات و جذبات بھی ہوتے ہیں۔ رسیں قرآن سے ثابت ہے میں فی البرت یہ ہمارا موخرعہ نہیں ہے) دنیا کی ہر شے میں زندگی ہونے کے باوجود خاص اور نظریے سے سوچنے والے ہماری کیا بات نہیں کہہ سکیں گے کہ دنیا کی تمام اشیاء میں آپسی تعلقات یا دوسریاں بھی ہیں۔ آن ریکھی طاقت کی بہال میں مختلف اصولوں اور رضا بطیوں میں بندھے ہوئے مختلف اشیاء میں آپس میں بحث اور نظرت کے تعلقات بھی ہیں کیا تعجب ہے کہ عرب کی سرزمین سے نہدوستان کے جغرافیائی اعتبار سے جدا ہونے کے بعد بھی ان کے درمیان ایسے تعلقات کی مقابضی اور ریلیٹیں نہیں تھیں جوں جن کی وجہ سے ان مالک میں مااضی میں بھی گھرے رو خانی رابطہ رہے ہیں اور مستقبل میں بھی ظاہر ہوتے رہیں گے۔

دھول کی تھوڑی پرنی پاش نہیں چڑھی گی | مدبر کائنات کے نظم دیر
والمیں من مدیر پر عقل حیران رہ جاتی ہے۔
پر جس گوشے سے بھی نظر

کرو ڈس سال پہلے زمین کے دو ٹکڑے جو ایک دوسرے سے متصل تھے جدا ہوتے ہیں۔ پھر ایک ٹکڑے پر دنیا کا پہلا مرد قدم رکھتا ہے اور دوسرے ٹکڑے پر جنت سے اس کی بیوی کو آٹا راجتا ہے رہوایات کے سلطان حضرت حواؤ جدت میں آتا گیا (نا) اس طرح دنیا میں بننے والیں انسانی کی ابتداء ہی سے ان دونوں خطوطوں کے درمیان رابطہوں کی شروعات ہوتی ہے۔ ایک (وقت چاہیئے میتوں کریت) شہ ریڈرس ڈائیجیٹ جولائی ۱۹۵۰ء ص ۲۲ تا ۳۴



۱۔ برابع نظم۔ بیس کرو ڈسال قبل



۲۔ آج۔ اور اب بھی حیرت پری

اس وقت سے داخل ہوا کہ اس کے آگے کی زمین ہمایہ پیارا کی شکل میں اونچی اٹھ آئی موجودہ سمتیوں میں موجودہ رفتار سے زمین کے ٹکڑوں کا ہیتا جاری رہا تو ہمایہ اسی اور اونچا ہو گا اور پھر نہدوستان ایشیا میں گھسے ہونے سے تھک کر مشرق کی طرف بہنا شروع کرے گا.....

اویں آسمانی صفائف - دین

دید کا تعارف «ہم سے اگر کسے خدا کی ہی عبادت کرتے ہیں؟ رُجُع وید: (۱۰-۱۱-۱) لئے رہا پا علم سب کو روشن کرنے والے پریشور ہم کو مدعاۃت اور صرفت کی یہ عطا مستقیم سے رچل۔ اے سکھ! دتا پر بھو! حاضر و ناظر مالک! تو سب کے علوم اعمال افکار اور معاملات سے واقف ہے۔ ہم سے ٹیر حصہ اگر اسی اور زندگی کو دوڑ کر، ہم تجھے ہی بندگ اور حد پیش کرتے ہیں۔» رجُع وید: (۳-۴-۱۶)

علم کا مالک ایک ہی ہے۔ رُجُع وید: (۱۰-۱۱-۲)

دو گو سنو۔ زرا شنسِ محمدؐ کی لوگوں کے درمیان انتہائی تعریف کی جائے گی؛

وہ یوم آخر کو بھلا کر اور علم و عقل کو حقارت سے نکلا کر ہماری مقرر کردہ حدود کو بھلا رہے ہیں۔» (رُجُع وید: ۳-۴-۱)

یہ کچھ دیدمنزوں کے ترجیح ہیں۔ بخندگی سے غور کیجئے اکیا ہندو مذہب کی موجودہ رائج شکل ویدوں کی ان تعلیمات کے بالکل بر عکس ہنہیں ہے جیسا ان تعلیمات اور بخزوں میں قرآنی تعلیمات اور بخزوں سے ذرا سی بھی عدم طلاقبت آپ کو محسوس ہوتی ہے؟ ویدوں میں ایسی صرف چند شاہیں ہی نہیں ہیں بلکہ تمام کے تمام ویدان تعلیمات سے بھرے پڑے ہیں جس کی کچھ اور لئے سوچا کر گوہل بھجو رو تھک کے دید پوش خصوصی غیر مراجیع مذاہد میں دیے گئے سوانح ویدانز جو کہ ہندو ترجیح ص اہ سے اور دوکی ہنی۔ بھجو از معانیع الاسلام۔ از گنٹا پرشاد پادھیا۔

خط کامنہ دستان اور دوسرے کامنہ زمین عرب ہے۔ ٹونانِ نوح ایک مکر سے شروع ہتا ہے اور پہاں سے حضرتِ نوح کی ششی پیل کر دوسرے نہروں پر سیلا ب کے بعد کرتے ہے۔ حضرتِ نوح پھر اسی مکر دا پس دستے ہیں۔

ہندوستان کی مختلف نسلوں کے باشندے ہر دو میں عرب کے مختلف حصوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایک حصہ میں جو سوچتے والے انبیاء، بھی دوسرے حصے میں اپنا تعین قائم کرتے ہیں۔ پھر طب میں بھی آخر انہیں کافی طہور ہوتا ہے۔ ایک ایسی قوم میں جو تبدیل ہونے سے پہلے عقائد کی گمراہی کے اعتبار سے دنیا کی منفرد ترین قوم تھی۔ وہ خود بدل لی اور دنیا کے ایک بڑے حصے کو بدل کر امتِ محمدی میں شامل کیا۔ اور اب چوڑہ کو سال بعد بندوستانی قوم جو اس وقت عقائد کی گمراہی کے اعتبار سے دنیا کی منفرد ترین قوم ہے تبدیلی کے قریب ہے اور اسلام (۳-۴-۱۸) سے است میں بدلتے والی ہے اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے آخری شریعت کی علیحدہ اور قوم کو حضرتِ نوح کی قوم یعنی پل شریعت والی قوم کے ساتھ بندوستان میں بھیجا جاتا ہے۔ پہلے دیک ازد بھر جسین ازد اور بعدہ ازد و اور بندوستان میں مسلمان صوفیا۔ نے حضرتِ نوح کے دور سے ایک اس ملک کو دو حaint کے مرکز کی جیشیت سے برقار کھاہے۔ ہزاروں سال پرانی دھول کی پریس ہنانے کی حضورت ہے۔ اندر سے جو صاف شفا ٹرانی نکلے گی اس پر اپنی پاش چڑھانے میں کوئی وقت پیش نہیں آئے گی۔ دھول کی نہریں کی موجودگی میں پاش ہنما مکن نہیں ہے۔

اب کیا بگ سب نیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے؟ اس کا حلہ ملہات۔ تو اچکل ہیں۔ جب وہ خود آجائے گی تو ان کے لیے نصیحت تبول کر لے گا میا کون سا موقع باقی رہ جائے گا؟ (سورہ محمد: ۱۸)

پنڈتوں کی مرد سے کثیر تعداد میں کھوئے ہئے دیدوں کو دنیا کے سامنے پھیپھی ہوئی مقدس کتاب
کی شکل میں پڑیں کیا تھا۔ لے
”آرین انسان سے والبتری سب سے پہلے بدلے جاتے والے انفاظ ہیں۔ ان کا تعلق دنیا اور
ہندوستان کی تاریخ سے ہے۔ بچپن مسلمون کی آگوہ ہیں۔ نسل انسان کی آرین شاخ سے متعلق طویل
تاریخ مسلمون کی پہلی کتاب ہیں۔ (میکس مٹر)“
”ان چاروں دیدوں کی ابتدا، اسلام خیال کی جاتی ہے اور یہاں جاتا ہے کہ یہ بہت سے پہلے
آئے ہیں۔ بظیر تین پیدا کرنے والے سے یہ براہ راست حاصل ہوئے ہیں؟“
”ان کی شروطت کیا ہے ہمیں اس کے بیانات میں تفاصیل ہے لیکن اس پر اتفاق ہے کہ یہ
انسان کو خدا کا بارہوا راست تحفہ ہیں؟“ (دیکش)
” موجودہ شکل بک پیچتے پہنچتے وید کے معالم کے بارے میں خاطر خواہ اختلافات رہے
ہیں؟“ (دیکش)“
” دیدوں کی تعلیق کرنے کی بیرونی صادر ہے۔ راجح العقیدہ ہندو ایسا استے ہیں کہ وید
غیر فسانی کلام خدا کا کلام ہیں۔ مقصود یہ کہ وید خدا کی علم ہیں۔“ (ڈاکٹر پھونڈنا نند)
” میانی تعلق ڈیکھیں لکھتا ہے:
” اور نقل کرنے والوں سے لاپرواہ کیا جالت کی وجہ سے بڑی تعداد میں غلطیاں
ہوئی ہیں؟“ (رس)“ (Hindu Manners, Customs)
حضرت شاہ ولی اللہ ڈھونیؒ کے ہم عہدہ مظہر جان بامانؒ کے شاہ عبد الغفریؒ کے نام

لئے گویا کلکجورہ میں ”۱۲“ نیز مختصر جاویگان ص ۱۱۱ از پنڈت شری رام شرما بی
منشی

Quoted by Griffith in the preface of the first edition
of the Hymns Of Rig Veda - Volume I
W.J. Wilkins in "Hindu Mythology"

” یوہ دیکھ لادھیت پ“. پن ۱۰ رام گوویند تریکوہنی
भارتیہ جان پیٹ، کاری (پن ۲۳-۲۴)

مشائیں ہیں اس باب کے آخر میں پیش کریں گے۔ اس سے پہلے آئیے دیکھیں کہ عامہ نہدوں کی نظر میں
دیدوں کا مقام کیا ہے اور جن عیسائی اور مسلم محققین نے کسی حد تک دیدوں میں حقیقت کی ہے۔
وہ کہا کرتے ہیں۔ عامہ نہدوں مفہیدے کے مطابق۔

” ویدر شروتی گیان رستہ اسلام یافتہ جانے والا علم ہیں۔ بزرگوں سال سے وید کہیں تحریری
شکل میں موجود ہیں۔ یہ ملم پنڈتوں کے حافظے میں تھا اور سینہ پر سینہ چلا آرہا تھا۔ سب سے
پہلے میکس مٹر مالر MAXMULLER نے سخت ہفت سے بہت سے دیدوں کے حافظ پنڈتوں
سے سن کر اسے تحریری شکل میں مرتب کیا۔ تحریری شکل میں نہ ہونے کی وجہ سے عامہ نہدوں کے
یہ انسیں پڑھنا اظہر ہے مگر انہیں تھا۔ وید نہیں کہ جھیڑا کی کو اجازت نہ تھی۔

” تمام نہدوں میں کراصل وید ایک تھا لیکن آج چار وید موجود ہیں۔ اس باکے میں
طرح طرح کی قیاس آ رائیاں ہیں۔ کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اصل وید گم ہو گیا ہے۔ کچھ کا عقیدہ
ہے کہ ان چاروں ہی میں سے ایک اصل وید ہے اور بعض لوگ ایک وید کو ان چار حصوں میں
تقسیم شدہ مانتے ہیں۔“

” وید ویروانی (देववाणी) یعنی کلام الہی ہیں۔ نہدوں کہاں بھارت اور
ویان کر تو روشنیوں سے منسوب کرتے ہیں لیکن وید کو خدا کا کلام کہتے ہیں۔“

” وید بریجا کا نیج گیان (वैद्यनिज जान) (बह्य निज) خدا کا ذاتی علم ہیں۔
(वेद मन्त्र श्रुति) وید و طرح کے علم پر مشتمل ہیں۔ ویدر شروتی (वेद मन्त्र श्रुति)
یعنی سایہ احکامات کا علم اور ویدر شروتی (वेदतन्त्र श्रुति) یعنی سایہ بروائناشتا بیتا
کا علم“

” وید ایڈ گرنٹھ (आदि ग्रन्थ) یعنی اولین صحفت ہیں۔
 موجودہ دو میں دیدوں پر سب سے پہلے تحقیق کرے۔“ (لکھ ملک صاحب) (MAX-
MULLER) کہ بیس سال تک بنے تھے اور بے اندازہ خرچ کرنے پر بھی مرمت سایں آپلے
کی تغیری سی۔ مکمل حالت میں حاصل ہر کسی تھی۔ اسی کی بنیاد پر انہوں نے سیکڑوں نہدوں ہندوستان

کئے گئے لیکن مکتب پر تعمیر کرتے ہوئے پر فیض خلیفہ تنخایی تحریر کرتے ہیں :

۱۔ اخنوں نے بندوں کو مشترکان عرب کے شاپنگ سینے سے نصف اسکار کیا ہے بلکہ وید کو ایسا ہی کتاب انتہے ہوئے بندوں کو ایسا کتاب کام مرتبہ دیا ہے ۹۔

۲۔ مظاہر العلوم سہارپور کے صفتی مولانا محمد سعیین صاحب نے ایک سوال کے جواب میں لکھا۔

حضرت مزامن تہ جان چاہی نور الشیرین قده کے مکتبات میں وید کے متصل تحریر موجود ہے کہ اخنوں نے اس کو آسانی اور ایسا ہی کتاب قرار دیا ہے نیز مولانا شاہ عبدالعزیز اور مولانا عبد الحمی صاحب

لکھنوری کے فتاویٰ میں ان کے مقدادوں کا ذکر ہے جن کو یہ اقتدار دالتکے ہوئے کہتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جو لوگ مثلاً اور اپنے مذہب کو آسانی و حرم اور اپنی کتاب کو ایسا ہی کتاب کہتے ہیں، ان سے

ان کے دعویٰ پر بہان طلب کی جاسکتی ہے لیکن بلا وجہ حقی طور پر اس کا انکار کیا جائے جناب پھر اسے اتنا کارہ کیا جائے جناب

ہمارے استاذ مولانا اسعد اللہ صاحبؒ اتنا سب المخالفان کے نیم اتنا مذہب فرماتے تھے: ۳۔

اور دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد تقاسم صاحب ناظمی کا مسک تو اس سلسلے میں

تنا محتاط تھا کہ رام چند جی اور کرشن جی کی شان میں بھی اگتا خی کو منع فرماتے تھے کیونکہ ان کے

ذیال میں ان کے رسول ہونے کا امکان ہے۔

مقدس کیسے مانیں؟ اب تک کام حاصل مطالبہ ہے کہ ویدوں میں آسانی

کلام ہونے کا امکان ہے۔ کم از کم وہ حصے یقیناً ایسا ہیں جن میں ہزاروں سال قبل دی ہرلی رسول اللہ کی بحث کل جرس موجود ہیں لیکن جیشیت مجھی

صریت توحید اور خوت کے عقائد اور موجودگی اس کو دلیل نہیں پڑ سکتی کہ اس کتاب اللہ کی اس تحریرین شدہ شکل کا بھی درجہ دیا جائے کہ تحریر، زبور اور انجلیں کا ہے۔ اس کی تین دوستیاں ہیں

۱۔ موجودہ توریت، زبور اور انجلیں ہی کو کتاب مقدس کے درجہ پر کہتے ہیں ابھی شبہات ہیں۔

۲۔ کلام کے مستند ہونے کی دلیل خود کلام ہوتا ہے۔ توحید اور آخرت کی صرف چند شالیں ملتے

لے ایک شاعر پشت جغریم میں، مولانا اخلاق حسین قاؤکی، رسالہ روپی، ولی، فرمدی ۱۹۸۰ء ص ۱۷

تھے مولانا اخلاق حسین تاؤکی، رسار روپی، ولی، فرمدی ۱۹۸۰ء ص ۱۷

سے ویدوں کا بھی توریت۔ زبور اور انجلیں کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔
۲۔ توریت، زبور اور انجلیں کا ذکر قرآن نے کیا ہے اور ویدوں کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں ہے

ہم لیک کر کے مدد بر بالا اشکالات کا تجزیہ کر رہے ہیں:

۱۔ موجودہ توریت، زبور اور انجلیں کو کتاب مقدس کا درجہ دیے جانے کے مذکور مولانا عبد اللہ

منصی قبیل خوبی کے ساتھ حل کیا ہے۔ وہ مطرatz ہیں:

۲۔ ہمارے مدارکوں پر کچھ تینیں کا اصلی توریت اور انجلیں نام بھی

ہیں۔۔۔ اسکیلے دھان کتابوں کو مقدس مانتے کے لیے کسی طرح تیار نہیں ہیں۔ اس نظریے سے یہ بات تجوہ پیدا ہو اکر قرآن حکیم نے جہاں اہل کتاب کو اپنی

کتابوں پر عمل کرنے کی دعوت وی اور عمل نہ کرنے کا الزام دیا ان کی صحیح تفسیر

کرنے سے پہلے علماء ماجنزا گئے..... ۴۔

۵۔ قرآن عظیم کی طرح ایسی وہی جس کے معافی والغاظ مقرر ہو کر نازل ہوں اور قطعی طور پر محفوظ رہیں چند مکروہوں کے طالہ کسی مذہب کی کتاب الہی

میں یہ طریقہ نہیں برداشتیا۔ عام طبع سے ران کے، اندر دین کتابیں اپنے اجتہاد

سے جمع کرتے ہیں جو اس نبی کی سیرت اور اس کے احوال کو جمع کر دیتی ہیں۔

یعنی ان بی کتابوں میں وہ چیزیں جیسی آجاتی ہے جو براہ راست لفظاً اور صوتی مقرر

ہو کر نازل ہوئی۔ جیسے توریت کے احکام عشرہ اور انجلیں کے بعض خطبات

نیز وہ چیزیں جیسی آجاتی ہے جو بھی اپنے اجتہاد سے تعلیم دیتا ہے۔ یہ فیصلہ شدہ

اہر ہے کہ نبی کے اجتہاد پر منجانب اللہ گرفت نہ پڑو وہ حکما وی کبھی جانی ۶۔

۷۔ قرآن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مصحف میں

کتابی محفوظ کر دیا گیا اور اس کی روایت بالترتیب قائم رہی لیکن حدیث میں

لے الفرقان بریلی، شاہ ولی اللہ نمبر، سن اشاعت ۱۹۷۱ء ص ۲۸۳

۸۔ مولانا اخلاق حسین تاؤکی، رسار روپی، ولی، فرمدی ۱۹۸۰ء ص ۲۸۴

جو وحی آئی ان رہنماء کے نزدیک بھی نتو حضور کے ننانے میں اس کی کتابت ہوئی اور اس کے لیے تواتر فروری ہے۔ ان لوگوں کی اصطلاح پر اگر کتب مقدسہ سابقہ کو کتب حدیث کا درجہ دیا جائے تو بطریق اولیٰ اس کو مستبعد نہیں سمجھنا چاہیے۔ اگر یہ لوگ اس بات کو تسلیم کر لین تو تمام اشکال حل ہو جائیں گے۔

بخاری کتب حدیث میں بالاتفاق غیر صحیح روایات بھی موجود ہیں۔

نیزان کتب حدیث میں ایک واقعہ مختلف طریقوں سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

بخاری بہت کی کتب حدیث میں بھی کافی بہت سے غلطیاں ہوتی رہی ہیں جن کو محققین ملدار درست کرنے رہتے ہیں۔

اس کے بعد اگر ناجیل اور یعنی بخاری صحاح اربعہ و بخاری صلح، ابو داؤد، ترمذی کے درجہ پر کہ دیا جائے تو ذرہ برا احتلاف نظر نہیں آئے گا۔ ۷
..... بخاری اہم میں کتب مقدسہ کی اس تسلیم کی شال میں شاہ صاحب روی (اشد و طبی) صحیح بخاری و صحیحسلم کو پیش کرتے ہیں۔
..... میں نے اجنبی کی شرح ستر بزری اس کتاب کی آردو میں مطالعہ کی۔

اس میں ناجیل اربعہ کے اختلافات کو اس طرح جمع کرنے اور ترجیح دینے کی سی کمی ہے جیسے کہ مکتب حدیث میں کرتے ہیں۔ ۸

یہ واقعہ کہ جب ہم فور کرتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ آنکھ پچھے صفائی کو مقدس کتابوں کا درجہ دینے میں بھی شکوہ حاصل رہے ہیں۔ ان کتابوں میں بالاتفاق تحریفاتی بھی درج ہیں۔ اکثر ایک واقعہ مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے اماں کی کتابت میں تبدیلی بھاگری رہی ہیں جنہیں ان کے محققین درست کرنے رہے ہیں۔

محلانگ صفات کے بعد سچے بھروسے تھے کہ پچھے صفائی کو مقدس سانے میں دعاں
پچھا پہٹ ہی اسی لیے محسوس ہوتی تھی کہ مجھے کامنہ تھے جی ہم ذہنی طرد پر قرآن سے اس کا
مزازہ شروع کر دیتے تھے لیکن اگر احادیث کے بھروسے کو جسمی ہم تقدس کا درجہ دے سکتے
ہیں جبکہ ان میں یہ فتنی خایاں موجود ہیں جو پچھے صفائی میں ہیں ہم تو ان صفائیوں کو مقدس
سانے میں تکدد نہیں پڑھا خصوصاً اس حالت میں جبکہ قرآن میں جگہ جگہ اس کی تاکید ہے
اویسی بھی محل نظر ہے کہ احادیث کے بھروسے کو اگر یہ فرقت حاصل ہے کہ ان پر بے شکل
حقیقی ہوئی ہے راس کے باوجود بڑی تعداد میں مشکوک احادیث موجود ہیں (تو ترتیب اور
انجامیل کر اس کا طلاق سے برتری حاصل ہے کہ بالاتفاق ان میں کلام اللہ بھی درج ہے۔

اکنکھ کے واضح ہو جانے کے بعد اب الہم کو دیوں کے باسے میں یہ ثبوت مل سکیں کہ ان
میں وحی کلام خود کلام اللہ ہے کی اسی دلیل ہے اور قرآن سے بھی دیوں کی تصدیق ہو جائے تو وہنا
نہ صحت کے تباہے ہرئے لذ پر اپنی بھی کتب مقدسہ تسلیم کرنے میں کوئی دخواری نہیں ہوگی۔

لیک کلام دوسرے کلام کی روشنی میں کلام اللہ خود کلام ہے کہ دیں

لیک کلام دوسرے کلام کی روشنی میں ہوتا ہے قرآن کے مضامین خود قرآن
کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل ہیں۔ آئیے دیوں کے کچھ مضامین پر قرآن کی روشنی میں نظر
ڈالیں۔ راس میں میں تمام دیوبندیوں کے ترجیح ہرنے شری گھنٹا پر شادا پا دھیانے کی کتابے میں درج ہے
سے لیے ہیں۔

وید

قرآن

الحمد لله رب العالمين ۵
تَهْمُّنِي فِي أَنْشَأَكَ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ ۶
رَبُّكَمْ ۷

وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ۸
وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ۹

الحمد لله رب العالمين ۵	۱۱۔ (فاتح)
تَهْمُّنِي فِي أَنْشَأَكَ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ ۶	۱۲۔ (فاتح)
رَبُّكَمْ ۷	
وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ۸	
وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ۹	

<p>بَلْ وَمَنْ يُطْعَمُ دَلَّا يُطْعَمُ وَمَنْ سُبَّ كَوْكَلَانِيَّا هَبَّهُ إِنَّمَا أَكَاهَا مَانِيَّا هُبَّهُ وَدَرْدُونَ كَوْكَلَانِيَّا هُبَّهُ</p>	<p>وَهُوَ مَنْ يُطْعَمُ دَلَّا يُطْعَمُ وَهُوَ سُبَّ كَوْكَلَانِيَّا هَبَّهُ إِنَّمَا كَوْكَلَانِيَّا هَبَّهُ أَنَّمَّا كَوْكَلَانِيَّا هَبَّهُ</p>
<p>نَ لَهُ تَحْتَهُ بَرْتِسْمَا جَاسِلْ أَسْ بِرْمِشُورْكِيْ كَوْنَوْرَلْ نَهِيْنَ بَنْ سَكْتَهُ (بَجْرُودِ ۱۰-۲۰)</p>	<p>لَهُنَّ حَمِيلْهُ شَيْئِيْ تُرْ... أَسْ كَكْ كَجِيرْسَهُ مَثَابِتْ نَهِيْنَ بَهُ (شُورْنِ ۱۱)</p>
<p>بَهْسَهْنَهْ: بَهْدِيْهُ: سَبْ سَتِينَ اسْكَ كَلِيْهِيْ (رَكْ دِيرِ ۱۰-۲۰)</p>	<p>وَقِيلُهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَ أَوْدَ الشَّهِيْهِ كَاهَهُ مَشْرِقُ بَهِيْهِ اَوْدَ مَغْرِبُ بَهِيْهِ (الْبَقْرَهُ ۱۱۵)</p>
<p>سَهِيْتَا بَهْسَهْنَهْ تَهْ سَهِيْتَا بَهْسَهْنَهْ سَهِيْتَهْ تَهْ سَهِيْتَهْ تَهْ سَهِيْتَهْ تَهْ سَهِيْتَهْ دَنِيَا كَاهَهَهْ مَشْرِقُ. مَغْرِبُ اوْ بِرْ اَهْ نَيْجَهُ سَبْ جَكَهُهْ بَهُ (رَكْ دِيرِ ۱۰-۲۰)</p>	<p>فَانِيْنَهَا تُوْتُوا فَنَشَهُهُ وَجْهُهُ اللَّهِ بَارَّ اللهُ ذَاهِيْهُ عَلِيْهِمْ ° سَوْقَمْ بَهْرَهِيْهُ سَهِيْجِيرْ (اللهُ بَهِيْهِ) كَيْ ذَاتَهُ بَهُ اللهُ بَهِيْهِ دَسَعَتْ دَالَا بَهُ بَهْ لَهُ مَلْمَ وَالَّا بَهُ (الْبَقْرَهُ ۱۱۵)</p>
<p>بِيْ-بَهْ تَهْ بَهْسَهْنَهْ بَهْسَهْنَهْ مُهُوكُهُ خَرَأْكَلْ أَكَهُهْ بَهْ رَهَهْ بَهُهْ بَهْ خَدَالَهْ بَهْ رَهَهْ بَهُهْ (رَكْ دِيرِ ۱۰-۲۰)</p>	
<p>تَهْنَهْ بَهْنَهْ بَهْنَهْ بَهْنَهْ بَهْنَهْ بَهْنَهْ قَهْمَسْ زَدِيكَهْ تَرِينَ اَوْدَهْ مَانِظَهُ (رَكْ دِيرِ ۱۰-۲۰-۵)</p>	<p>بَهْنَهْ أَقْرَبَهُهْ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ° اوْدِهِمْ قَهْمَسْ كَلْ شَرِكَهْ سَهِيْهِ زِيَادَهِ اَسْ كَهُ قَرِيبَهِمْ ° (قِ : ۱۶)</p>

<p>بَلْ سُرْبَا رَأَيْ مَسْنَانِ هُمْ كُوْهَاتٍ نَادِيَّةٍ كَيْ لَيْ يَدِيَّهُ رَاهِيَّتَهُ پُرَكَّا.</p>	<p>إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ ہماری یہی راستے کی طرف رہنا گر۔</p>
<p>مَهْرَوِيَّةٌ: بَرِيكَفَتْرَنْجَتْ وَمُنْزِمٌ زَمِنْ وَأَسَانْ كَالَاكَ بَے.</p>	<p>الْمُتَعَذَّذَاتُ اللَّهُ لَهُ مُلْكُ الشَّمْوَاتِ وَالْأَسْاضِ</p>
<p>نَوْ بَلْسِينْ جَلْسَيِّ وَالْيَشُورِيَّهارِيَّ مَدِ كَرَے.</p>	<p>کیا تم نہیں جانتے کہ ارشد ہی کی یہ آسانوں اور زمین کی سلسلت ہے۔</p>
<p>رِوْگَ وَرِيدَ: ۱-۳۴۰</p>	<p>وَمَا تَكُنْ مِنْ دُونِ الْمُتَعَذَّذَاتِ ذَلِيلٌ وَلَا حَمِيرٌ اور ارشد کے سوا کو تو تھاڑا یا وہ دو گار نہیں۔</p>
<p>وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ ... اوہ اس کے ہر (بوجو) چیز کو پیدا کیا</p>	<p>(الْقُرْآن: ۱۰۲)</p>
<p>بَلْ سَلَامٌ بَلَامٌ پُرَامَاسِبٌ پُرَجَارِغُونَقُ (کو بنانا ہے۔)</p>	<p>وَأَنْقُشوْخَيْرَ الْأَنْقُسْكُمْ اور اپنے حق میں بجلائی کے یہ خرچ کرتے رہو۔</p>
<p>رِوْگَ وَرِيدَ: ۱۴۹-۱۵۰</p>	<p>(الْقُرْآن: ۱۲)</p>
<p>وَ إِنَّهُمْ لَيَرَوُنَّ مَرْتَابَ رَآسَهُمْ</p>	<p>فَهَا ایک ہے وہ مہر ان خیرات کرنے والے آدمی کو رزق دیتا ہے۔ (رِوْگَ وَرِيدَ: ۱۸۷-۱۸۸)</p>
<p>لَكُمْ ... اگر تم ارشد کو اپنی طرح فرض دو گے تو وہ اس کو سمان کر لے یہ بڑھا اچلا جائے سمجھا۔ (التَّفَاعُل: ۱۱)</p>	<p>إِنْ تُقْرِضُ اللَّهَ أَقْرَضاً حَسَنَىٰ صِحَّةَ</p>

ہر کیم مقرر ہے میعاد نکل چلتا رہے گا اور یہ کہ
اللہ تھارے سب اعمال کی پوری خبر کہتا
(تقریب: ۲۹) ۔

وَدُكْنُ دَارِيَّةِ لَهُمْ لَهُمْ فَرِصْتَانِ
تَرَبَّتْ تَرَبَّتْ لَهُمْ لَهُمْ فَرِصْتَانِ
هُوَ إِمْرَأَ وَآبَابُ يَنْكُبُ إِلَيْهِ لَهُمْ لَهُمْ
يَنْكُبُ لَا حَقِيقَةَ خَاتَمَهُمْ (رَأْيَهُ دِيدَر: ۱۹۰)

جَاهَتْ سَبَقَتْ سَبَقَتْ سَبَقَتْ
إِنْسَانَ كَوْچَانِيَّةَ كَوْچَانِيَّةَ كَوْچَانِيَّةَ
(رُكْ وَدِيدَر: ۲۰۳)

وَوَسِعَتْ وَسِعَتْ وَسِعَتْ
وَوَسِعَتْ وَسِعَتْ وَسِعَتْ
(رُكْ وَدِيدَر: ۲۰۴)

وَسَلَطَتْ وَسَلَطَتْ وَسَلَطَتْ
وَوَسِعَتْ وَسِعَتْ وَسِعَتْ
وَوَسِعَتْ وَسِعَتْ وَسِعَتْ (رَأْيَهُ دِيدَر: ۲۰۵)

لَعْمَةٌ مِنْ عِنْدِنَا مَكْذُلُكَ لَغْبَرِيَّةِ
شَخْرٍ ۝

هُنَّاکے پاس سے ایک نعمت ہے کہ جو شکر کرتا ہے
ہم اسے ایسا ہی صندوک کرتے ہیں۔ (تقریب: ۲۹۵)

إِنَّ اللَّهَ لَا يَمْجُبُ مِنْ كَانَ مُخْتَالًا
فَخُوَسًا ۝

قطْعَانَ اللَّهِ الْمَسْوُلُونَ کو دوست نہیں رکھ جو تکریز
اور بڑائی کرنے والے ہیں۔ (الفاضل: ۲۶)

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّوْلَتِ وَمَا فِي الظُّرُفِ
وَاللَّهُ يَعْلَمُ كُلَّ شَيْءٍ وَعَلِمَ ۝

اور اللہ انساؤں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے
جاننا ہے اور اللہ سب چیزوں کو جانتا ہے۔
(الجھوٹ: ۱۷)

يَعْلَمُ مِنْ كَذَلِكَ لَغْبَرِيَّةِ دِيَقْلَهُ
سَاتِكَسِبُونَ ۝

وَهُنَّاکے پیشہ احوال کو سمجھی اور تھاکے ظافر

وَبَسْطَ لَهُمْ بَرَبِّيَّةِ بَرَبِّيَّةِ
نَ لِتَدَبَّرُو رَبَّكُمْ بَرَبِّيَّةِ بَرَبِّيَّةِ ۝

وَوَسِعَتْ سَبَقَتْ وَهُنَّاکے بَرَبِّيَّةِ
إِنَّكُمْ بَرَبِّيَّةِ بَرَبِّيَّةِ بَرَبِّيَّةِ ۝

زہر میں اور آسان اس زہر کے عویطہ ہوئے کی
مد کو پاسکتے ہیں۔ زہر اس کے کوئی نہیں
سے بر سے والا نہیں۔ سو اسے اس خدا کے کوئی اور
وہر اس خالق پر قدرت نہیں رکھ سکتا۔
(البقرہ: ۲۵۵)

(۱۳-۵۲-۱)

وَلَا يَجِدُ طَوْنَ بَشَّرَيْهِ بَعْنَ عِلْمِهِ إِلَّا
بِمَا شَاءَ ذَيْسَعْ بَرِّ سَيْفَةِ التَّمَوُتِ
وَالْأَنْدَادِ ۝

اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا حامل نہیں
کر سکتے۔ سو اس کے کہ جتنا وہ خود چاہے۔ اس
کی کرس اس اس اس اور زہر میں پر جھائی ہوئی ہے۔
(البقرہ: ۲۵۵)

وَيَرَى الْعَيْنَ

اور وہی سمجھے برستا ہے۔ (تقریب: ۲۶)

أَلْحَمَنَّا أَنَّهُ زَلَّ لَغْبَرِيَّةِ

وَالْبَحْرِ بِعِنْدَهُ اِدَتَهُ ۝

سیام نہیں دیکھے۔ کہ اسہی کے نظر سے
کشی سندھ میں ملیت ہے۔ (تقریب: ۲۷)

وَهُنَّاکے سَبَقَتْ

وَهُنَّاکے سَبَقَتْ (رُكْ وَدِيدَر: ۲۰۵-۱)

أَكْحَرَ رَأْيَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ أَبْيَلَ فِي الْمَدَارِ
وَيُؤْلِمُ بِلِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَسَعَرَ لَهُ ۝

وَالْفَهْرُ كُلَّ تَحْمِلَتِ إِلَيْهِ أَبْيَلَ مُسَمَّدَهُ ۝

أَنَّ اللَّهَ يَسْأَلُ عَمَلَكُمْ لَذَنَ حَسَنَرُ ۝

سیام نہیں دیکھے۔ اللہ رحمۃ الرحمٰن میں داخل

کر کاہے اور حرج اور چاند کو سخن کر رکھا ہے۔

<p style="text-align: center;">۸۳</p> <table border="1" style="width: 100%; border-collapse: collapse;"> <tr> <td style="width: 50%; padding: 10px;"> <p>عَزْلَةٌ: مَسْكُونَ دَرَجَةُ الْمَدْحُومِ عَزْلَةٌ: مُسْرَارُكَمَّ بَلْوَهْنَمَّا بِعَقْلٍ لَوْكَ كِتَابَ وَكِتَبَهُ بُرَى شَنْبَى وَكِتَبَهُ اَوْ شَنْبَى بُرَى شَنْبَى شَنْبَى . (رُكْ وَيْد : ۱۰-۶۱-۲)</p> </td><td style="width: 50%; padding: 10px;"> <p style="text-align: center;">..... قَدْ نَذَرْتُمْ تَنْلُونَ الْكِتَبَ أَفَلَا تَعْقُلُونَ ۝ حَالَانِكَمْ تَابَ رَاهِلَى، پُرَى سَهَّهَ بُورَى . تو كِيَا تَمْ عَقْلَ سَهَّهَ كَامَ بِي شَنْبَى بِيَتَهَ ؟ (البَقْرَه : ۳۳)</p> </td></tr> </table>	<p>عَزْلَةٌ: مَسْكُونَ دَرَجَةُ الْمَدْحُومِ عَزْلَةٌ: مُسْرَارُكَمَّ بَلْوَهْنَمَّا بِعَقْلٍ لَوْكَ كِتَابَ وَكِتَبَهُ بُرَى شَنْبَى وَكِتَبَهُ اَوْ شَنْبَى بُرَى شَنْبَى شَنْبَى . (رُكْ وَيْد : ۱۰-۶۱-۲)</p>	<p style="text-align: center;">..... قَدْ نَذَرْتُمْ تَنْلُونَ الْكِتَبَ أَفَلَا تَعْقُلُونَ ۝ حَالَانِكَمْ تَابَ رَاهِلَى، پُرَى سَهَّهَ بُورَى . تو كِيَا تَمْ عَقْلَ سَهَّهَ كَامَ بِي شَنْبَى بِيَتَهَ ؟ (البَقْرَه : ۳۳)</p>	<p style="text-align: center;">..... وَلَا تَنْتَرْمُوا يَا يَتَىٰ شَمَانَقَلِيلًا وَإِنَّمَاٰى فَانْقُونِ ۝ أَوْ تَحْسُرُهُ سَيِّقَيْتَ كَمْ عَوْضَ مِيرِي آيَتَنِ كُوفَرَغَتَ مَتَ كَرْ دَالَوَ اَوْ دَرَصَتَ مُجَرِّي سَهَّهَ دَرَوَ . (البَقْرَه : ۳۱)</p>	<p style="text-align: center;">الْأَتْزَرُ وَأَتْرَدَةُ وَشَرَّ أَخْرَى اَوْ سَهَّهَ كَوَنَيْ بِرَجَمَ اَشَانَهَ وَالادَوَرَهَ كَادَ بِرَجَهَنِي اَشَانَهَ خَاهَ . (جَمِيع : ۳۳)</p>
<p>عَزْلَةٌ: مَسْكُونَ دَرَجَةُ الْمَدْحُومِ عَزْلَةٌ: مُسْرَارُكَمَّ بَلْوَهْنَمَّا بِعَقْلٍ لَوْكَ كِتَابَ وَكِتَبَهُ بُرَى شَنْبَى وَكِتَبَهُ اَوْ شَنْبَى بُرَى شَنْبَى شَنْبَى . (رُكْ وَيْد : ۱۰-۶۱-۲)</p>	<p style="text-align: center;">..... قَدْ نَذَرْتُمْ تَنْلُونَ الْكِتَبَ أَفَلَا تَعْقُلُونَ ۝ حَالَانِكَمْ تَابَ رَاهِلَى، پُرَى سَهَّهَ بُورَى . تو كِيَا تَمْ عَقْلَ سَهَّهَ كَامَ بِي شَنْبَى بِيَتَهَ ؟ (البَقْرَه : ۳۳)</p>			
<p style="text-align: center;">..... إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظِلُمُ الْثَّامِنَ شَيْئًا وَ يَكِنُّ الثَّامِنَ الْفَعْلَمَهُمْ يَنْظِلُمُونَ ۝ بِعَشَ الشَّانَزَانَ پِرَ باَكَلَ خَمَنِيْنَ كَرَتاَ بَلَكَگَ خُودَ پِيْ اَوْ زَلَمَ كَرَتَهَ زِينَ . (بَرْقَه : ۳۳)</p>	<p style="text-align: center;">هَمَّهُ مَافِ الْسَّمَوَاتِ وَمَافِ الْأَهْمَاصِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا مَا عَمِلُوا وَ يَكْبِرُ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحَسْنَى ۝ اوْ آسَفُونَ اوْ زَمِينُ مِيزَنَ جُوكَچَى بَيْهَ الشَّرِّى كَى يَكْبِرَهُ تَاَكَ جَنْجُونَ نَيْ بَرَّهَ عَلَى كَيْهَ انَّ كَوْ بِراَ بَدَرَدَهَ اوْ زِينِكَ عَلَى عَلَى كَيْهَ اَنَّ كَوْ بِراَ بَدَرَدَهَ اوْ زِينِكَ عَلَى عَلَى كَيْهَ كَرَنَهَ دَالَهَ كَيْهَ دَالَهَ كَرَنَهَ اَوْ عَلَى كَيْهَ كَرَنَهَ دَالَهَ كَيْهَ دَالَهَ كَرَنَهَ اَوْ (رَاجِم : ۲۱)</p>	<p style="text-align: center;">هَوَ الْأَذَلُ وَالْأَخْرَمُ وَالْأَنَاهِرُ وَالْأَبَاطِينُ وَهُوَ يَكْلِمُ شَيْئَيْ وَعَلِيَّيْمَ ۝ وَسَيِّدُ اَوْلَى هَمَّهُ اَخْرَادَهُ وَسَيِّدُ ظَاهِرَهُ اَوْ بَاطِنَهُ هَمَّهُ اوْ دَوَهُ بَهَرَهُ شَهَ كَلَمَ رَكَتَهَ . (حَمِير : ۲)</p>		
<p style="text-align: center;">..... قَدْ تَهَمَّيْتَ الرَّسْدَمِنَ اَنْتَعَى فَمَنْ يَكْفِرُ بِالْطَّاغُوتِ وَلَيْلَمِنَ لَهُ دَوَهُ لَهُ دَوَهُ خَدَانَهَ حَقَّ وَبَاعَلَ كَيْفَيَتَ كَوْ بِرَجَعَ كَوْ بَاعَلَ سَهَّهَ جَرَدَهَ حَكَمَ دَيَّارَهَ لَوْجَهَنَهَ اوْ بَاعَلَ پِرَ اِيَانَهَ مَتَ لَادَهَ . (بَرْقَه : ۱۹)</p>	<p style="text-align: center;">..... قَدْ تَهَمَّيْتَ الرَّسْدَمِنَ اَنْتَعَى فَمَنْ يَكْفِرُ بِالْطَّاغُوتِ وَلَيْلَمِنَ لَهُ دَوَهُ لَهُ دَوَهُ خَدَانَهَ حَقَّ وَبَاعَلَ كَيْفَيَتَ كَوْ بِرَجَعَ كَوْ بَاعَلَ سَهَّهَ جَرَدَهَ حَكَمَ دَيَّارَهَ لَوْجَهَنَهَ اوْ بَاعَلَ پِرَ اِيَانَهَ مَتَ لَادَهَ . (بَرْقَه : ۱۹)</p>	<p style="text-align: center;">..... قَدْ تَهَمَّيْتَ الرَّسْدَمِنَ اَنْتَعَى فَمَنْ يَكْفِرُ بِالْطَّاغُوتِ وَلَيْلَمِنَ لَهُ دَوَهُ لَهُ دَوَهُ خَدَانَهَ حَقَّ وَبَاعَلَ كَيْفَيَتَ كَوْ بِرَجَعَ كَوْ بَاعَلَ سَهَّهَ جَرَدَهَ حَكَمَ دَيَّارَهَ لَوْجَهَنَهَ اوْ بَاعَلَ پِرَ اِيَانَهَ مَتَ لَادَهَ . (بَرْقَه : ۱۹)</p>		

امیں اور پر کھینچئے۔ اگر آپ کا برسوں سے کھویا ہوا بھائی اچانک بازار میں مل جائے تو کیا آپ
بیٹت کی کچھ تدبیلی کی وجہ سے اسے سمجھاتے یا لٹکانے سے انداز کر دیں گے؟
جب کہ اس کے چہرے پر نہیں کی جانی ہے جانی و واضح علامات بھی ہوں؟ اسی پر ممکن ہے کہ شکل:
شابت کی مانشت کی وجہ سے پہلے آپ مٹکنیں۔ پھر اس کے امامی کے بارے میں سوالات کریں اور
آن علامات کو غور سے دیکھیں۔ اس کے بعد بلاشبہ آپ اسے لپٹالیں گے اور پہلے سے زیادہ محبت
اس کے لیے آپ کے دل میں اٹھے گی۔ اگر وہ آپ کو نہ سپیجان سکے کتا تو آپ بڑا بیچنی سے
اسے اپنے آپ کو پھینوا نے کی کوشش کریں گے۔ تو آئیے خلل دشائیت میں مانشت دیکھنے
۔ جدا ہے امامی میں تھوڑے بھائی کی کچھ علامات کو اور غور سے دیکھیں اور اس سے کچھ سوالات
کریں۔

प्रतिन्य चाहमध्यरे गोपीयाय प्रहृष्टसे । महद्विरग्न आ वहि [१]

नहि देको न मर्यो महस्तव कुन्तु परः । महाद्विरण आ परहि [३]

ये महो रजसो विद्युविदे देवासो अङ्गुः । महद्विराम आ गहि [३]

ये उपरा अर्कमान् चरना धृतास ओजसा । महद्विरुद्ध आ गहि [४]

ये भग्नाघोरवर्षसः भूक्तवासो रिदादसः । महद्विरान् आ गहि [५]

पे नाकस्पाधि रोचने दिदि देवास भासते । महान्द्रिराम आ गहि [६]

सं ईश्वर्जि पवित्रान् तिः सप्तपूर्णवम् । पहुङ्किरण आ गहि [७]

अप से वाचनि उद्दिष्टितरः समद्वयोजसा । मूलतरम् आ पहि [८]

अस ता प्रत्येके सरापि होत्यं प्रप । सर्वदिव आग्नि [६]

1950-60 के दशक में इन्होंने अपनी लिखित कार्रवाई का अध्ययन किया।

اوپر دیکھئے و پرمنتر ک وید کے ہیں۔ ان میں، دیکھیں کہ پرمنتر کے آخر میں ایک ہی جزو

بہادران ماریہ (ترجمہ: اپنی کاراز ریکٹا فی امت لعین مسلمانوں کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے)

کے بسا پو مہرتی کے بسا دو
جو اپنی کامی کو ایسا ہی کھاتا ہے وہ گناہ کھاتا ہے
(رُجُوك وید ۱۰ - ۶۷)

لَكُنْ شَانِلُو الْعَرَبَةِ تَتَقْعُدُ مَهْمَاجِبُونَ
ام علی کوئیں پیغام کے وجہ سکھ ان بیڑوں کو
(زمائل راہ میں) خرچ نہ کرو جنسیں تم غیرِ ایکتے
کو (۹۲: مرآن) رآل

س ایک بوجو یو گھبے
بواستی پکارا مایہ چرتے ہنڑا پیٹ
امریکا میں بکرتی یا میرتہ
उتاپ ریو ہنڑا تے سکھا پیٹ
جنوں اور حاجت مندوں کی درکے یے خیرات
ہے وہی کی ہے اس کا جعلانہ زبانا ہے۔ اس کے
سمی اس کے درست بن جاتے ہیں۔
(لگک وید ۱۰-۱۱۶)

الذين ينفعون في الستاءِ وَالضراءِ
وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْطَ وَالْعَافِينَ عَنِ
الثَّامِنِ وَاللَّهُمَّ يُحِبُّ الْمُعْسِنِينَ ۝
یہ وہ لوگ ہیں جو سوداگی اور شکاری دونوں
میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو غبیر کرتے
ہیں اور قلوں سے وگزد کرتے ہیں اور اللہ
احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
(آل عمران: ۱۳۲)

य बाध्याय चकमानाय पित्वो
उम्मानृतसन् रफितायोपजगमुवे ।
स्थिर मनः हृणुते सेवते
पुरोतोचित्स मंडितारं न विगदं
ब्रह्मोत्तरस के तापि त्यगी के लाभ के बढ़ाये जाते
होने जीव दृश्यीं दिता और सृष्टि दल के खद
क्षमा तरह आप की मिति आने पर कोई वाहत
न देखी नहीं होती । (रामायण १०-११-१२)

فَذلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتَمَ وَالْمِسْكِينَ
يَهْضَأْ عَلَى الْجَاهِ الْمُنْسَكِينَ
فَوَشِلَ الْمُمْصَلِينَ ۝

سوہ شخص جو تمیم کو دھکے دیتا ہے اور
نتا جوں کے لیے کہا ناہ یہیں کہ ترفیب نہیں
بننا۔ سو ایسے نمازوں کے لیے بڑی خرابی ہے
(الماءون: ۲۰۳)

فوت:۔ شریعہ کا پرشاد اور سیالے کے ترجیوں سے بھی چند مکار اختلاف ہے۔ لیکن یہاں ہم نے انہیں کے ترجیح تعلق کیا ہے۔

مترقبین کے اپنے خیالات اور عقائد کا عکس شامل ہو گا لیکن ویدول کے مطالعے کے درمیان ہم نے ان کا الہام حصان کی اصل زبان سُنکرٰت میں بھی دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس تقابلی مطالعے میں تو ریت اور اخبل میں تحقیق کرنے والے سدان محققین کی بھی وہ تصنیفات ہم نے سامنے رکھیں جو ہم پس دستیاب ہو سکیں۔

ہم نے ان تمام کتب کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کی ہے اور ہم خدا کو حاضر فنا خل جان کر پوری ایمان و ایمان کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ کتابت میں اپنی اصل زبانوں میں وید و لالا کے ہم پڑھنے کا ثابت ہو سکیں لیکن موجودہ شکل میں وید و لالا کو ہم نے انگریزی ترجمہ شدہ بامیبل روتوریت، زبور انجیل اور دیگر انسابارکی کتب) سے اتنا آگئے پایا کہ دونوں میں کوئی مقابلہ کی نہیں۔

یہ تقریآن کے معیار پر ان کتابوں (زید اور بائبل) کے مضمون کی صحت کو پر کھنے کا ماحصل نہ ہالیکن اصل اور آخری کسوٹی ابھی باقی ہے۔ خود قرآن زیدوں کے بارے میں کیا لہتے ہیں؟

قرآن عظیم ہم بتاتا ہے کہ رحمت میں اللہ نے اپنے رسول سے: ڈیکھ امتی
رسول[ؐ] را وہ رحمت کے لیے ایک رسول تھا۔

آخری گواہی باقی ہے میکن جن مقدس کتابوں کا قرآن نے ذکر کیا ہے وہ صرف توریت، زبور اور انجیل کبھی جاتی ہیں۔ بشری گلکا پرشاد ایسا دھانے اسی کتاب میں اس را اعزازی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

*حضرت آدم کے بعد قرآن شریف میں خاص طور پر چار نبیوں کا ذکر آتا ہے۔ حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد۔ ان سے چار کتب مسوب ہیں۔ حضرت موسیٰ سے تورات، حضرت داؤد سے زبور، حضرت عیسیٰ سے انجیل، اور

سورہ مرسلات میں وہی قیوم میں اللہ مکذب ہیں جو بھی خراب ہے اس روز بیٹھ لانے والوں کے لیے) ۱۰ مرتبہ سورہ قمر میں وَلَقَدْ يَسَرَنَا الْقُرْآنَ لِلَّذِي كُرْتَهُمْ مِنْ شَدَّدِكُرْتَهُمْ راہِ فیضت حاصل کرنے والوں کر رہا ہے کوئی نہ کر سکے۔ داعی سے کوئی نہ شکست ہے جو حاصل کرنے والا ہے (۱۱) ۳۴ مرتبہ۔

اس سلسلے کی اور بھی خالیں قرآن شریف اور وید مانند ہیں ہیں۔ ویدوں میں تو حیدر رسلات ادا آغاڑت کے مذہب امن، شکر، عاشق اللہ کو حشمت میں پوشیدہ کئے جانے کے مقاصد میں ہیں جو آنندہ دامیں گے۔

جیاں تک پہلی اس مقدار سے وید والے کوہ اونچے کاموں والے۔ عربانی نہان سے نادانیت کو خار رکھنے والے صائمین اور روزانہ زور دے اپنی غفران کے اگریزی ترجیحی پڑھ سکتے ہیں۔ ظاہر ہے ان ترجیوں میں

اُدگر نتھ (اویں صدائی) کے نام سے ڈھونڈیے۔

یہ حقائق اس نام کے متضاد ہیں کہ قرآن حکیم میں دیدک دھرم کے مخالف کا ذکر ہے تلاش کریں۔ قرآن پاک میں جب ہر کچلی کتابوں کا ذکر دھونڈتے ہیں تو ہم تو ریت نہ لبڑی انجیل اور صحف ابراہیم کے ملاude کچلی کتابوں کے لیے صحف اولیٰ اور زبر الارادین کے الفاظ ملتے ہیں جن کے لفظی معنی ہیں سب سے پہلے صحف اور سب سے پہلے بکھرے ہوئے احادیث اور دھنل الفاظ کے سذکرت مترادفات الفاظ آدگر نستہ (۲۵-۳۰-۳۱-۳۲) اور آدگیان (۳۳-۳۴-۳۵) ہیں۔ دیدوں کے باسے میں ہندوؤں کا دھوکی ہے کہ یہ آدگر نستہ اور آدگیان ہیں، کیا بھی اپنے یہ سوچلے کہ قرآن جنہیں زبر الارادین یا صحف اولیٰ کہتا ہے وہ کہیں ہی کہتا ہے تو نہیں ہیں جنہیں پہنچ آدگر نستہ کہتے ہیں۔ سہاں اس بات کا خیال ہے کہ اگر دینام کی اسی کتاب کو ہم نے قرآن کریم میں دھونڈنے کی کوشش کی تو یہ سی لامحاصل ہے گی۔ آج کی دنیا میں حضرت داؤڈ سے منسوب صحیحہ کاتام سام [PSALM] ہے۔ اب اگر سام کے نام سے آپ قرآن کریم میں حضرت داؤڈ کے صحیحہ کو تلاش کریں تو ظاہر ہے کہ نہیں ملے گا۔ قرآن نے اس کتاب کا نام زبدہ کر رکھا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ہم کچھلے بائیت مخفف پر یہ مثال دے پچھے ہیں کہ آج کوئی میسانی اپنے آپ کو نصاریٰ نہیں کہتا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ قرآن نے نصاریٰ اس قوم کو کہا ہے جو آج اپنے آپ کو میسانی کر رہے ہے۔

ہم سے کسی غفلت بھی گئی جو اپنے آپ کو نصاریٰ نہیں کہتے۔ انہیں تو ہم نصاریٰ کے ہم سے جانتے ہیں جو اپنی کتاب کو زبور نہیں کہتے۔ ان کی کتاب کو ہم زبور کے نام سے جانتے ہیں اور یہاں تک بہت بڑی تحریر مدد مال سے نزول قرآن سے بھی پڑھ سے یہ عومنی کرتی چلی آ رہی ہے کہ اس کے پاس صفتِ اولی یا ذرا لاد لین ہیں۔ اپنی زبان میں وہ کسی انتفاظ اپنی کتابوں کیلئے استعمال کرتی چلی آ رہی ہے اور ہم نیک ہزار مال سے اسی نگار میں اسی قوم کے درمیان رہتے ہوئے بھی بنی تمیقین کیے بغیر ان کے آدمیوں کو

حضرت محمدؐ سے قرآن۔ حضرت آدمؑ کا نام زمہنوں میں مذکور ہے نہ ان کے ساتھ کسی کتاب کو منسوب کیا گیا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت موسیٰؑ تک ایک ہدت گزد جاتی ہے۔ اس میں انسانی تاریخ میں بہت سے مدد و ہجر راجلتے ہیں۔ بہت سی سلطنتیں پیدا ہوتی اور فنا ہو جاتی ہیں۔ کوئی اہل کتاب پیدا نہیں ہوتا۔ ”لہ

آپ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف بنیادی طور پر کتاب ہایت ہے۔ یہ دو وللے کے میان کی تابوں کے ناموں کی انسائیکلو پیڈیا یا نہیں ہے۔ لیکن شری گنجائی پرشاد کے عرض پر سے قطعی نظر یہ سوال تو یقیناً پیدا ہوتا ہے کہ جن صاحب شریعت رسول کا ذکر قرآن کریم نے خصوصی اہمیت کے ساتھ بار بار کیا ہے لیعنی حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیؑ حضرت علیؓ اور حضرت محمدؐ ان سب کی تابوں کے نام بتائے گئے حضرت نوحؑ کی کتاب کے۔ یہاں تک کہ حضرت داؤدؑ کی کتاب کا نام بھی بتایا لیکن حضرت نوحؑ کے لائے ہوئے محبیغیوں کے نام قرآن کیوں نہیں بتاتا؟

یا یہی سوال دوسرے الفاظ میں یوں دہرا�ا جا سکتا ہے کہ جن بڑی بڑی تموں
کا قرآن ایک ساتھ ذکر کرتا ہے وہ مومنین، عیسائی، یہودی اور صابئین ہیں۔ ان
میں سے قرآن نے اول الذکر تین تموں کے پاس آئے صحیفون کا نام ذہبیا ایکن صائبین
کے پاس حضرت نوح کوں سے صحیفے لائے تھے۔ یہ کیوں معلوم نہ ہو سکا؟ اس سوال کی
اہمیت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ صابئین قرآن عظیم
میں دیدک قوم کو کہا گیا ہے اور اس دیدک قوم کے تبدیل ہو کر اسلام میں داخل ہونے کی
پیشین گوئیاں بھی موجود ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں احادیث سے بھی یہ سمجھی معلوم ہوتا
ہے کہ تبدیل ہو کر آنے والی قوم ”اعجوبِ القوم“۔ عجیب ترین قوم برآ راست
قرآن پر ایمان نہیں لائے گی بلکہ پیچے اپنے مخالفین سے وہ کئی ہوئی تھی ان کی طرف متوجہ ہو گئی
اور ان مخالفتیں موجود قرآن تعلیمات اور قرآن کی تصدیق یانے کے بعد ایمان لائے گئی

کو پڑھے ہیں کچھے چلے جا رہے ہیں کہ معرفت اولیٰ اور زبردلا دینین کا دنیا میں اب کوئی وجود نہیں ہے اور پھر اسی بھی تو نہیں کہ بہت سی قومیں اس نام کی کتاب رکھنے کا دوستی کر لی تھیں۔ جس سے سب کا دعویٰ مشکل ثابت ہوا ہے بلکہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہبی قوم ہے جو اس کی مدعا ہے۔ اللہ ہمیں معاف کرے۔ شاید اللہ کی یہی مصلحت حقی کریے را اسی دور کے قریب کھلے جو تبدیلیٰ قوم کے بیٹے لکھا جا چکا، درمذہبیں قرآن میں واضح بتا دیا گیا تو ماکر معرفت اولیٰ یا زبردلا دینیں کس رسول کے ذریعے آئے تھیں اس سے ہماری غفلت کے جرم میں کمی نہیں ہوتی۔ قرآن میں صفات الفاظ میں شخص صرف ان کا ہے جن کو نزول قرآن کے وقت عرب جانتے تھے باقی رہنمایاں ایک کے تمام اہم واقعات اس میں تلاش کرنے سے ملیں گے۔ جو ایسے الفاظ میں ہوں گے جن پر ۲۰۱۳ء سال پرانے عرب عمومیت کا اطلاق کرتے تھے۔ یہ ہمارا اور خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں کا فریضہ تھا کہ اس قوم کا تعلق قرآن سے تلاش کرتے جس کے درمیان ہم ایک ہزار سال سے ہیں۔

اولین صفات موجود ہیں | اولین صفات کا دنیا میں آج بھی وجود ہے اس پر قرآن کی مندرجہ ذیل آیت دلیل ہے۔ ترجمہ: "اور وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنے رب کی طرف سے ہمارے پاس کوئی غیر معقول اثرت کیوں نہیں لاتا اور کیا ان کے پاس معرفت اولیٰ میں جو کچھ بھی ہے (اس کی شکل میں) واضح دلیل نہیں آگئی" (سورہ نطفہ : ۱۲۲)

یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ اولین صیفی یا آوگر نعمت غائب نہیں ہو گئے بلکہ دنیا میں آج بھی موجود ہیں بلکہ اس بات کو تو قرآن میں اور مجذوبے کے طور پر پیش کر رہا ہے کہ ہزاروں سال گذر جانے کے بعد بھی اولین صفات میں وہ تعلیمات موجود ہیں جن کے عبور سے کی شکل میں قرآن عظیم سب سے آخر فریضی نازل ہوا۔ اولین صفوں کے دنیا میں موجود ہونے کے بیٹے جو لوگ ثبوت طلب کرتے ہیں ان کے بیٹے اس آیت میں پار کی تعالیٰ نے ایک خاتمہ پیش کیا ہے۔

"فَرَأَى وَسِيلٍ چاہتے ہو ؎ اللہ کے الفاظ میں ثبوت طلب کر رہے ہو ؎ اولین صفات اور گر نعمت کو انداز کر تو دیکھو ہمارا ثبوت، ہمارا صحیحہ، ہماری دلیل محاسن سائنس آجائے گی"۔

اس آیت کا جو غیر معلوم آج تک صحیح اجا رہا ہے وہ یہ ہے کہ پچھلے صفات میں جتنی بھی تعییتاً سمجھیں جائے بھی مضافات میں تھے ان کے عطرکی شکل میں تمام تباہوں کا مجموع قرآن ہمارے پاس آگئا ہے، اور یہ بھی اُنیٰ کا اللہ کی طرف سے مجرم ہے۔ میثک یہ غیر معلوم بھی اس آیت کا ہے تکین کیا اسی بھی دی چیز پر واضح طور پر اپ کو حسوس نہیں ہو رہا، جب تک پچھلے تمام صفات میں کیا تھا۔ یہ آپ کو نہیں معلوم ہوتا مجبورے کا یہ رُخ کیسے ثابت ہو گا؟ یہ کیسے معلوم ہو گا کہ قرآن ان سب مضافات کا مجموع ہے۔

یہی قرآن میں پچھلے صفات کی اصل تعلیمات تلاش کرنے کی تکید اور اس تکید کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا میں تاپید نہیں ہیں۔

وَيَدِهِي اولین صفات ہیں | صحف اولیٰ کے الفاظ بہت جامیع الفاظ ہیں اولین صفات میں بھی ہے اور خصوصیت بھی۔ تمام پچھلے صیفی بھی اس کے غیر معلوم میں داخل ہیں اور سب سے پہلے صیفی بھی، قرآن خاص طور سے نام لے کر جن پچھلے صفات کا ذکر کرتا ہے وہ معرفت ابراہیم (لہ توریت، زبور، اور انجیل) ہیں۔ یہ تمام کتابیں وہ ہیں جن سے اہل عرب واقف تھے۔

حضرت نوح، سیلا بکے واقعات، ان کی قوم کے حالات اور ان سے صفات کو قرآن کے اولین مخاطب اہل عرب نہیں جانتے تھے۔ اس کے ثبوت میں خود قرآن مجید کی سورہ ہود میں حضرت نوح اور طوفان نوح کے واقعے کو بیان کرنے کے بعد اللہ جل جلالہ کا یہ ارشاد ہے:

ترجمہ: "یہ غیب کی خریں ہیں جو تم تھاری طرف دھی کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے نہ معرفت ابراہیم کے نام سے چند لوگوں کے پاس کمپ مفرق اور اراق پائے جاتے تھے۔"

ذم ان کو جانتے تھے اور نہ تھاری قوم...." رسمورہ پود: ۲۹)

بہرحال قرآن نے اپنے مخصوص طرز بیان میں جن بیرون کی کتابوں سے اس وقت کے قرآن کے مخاطب واقف تھے۔ ان کا نام ان الفاظ میں لیا کر وہ لوگ آسانی سے بہجانیں ہیں۔ لیکن ان سے پہلی کتابوں کا ذکر بھی چوڑا نہیں۔ اس کے لیے جامع اور ذمی الفاظ استعمال فرمائے جو حرف اللہ رب العزت کی کل خصوصی شان ہے۔ صحف اول اور زبر الاؤلین کے الفاظ سے اس دور کے دو گوں کو بھی کوئی وقار نہ پیش ہیں آئی۔ کیوں کہ ان سے وہی تمام صفات وہ مراد ہیتے رہے جن کو وہ جانتے تھے اور انہی الفاظ نے صاحبِ الاسلام کے صحف کو خاص پرشاد اپا دھیارے کو بھی بتا دیا کہ قرآن میں تھاری کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں ۴۰۷۳ آدگر نہتے یعنی اولین صفات کا ذکر ہے۔ ہماری حکمت سے تم یہ کیوں ایسا درستہ ہو کہ دنیا کی بردمی بڑی قوتوں کے جن پیشواؤں و رحفلت زوج، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمدؐ کا ہم نے ایک ساتھ نام بیا ہے۔ بلہ ان میں سے سب کی کتابوں کے نام تو بتائے لیکن تھارے پیشواؤ حضرت، زوج ہی کی کتاب کا ذکر قرآن میں نہیں کیا۔

اب آئیے زبر الاؤلین کے الفاظ پر غور کریں۔ قرآن بتاتا ہے:

"بے شک زبر الاؤلین میں یہ (قرآن) ہے؛" (رسورہ شراء: ۱۹۰) زبر کے غفری معنی ہیں بکھرے ہوئے اور اراق۔ زبر الاؤلین کا مطلب ہوا؛ "سب سے پہلے والے بکھرے ہوئے اور اراق۔" سب سے پہلے صاحبِ شریعت رسول حضرت زوج تھے۔ ہندو حضرت زوج کی امت ہیں۔ وہ اپنی مقدس کتابوں ویدوں کے آدگیان [آتا دیدا جان] یعنی اولین علم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ویدوں کی تاریخ رجوع مختصر آپ کی نظر سے گذر چکی، پر نظرِ اتنے سے سب سے پہلے بکھرے ہوئے اور اراق کی تعریف ان پر پوری طرح صادق آتی ہے۔

لہ سورہ الحزاد ب، اور رسورہ شراء: ۱۹۰

آئیے اب ایک اور رُوح سے دیکھیں۔ ارشاد باری تھا تھے کہ: "ماز منداون
فَلَكَ الْأَرْجَالُ إِنَّهُ إِلَهٌ فَلَتُلْعَمُ أَغْلَى الظُّلُمَارِ إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ بِالْيَتْمَةِ
وَالْمُرْبَثَةِ وَإِنْزَلْنَا إِنِيَّتَ الدُّكْرَ لِتُبَيَّنَ لِلْمُنَاسِ مَا بَرَلَ إِلَيْهِمْ وَعَلَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝
زوج: "اور اپنے قبل بھی ہم نے مرد (ہی) بھیجے تھے جن پر ہم وہی کرتے تھے۔ اگر تم کو نہیں
معلوم تو اہل ذکر سے پوچھو لو۔ ان کو ہم نے بتاتے اور زوج کے ساتھ بھیجا تھا۔" لہ
یہاں اور دوسرے معالیٰ کے ساتھ ایک لطیف اشارہ بھی پھیپھا پا معلوم ہوتا ہے
کہ رسولوں پر جو بتائیں نازل ہوئیں۔ وہ کچھ بیتات تھیں اور کچھ رُجُر۔ یعنی زبر و بیتات
 مختلف ذرع کے صحیحے ہیں۔ بیتات کے معنی ہیں۔ جن میں صاف صاف بھیجیں آئے والے
الفاظ میں بیانات ہوں۔" بیتات سے مختلف تمثیل کیا ہوئی ہے جن میں تمثیل انداز میں
واقعات کا بیان ہو۔" رُجُر وید میں کہا گیا ہے کہ میں واقعات کو حمد کے پرایے میں تمثیل
زبان میں بیان کرتا ہوں۔ (رُجُر وید: ۶۰-۶۱)

وید ک علم کو ہم دیکھیں تو وہ زبر کی اس تعریف پر بھی پورے اترتے ہیں اور ان
کے اولین ہونے میں تو کسی کو تھی اختلاف نہیں ہے۔

ویدوں کے صحف اولیٰ یا زبر الاؤلین ہونے اور حضرت زوج سے متعلق ہونے
کا ایک آخری عقلی ثبوت یہ ہے کہ پرانوں اور ہندوؤں کی دیگر مذاہب کتابوں میں توہیت
سے ابنا، علیہم السلام کی ناموں کے ساتھ پیشیں گوئی ملتی ہے لیکن ویدوں میں ابنا میں سے
حضرت آدمؑ اور حضرت زوج کے تذکرے ملتے ہیں۔ اسمانوں کے رسول اول ہونے کی جیشیت
سے حضرت احمدؓ کی تفصیلات ملتی ہیں یا پھر ان کے ملا وہ حضرت خمیدؓ کی بعثت کی پیشیں گوئیاں
ملتی ہیں۔ رسول آخرالزمان کی پیشیں گوئیاں تو ہر مددوس صحیحہ میں ہیں۔ ان کے ملا وہ انبیاء میں سے حضرت زوج
سے اگر کسی بھی کا بیان نہایا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ وید و زوج سے پہلے کے صحیحے ہیں اور زوج
کے ورکے بعد کے۔

دیدوں کو کتب الہی یا کتب مقدسر تسلیم کیے جائے۔ میں جواشکال ہمارے خیال میں پیدا ہو سکتے تھے۔ وہ ہم سمجھتے ہیں کہ اب باقی نہیں رہ گئے ہوں گے۔ خود دیدوں کے مضامین، دید پڑھنے والے چند مسلمان علماء کے خیالات اور سب سے بڑا کر قرآن عظیم کی نشاندہی کے بعد اس نیم کرنی شکن باقی نہیں رہتا کہ یہ کلام رب انبی کے حصہ ہے۔

ویدا اور دیگر مہت و مذہبی کتب | **ہندو عقیدے کے مطابق دیدوں کو تعداد میں تبدیلی ان کے نزدیک جائز نہیں ہے اور دوسری نہیں کتابیں جیسے پران (پوران) یا ہن (ਆہمण) اپنے شریک (उपनیشاد) اور آڑنک (آڑنک) ایضاً (آڑنک) سے مسوب نہیں ہیں بلکہ ان کا صرف مفہوم خدا کی طرف سے ناجاتا ہے۔ یہ مختلف شریوں سے منسوب تسلیم کی جاتی ہیں اور ان کے الفاظ اُگر ایسے بدل جائیں کہ مفہوم مہبدے تو کوئی بحث نہیں ناجاتا۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے قرآن اور حدیث کا باہمی تقابل۔**

مکیان پرم پران ائمہ میں یہ بات اس طرح کہی گئی ہے۔
خدا کے اپنے الفاظ کو کوئی بولنے والا ویسے ہی مطلب والے دوسرے الفاظ سے بدل نہیں سکتا۔ اگر بدلتے تو اسے خدا کے الفاظ نہیں کہا جائے گا۔ اس تاسیس کے مطابق وید کے الفاظ خدا کے الفاظ ہی ہیں۔۔۔۔۔ یہی نہیں جملے میں الفاظ کی ترتیب کسی نہیں بدل جاتی پران ائمہ کوئوں کے جلوں کی طرح ہیں۔ ان جلوں میں الفاظ بدلتے میں کوئی حرج نہیں ناجاتا۔ اُن ان کے جلوں کے مطلب میں تبدیلی نہ ہونا چاہیے۔ لہ

ہندو مالمروں کا دعویٰ ہے کہ دیدوں کو یاد کرنے میں اتنی تخلیکی احتیاط برپی گئی ہے کہ وہ شروع سے بغیر تبدیل ہوئے ویسے ہی چلے آ رہے ہیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ زیارت سال سے حافظوں میں چلے آتے ہیں دیدوں کو اشاروں یہی صمدی کے آخریں پہلی بار نکل سکتے ہیں۔

نے کتاب شکل میں شائع کرایا۔ اگر ہر ہاتھ تراحتیا طوں کو تسلیم سمجھ کر لیں تو بھی حافظوں میں دیدوں کے ساتھ پراؤں اور دوسری اس بول کے مضامین کا غلط ملٹ ہو جانا میں مکن ہے۔ دیدوں کے انگریز مفتر سب اس بات کی تصدیق کرتے ہیں ر Howell اس باب میں دیے جا چکے ہیں۔ ہماری کجھ اور حقیقت کے مطابق دیدوں اور ان تمام کتابوں میں جتنے حصے کی قرآن سے تصدیق ہوتے ہے وہ اصل دیدے ہے۔

.....رَبِّنَا الْأَكْرَمُ أَخْلَدْنَا إِنَّا نَسْأَلُنَا أَذَا أَخْطَأْنَا.....
اُنے ہائے رب ہم سے سجل چوک میں جو صور ہو جائیں، ان پر
گرفت دکر،
(البقرہ: ۲۷۹)



अथेति यत्वं पर्मा उत्तेपिम मा नस्तस्मादेनसे देव रेतिः
ले द्वा रुदा हम से जग्नाह अजनने में ہوتे में अन कا وجہ
से आप ہیں مت پھونتھیے۔ (رَجَك وَيَد ۰ ۵۰۸۹)



[بات]

ابتدائی کائنات حضرت احمدؐ مجتبی

حقیقت احمدؐ اہم نے جگر جگا اس کا ذکر کیا ہے کہ ہندو قوم نے اپنے فریضی حقیقتیں کو دیوالاڑوں میں گزر دیا ہے ان میں سے اہم ترین حقیقت جس سے یقین واقع تھی اور جس کی مشترک دیوالوں کی بنیاد ہے، وہ حقیقت احمدؐ ہے اس کی وضاحت کے لیے پہلے حقیقت احمدؐ کو صحیح اوری ہے۔ جس کا ذکر ہائے ان تمام ملارنے کیا ہے جن کا تصور سے بھی تعلق رہا ہے۔ ان حقیقتیں ہیں سے ایک ہے جن کو صحنا اس پندرہویں صدی میں خود کی دہنہ تو یہ اس بندوق قوم کی دیوالاڑی کی حقیقت کو صحیح سکیں گے اور اس کا ملاح کر سکیں گے۔

قرآن شرایف کی سورۃ الصافہ کی مندرجہ ذیل آیت پر نظر ڈالیں۔

ترجمہ: " اور زده وقت سبی یاد کرو جب میئی ابن مریم نے کہا کہے بني اسرائیل میں تھارے پاس اللہ کا پیغمبر آیا ہوں۔ تصدیق کرنے والا قوریت کی جو محبوس پیشتر سے ہے اور ایک رسول کی اشارت دنبے والا جو میرے بعد آئے والے ہیں۔ جن کا نام احمدؐ ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس کھل نشانیاں لے کے آئے تو وہ لوگ بولے کہ تو صریح چاہو ہے۔"

(سرہ صوت۔ آیت ۶)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت میئی نے آنے والے رسول کی اشارت دی تھی۔

اور اس کا نام احمدؐ بتایا تھا۔

اس آیت کی تشریع میں مفسرین نے بہت تفصیل سے یہ بجا یا بسکے انجلیں میں اس

کے نام سے آنے والے بھی کی بشارت موجود تھی لیکن میسانی اس کے ترجوں میں تحریک کر رہے ہیں۔ پیشتر مفسرین نے یہاں اس بات کی وضاحت نہیں کی ہے کہ رسول اللہؐ کا نام احمدؐ کیسے تھا؟ یہاں صرف وہ احادیث نقل کی گئی ہیں جن میں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرا نام احمدؐ ہے۔ پیشک یہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت محمدؐ کا ایک نام احمدؐ تھا۔ لیکن کیسے تھا؟ کہاں تھا؟ کہ تھا؟ رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر ہمارا ایمان ہے۔ لیکن اگر ان احادیث سے ہیں یہ علوم تہوڑ کا احمدؐ نام کی کیا حقیقت ہے تو ہم مبشرتیوں کے الزامات کا کیا جواب دیں گے۔ میسانی یہ کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں سے محمدؐ کو معلوم ہو اک آنے والے بھی کا نام احمدؐ ہو گا اور یہ سن کر انہوں نے راعوفہ باللهؐ قرآن کی آیت گزٹ لی اور زبانی بھی یہی کہنا شروع کر دیا کہ میرا نام احمدؐ ہے جالانک ان کا نام تو محمدؐ تھا۔

ملا حظہؑ ایک میسانی مصنفوں کے الفاظ:

"..... پھر کوئی نام محمدؐ رکھا گیا۔ یہ نام عربوں میں بہت کم ملتا تھا، لیکن تھا۔ اس لفظ کا مادہ حمدؐ ہے جس سے محمدؐ کے معنی قابل تعریف کے نکلتے ہیں۔ حمدؐ سے ہی احمد نہیا ہے، انجلیں کے کچھ عرب ترجوں میں سرایاں لفظ پیراکیت PARACLETUS کا غالط ترجمہ احمدؐ کیا گیا ہے اور یہ مفہوم مسلمانوں کی میسانی اور یہودیوں سے گفتگو میں بہت زیادہ مقبول ہو گیا۔ کیوں کہ ان کے کہنے کے سطابیں اسی نام سے ان کتابوں میں رسول کی پیشیں گئی تھی....."

رالائف آن محمدؐ تلمیص شد ایڈیشن۔ سرویس میور۔ لندن۔ ۱۸۷۰ء (۱۸۷۰ء)

مونٹا نس کے بیان سے ہیں پتہ چلتا ہے کہ پیراکیت کی آمد کا وعدہ "..... مونٹا نس کے بیان سے ہیں پتہ چلتا ہے کہ پیراکیت کی آمد کا وعدہ" کے بہت سے مفہوم بکار کر متین کیے جاسکتے ہیں اور یہ مکن ہے کہ انہیں میں سے ایک چھاتا ہوا مفہوم محمدؐ کے سامنے بیان کیا گیا ہو۔ جس سے یہ آیت بنالی گئی جو سورۃ صفت میں ہے۔" رالائف آن محمدؐ تلمیص شد ایڈیشن۔ ص ۱۲۳۔

تاریخ میں ہمیں حضرت محمدؐ کا نام احمدؐ بھی نہیں ملتا۔ آپ کے یہ بتانے کے بعد کہ میں ہی احمدؐ ہوں، احمدؐ کا نام کا چلن ہوا۔ آپ کے وادا عبد المطلب نے آپ کا نام محمدؐ رکھا تھا۔

پھیل ہی : نام اہل کردار کو صرف محمدؐ کے نام سے ہی پہنچاتے تھے۔ صادقؑ اور امینؑ کے لقب بھی آپؑ کے مقرر ہوئے تھےں احمدؐ اور حکیمؐ اسی سبیں ذکر نہ تھا۔ آپؑ کے تمام صحابہ آپؑ کو محمدؐ ہی کے نام سے جانتے تھے۔ پہلی مرتبہ آپؑ ہی کے منہ سے یہ اکشات ہوا کہ آپؑ ہی احمدؐ تھے۔ کہ احمدؐ امامؑ کی حقیقت مجھے لی ہیں کوئی ضرورت نہیں ہے ؟ یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی کوئی دنیا میں آپؑ کے نام محمدؐ کا حضرت علیؓ نے بنی اسرائیل کو کیوں بتایا کہ اس کا نام احمدؐ ہے ؟ حالانکہ اللہؐ کے صدرؓ کا اس سے امور اضطراری کا دروازہ کھلے گا۔ کیا رسول اللہؐ کے احمدؐ کی حقیقت بخدا سے اُنکے لئے کچھ اور ہے جس کی طرف بھی اس توں کو متوجہ کرنا مقصود تھا ؟ احمدؐ درواصل آپؑ کا نام عالمؑ رواج میں تھا۔ اس جسمانی دنیا میں بھیجے جانے سے پہلے تمام انسانوں کی پیدائش سے پہلے حضرت آدمؑ کے بھی اس دنیا میں آنے سے پہلے ہم سب کا وجود تھا۔ وہ حالانکہ دنیا میں ہم سب کی رو سب سے پہلے پیدا کی گئی تھیں بعد میں جسم دے کر ہیں اس دنیا میں بھیجا گیا۔ قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کی رو میں اب تک بھی موجود ہیں۔ اسی رو میں کوئی دنیا بیرون ہے اسی رو میں کوئی دنیا نہیں ہے کا اقرار کرایا تھا۔

قرآن شریف اس کا ذکر رکھتے ہوئے کہتا ہے :

قرآن شریف : اور رلے تی بیوں کی یادِ الاراد و و وقت) جبکہ متحارے رب تے بنی آدم کی پشتتوں سے ان کی نسل کو نکالا تو خدا اور زخوان کو ان کے اوپر گراہ بنا تے ہوئے پوچھا تھا ”کیسیں تھا راب نہیں ہوں ؟“ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں ؟ راب سی جماں سے روز بہرہ زندگی دیتے ہیں۔ ری یہم نے اس نیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے باپ دا اے نہیں پر کوئی دیتے ہیں۔ پھر یہم نے اس بات سے بے غرض کئے یا بیر کہنے لگو کہ شرک کی ابتداء تو ہمارے روز بہرہ زندگی کے نام اور بعد کو ان کی نسل سے پیدا ہوئے۔ پھر کیا آپؑ ہمیں اس قصور میں پڑتے ہیں جو نہاد کار لوگوں نے کیا تھا ؟“ (الاعران : ۱۰۲، ۱۰۳)

اس آیت کا تشریع میں شیعی سُنی تمام فرقے نے کا اجماع ہے کہی عہدہ جسموں کے پیدا ہونے سے پہلے تمام عنی آدم کی دنیوں سے بیکاری تما مثلاً عالمؑ محفوظ ابن قیمؓ حضرت اللہؐ

کتاب الرزوح ”یہ، لکھتے ہیں :۔“

”..... خبر ہے کہ یہ مہدوں نے یا اگلی تھا کیوں کہ اس وقت بدنا کہاں تھے ۔“

(روحیں سے یہے۔ خوابوں کو صحیح ترجمہ کتاب الرزوح۔ مصنعت علامہ حافظ ابن قیمؓ و ترجمہ از مہلا کا راغب، حاذن، سوو، بکتبہ الفلاح، دیوبند، ۲۲۹)

”کنگ بتریلی بست کی تفسیر ہے تو فرماتے ہیں۔ سب روحیں نے اجسام پیدا کیے جانے سے پہلے الشرپرایمان لانے کا اور اس کی معروفت کا اقرار کیا تھا۔“ (رمت، بحوالہ بالا)

”اس کے علاوہ اسی کل بیں مزید اگایا ہے کہ :

”حق تعالیٰ نے فرمایا : وَلَقَدْ سَعَكَنَّكَ شَيْءَ حَمَّةَ نَفْكَهْ المُؤْمِنُوْهُ اعْلَمُ (۱۱)“ (رساولہ نے تم کو پیدا کیا یا محظی معاشری صورتیں بیانیں کہتے ہیں شمر پیر، ترتیب و تاخیر کے نئے استعمال کیا جاتا ہے معلوم ہوا کہ ختن سے خلن اور اس مراد ہے ؟“ (رمت، بحوالہ بالا)

”اس روحلانی دنیا میں جہاں ہم سب نے اُن تعلقات سے افراد کیا تھا اک آپ بارے رب نہیں دیاں بھی منصب رسالت تھا لیکن اس روحلانی دنیا میں موت ایک رسول تھا اور وہ تھے جناب احمدؐ مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہؐ کے نزدیک اور ملائکہ کے نزدیک رسول اللہؐ کا نام احمدؐ تھا۔ احمدؐ اور محمدؐ ایک ہی شخصیت کی دو جدا جد تحقیقیں ہیں۔ یہ تمام صوفیا کرام کا متفق عقیدہ ہے۔“ اور ”احمدؐ“ رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا نام ہے کہ آسمان دلوں میں وہ اس نام سے معروف ہے۔ اور اس ”اسم“ پر بارک کو ذاتِ احمدؐ علی شما کے ساتھ ہوتے تقرب ہے اور دوسرے اسم ”محمدؐ“ سے ایک منزل اللہؐ کے نزدیک زیادہ قریب ہے۔“

”حضرت جمود الدافت شافعیؓ، مکتوباتِ ربانی، اور، و ترجمہ، دفتر سوم، حصہ دوم کے ترتیب“ اس کا نام آسمان میں ملائکہ کے نزدیک احمدؐ مشہور ہے اور اہل زمین کے نزدیک محمدؐ ہے؛“

”رسیتِ مجددیۃ۔ اور ترجمہ موہبۃ الدینیۃ ۱۴۲۷ھ“ مطبوعہ انقلاب الممالک، حیدر آباد،“ اس دنیا میں حضور رسالت آبی کا نام احمدؐ کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے

۲۰۰۱ء-۱۹۷۶ء) میں — مہاتما گاندھی نے اس استعمال پر اپنے
مندرجہ بالا جاریوں منتروں کے ترجیح میں علیغیاں کی جائی ہیں یعنی
الحفظ استعمال ہوا ہے۔ سنسکرت میں 'و' کی جگہ اکثر 'ا' استعمال ہوتا ہے۔
میں۔ اہم بات میں تقییم کر کے ترجیح کیا جا رہا ہے۔ اہم کے معنی میں اور
ہیں اس طرح ترجیح کا کچھ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کی گزبر دوسرے دونوں منتروں
بدخوبیت میں بھی احمد نام کی حقیقت دیکھتے چلیں۔ بد خوبیت میر
ہے۔ گوتم بد صاف نہیں پہلے نہدا کو مناسب کر کے بتایا تھا، نہدا میں نہ تو
آخری مدحابوں، لئے

یہی پڑھا کے تعلق ڈاکٹر رادھا کرشن اینی تاب میں لکھتے ہیں:

"حیان میں سلسلہ مرحوم کا نام استادِ حکم طلباء ہے:

اور حملان میں اس کا نکفط امد (AMID) ہے جسے یعنی "امد"

یہ لفظ امتیاب ہمیت اور آبجا ڈلفظوں کا مکر ہے۔ امت (EMETH) احمد
لفظ کا بُراؤ ہوا لفظ ہے اور آبجا کے معنی فور کے ہیں۔ اس طرح امتیاب کے معنی ہوئے فوراً حمد
معنی بدھازم ہیں کبھی یہ حقیقت کھوئی ہوئی بے کہ پہلا پیغمبر فوراً حمد تھا۔
یہ تھے کچھی صفات۔ آئیے دیکھیں، حدیثین کیا کہتی ہیں۔

”حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ نبوت آپ کس وقت واجب ہوئی تو آپ نے فرمایا: اس وقت جبکہ آدمؑ روح اور بدن کے دریان تھے۔“ ترمذی کے کتابے کریم حديث حسن سے ۔

* عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ آئی نے فرمایا کہ میں اللہ کے خود کیک مزدور اس

↳ 'Gospels Of Buddha', by Carus. P-217

نه گو نماید. دهم اور دشنه نیز، تک ریکورسی آن فتحه مسدداً از ۷۰٪ و کلاً ادعا کردن

سے ترمذی بخارا مشکوٰۃ اب سید المرسلین۔ فصل شانی۔

وجو در قرآن بتاتا ہے کہ حضرت میسیح نے احمد کے آنے کی پیشین گوئی کی تھی۔ اپنے ہی آخری رسول تھے۔ یہ بات تو پھر کتابوں میں بتائی گئی دیگر معتقد نشانیوں سے ثابت ہوتی ہی ہے۔ لیکن یہاں دلائل سے طرف تو چونہ دلول کرنا مقصود تھا کہ تمام انسانوں کو یہ سمجھی بتایا گیا تھا کہ آخری رسول وہ ہو گا جو اسلامی دنیا کا پہلا رسول احمد تھا اور اس حیثیت سے تمام دنیا کے انسانوں کی روشن کاروں پر چکتا تھا۔ یہی حضرت میسیح نے بنی اسرائیل کو بتایا تھا کہ وہ رسول جو محترما اور میرا اب کا رسول اُسمان میں احمد کے نام سے تھا وہ دنیا میں ہمیرے بعد جسمانی طور پر آخری رسول بن گرائے والا ہے۔

تو ریت اور انجیل میں

حقیقتِ احمدیٰ ہر مقدس کتاب میں ہے | احمد نام کی حقیقت پر ہمارے مفسرین بہت تفصیل سے حوالے پیش کر چکے ہیں اس لیے انھیں نقل نہ کرتے ہوئے ہم بندوں کی ذمہ بھی کتب اور بدھ صحت میں احمدؑ کی حقیقت کے کچھ نمونے پیش کر رہے ہیں:

ماں ایسا کوکے علاوہ وہ دونوں میں بھی احمدؑ نام کا ذکر موجود ہے۔ آئے دیکھیں۔

وہ تمام علوم کا سرچشمہ احمد غنیم ترین شخصیت ہے۔ یہ درشن سورج کے ماتحت اذکر میں
کو در بھلائے والا ہے۔ اس سراجِ نبی کو جان لیئے کے بعد ہی ہوت کو جنتیا جا سکتا ہے۔ نجات
کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ ” (سحر و در: ۳۱-۳۲)

अहमिद्दि पितृष्परि मेधामृतस्य जग्रभ । अहं सुर्य इवजनि
द अहम्ने सब से पूले त्रयानि दी औ सूरज जमिया को बिगाया ॥ रिक दिव १०-९-८ (१०८९) (राख
रहे कर्त्तव्य मी رسول اللہ کو سر اچामनीया یا چکنا ہوا سورج کہا گیا ہے)

امید کے پرتویکرت آؤ جس سوانح سنجھے مانیں : ।
پر جان دھنے کے رکھنے پاری پاگان : سو مکھل : ॥
 احمد کوہہ ہیں جو لوٹے ہیں تو روشن طاقت وہ ہر اثابت ہوتے ہیں مخلوقات اور دولت
 کی حفاظت ہر پلسو سے کرتے ہیں اور بہترین سنبھات دینہ دہ نہ تباہت ہوتے ہیں اسی طرح انہوں دید

وقت بی تھا کہ آدم اپنے منی کے جدن میں پڑے تھے۔ لے (بینی اسرائیل نبی موسیٰ والی تھی) حکم تھے
من درجہ بالاحدیث کو صحیح الامان و بتایا۔

حضرت انصبی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ نبی نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ آپ کب تھے؟
آپ نے فرمایا: میں اس وقت خود بی تھا کہ آدم روح اور جسم کے دریان تھے: تھے
اس حدیث کو امام شخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو جعفر نے اپنے حلیہ میں روایت بیٹے اور مسلم
اسے صحیح کہا ہے۔ تھے

عقلی ثبوت | آپ کے روحوں کی دنیا میں رسول ہونے کا ایک عقلی ثابت نہایت واضح ہے
تمام مسفرین اسیات پر متفق ہے کہ حضرت آدمؑ کی نبوت جنت میں نہیں
تھی بلکہ دنیا میں بھیجے جانے سے حضرت آدمؑ کی نبوت کا آغاز ہوا تھا جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ
نے فرشتوں سے فرمایا:

ترجمہ: "میں زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔" تھے
یہ بھی ہمیں قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ناموں کا علم (الاسماۃ لکھنا) حضرت آدمؑ کو پیدا
کرنے کے بعد دیا گیا تھا۔

ترجمہ: "اور اس نے آدم کو نام سکھانے کیل کے کل۔ پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔
اب سیاہ غور کیا جائے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے حضرت آدمؑ کو یہ ناموں کا علم
براہ راست خود دیا تھا یا حضرت جبریلؑ یا کسی اور فرشتو کے ذریعے دیا تھا؟ دوں صورتوں
میں یہ دوں اور اگر حضرت آدمؑ پر وحی از راثابت ہوتا ہے تو وہ روحانی دنیا میں بھی بھی نہیں تھا
پورے حال اکر کر ایسا نہیں تھا۔"

بیہقی۔ احمد۔ حاکم۔ بخاری۔ سیرت محمدیہ اور ترجیح موابہب الدین ۱۳۲۲ھ ص

امام احمد۔ بخاری۔ سیرت محمدیہ۔ اور ترجیح موابہب الدین ۱۳۲۲ھ ص

سیرت محمدیہ۔ اور ترجیح موابہب الدین۔ ص

البقرہ - ۲۰ - البقرہ - ۲۱

روایتوں سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کل ناموں والا اسماء
نکھلنا کا علم یا تو مجھے دیا گیا تھا یا آدمؑ کو۔"

دیلمی نے الراضی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ "مجھے میری امت میں اور پرانی میں
دکھانی گئی اور مجھے الاسماء لکھنا کا علم دیا گیا جو آدمؑ کو دیا گیا تھا۔" تھے
یعنی فرشتے خوشیوں کی علم عطا کیا گیا تھا۔ ان میں سے حضرت آدمؑ نبی نہیں تھے۔ ظاہر ہے
کہ احمدؑ (رسول اللہؐ) کے ذریعہ علم حضرت آدمؑ کو دیا گیا ہوگا۔ یہ رسول احمدؑ کے آسمانی دنیا میں رسول
ہونے کی عقلی دلیل ہے۔

سانس رہنمائی کی محتاج ہے | زمین پر حیات انسانی کی نہاد مات کو ہزاروں
سال بست گئے۔ لاغرداد عظیموں پرستیوں
روشنی کے عیناً روں اور عیالت کی طاقت اور اقتدار کے ہمراجا ہے۔ اس کا خوب
گھڑی کی طرف جہاں ایک دھماکے سے ان سائے عجائبات کا سلسہ ختم ہو جائے گا اور ایک نئی
اور ابدی حیات کا آغاز ہوگا۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ہی انسان عقل بھی ارتقا کی مزدیں
لے کر رہی ہے اور اپنی ترقی کے نقطہ بیرونی پر پہنچ کر یہادی عقل بھی فنا ہو جانے والی ہے۔
اب سے چودہ ہو سال پہلے جب انسانی عقل بچپن کے دور سے تکل کر بلوغت کے درمیں داخل
ہوئی تو رُت کائنات نے خاتم النبیینؐ کو دنیا میں اس آخری کتاب کے ساتھ بھی جس میں وقت
کے آخری سرخے کم پیش آئے والے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ قرآن کریم حضرت محمدؐ کا سب
سے بڑا مجوہ ہے اور اس کے عجائبات بہت دنیا کے سامنے آتے رہیں گے۔ ارشاد یہی تھے
ہے:

ترجمہ: "هم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں (راسی) دنیا میں دکھائیں گے اور خود ان کی ذات
میں بھی" سیاہ کم کر ان پر کھل کر رہے گا کہیے (قرآن) حق ہے۔" تھے
انسانی عقل اللہ کے علم کا کبھی احادیث نہیں کر سکتی۔ یعنیوں نے اس علمی علم سے فائدہ ادا نہیں

سرور کائنات ہی کائنات کی ابتدائیں।

سنبے پلٹی مشیت کے وزارے نقشی روئے عین مدت بنا ہاں
چڑھائی نقش سے اونک کر رہا تھا بزم کون دو مکان کو سی یا سی
وَمِنْهُمْ مَنْ يَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فَيَرَهُ

احادیث سے صرف نہ تابی حلم نہیں ہوتا کہ رسول اللہؐ کی بہت حضرت امام کے بھائی میں
دین و خدا کے جانے سے پہلے تمی بکرا احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت احمد مجتبیؐ کی تحقیق تمام
کائنات: ملائکو زمین و آسمان و دیگر خوارق اور طرزِ الہی سے بھی پہلے ہوئی تھی اور پھر زر احمدؐ کی بکرا اللہ
عزم و جملے دیگر تمام خلوق کی پسی الاش کا دليل بنایا۔

ذیل میں ہم حضرت مجدد الدین تماں اسحاق احمد رنہدی کے مکتبات بیانی سے چند احادیث
نقل کر رہے ہیں :

مشہور حدیث قدسی یہ یا ہے: میں اکیلِ فتنی خزانہ تھا۔ میں نے محجب رکھا کہ میں پہچانا جاؤں۔ بپر میدنے مخلوق کو پیدا کیا تا کہ میں پہچانا جاؤں۔

سب سے پہلے جو چیز اس فتنی خزانے سے نہیں کئی طور پر جلوہ گر ہوئی وہ محبت تھی جو کہ مخلوقات کی پیدائش کا سبب ہوئی۔

اس حدیث کو امام غزالیؒ اور حضرت مجی الدین ابن عربی نے بھی بیان کیا ہے۔
حدیث تقدیسی میں حبیب اللہ کی شان میں آیا ہے۔

۶ اگر قوہ موتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی روپیت کا انہباد کرتا۔ ۷ تھے

لئے کرتیات بابی، ادو ترجیح۔ وفتر سم حصر دوم ص ۱۹ مکتوب پ ۲۳۱ مطبوعہ درود پرچش پکنی بند مغلکاری
کے ص ۱۹، قرآن اور تصویف، داکٹر طہریل الدین۔ مدد شیر فخر خاص علیہ نبی مطہر درود المصنفین میں
کے کرتیات، ۲۰ وفتر سم حصر دوم اور اسی مکتوب کے حاشیہ میں لدجہ ہے کہ — وہی نے منذر فردوس میں اپنی
اسی خصوصیت سے طعن جعلیں لیکہ حدیث روایت کی ہے۔ اسی طرح موہب میں ہے۔ بیز ملک نے کمی اپنی تحریک میں
امیں ہمتوں کی حدیث روایت کی ہے۔ مادر سکانی شفیع القائم میں اسے برقرار کر کہ مادر بلطفی خدا چانے قاتلہ کا جیسا قدر
رکھا۔ لہذا اس حدیث کی صحت میں کوئی مشکل نہیں ہے۔

کی کو ششش کی۔ ان کی ایک شال نوبل انعام یا فرستائنس داں ڈاکٹر عبد السلام میں جھوٹوں نے قرآن سے استفادہ کرنے کے بعد سائنس کو یہ تصوری ازنظر ہے ہدی کائنات میں مختلف طاقتیوں (FORCES) نہیں بلکہ ایک ہی نیا وی طاقت (FORCE) کا فرطہ ہے جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ اس کے برعلافت وہ ہیں جو آج تک اس کمی کو سمجھانے میں لگے ہوئے ہیں۔ کمزین پر انسان کیسے وجود میں آیا۔ ڈارون کا نظریہ (تھیوری) کر انسان بندر کی ترقی یافتہ شکل ہے، آج تک ایک نظریہ ہے جسے سائنس غیر ثابت شدہ نظریہ کا نام ہے۔ انسان مقل نے اپنی تمام قوتی صرف کر دیں یعنی وہ ڈاکٹر ڈارون کی تھیوری کو آج تک ثابت کر سکی اور نہ آئندہ کر سکے گی۔ انسانی عقل جس مقام پر ہے کہ لاحقہ بوجاتی ہے وہاں تو اسے علم و خیر کی آواز سننے کی کوشش کرنا ای چاہئے جو کبہ رہائے۔

ترجمہ: تو کیا یہ لوگ قرآن میں غرض نہیں کرتے یا اون پر قفل لوگ رہے ہیں؟^{۱۷}
 جب انسان کی ابتداء کو ہی سامنہ دیافت نہیں کر سکی تو کافی نات کی تخلیق کا علم
 اسے کیوں نکر پہنچتا ہے۔ اس میدان میں بھی وہ اندھیرے میں ہی با تصریح اور رہے ہیں۔ دنیا کے سب
 سے میavarی انگریزی ماننا ہے ”دی ریڈیس ڈا بجٹ“ کے آگرے، اور کے ایک صفحون کا اقتداء
 ملاحظہ ہے۔

”موجودہ بڑیں میں بارے سامنے اتوں کے سامنے روٹکے کھڑے کر دینے والے جاناتے کا ایک سلسلہ چلا آ رہا ہے جس نے کائنات کے بارے میں بارے چند مکمل ترین اور کلیدی تفہیمات کو چیخ کر دیا ہے اور تخلیق کائنات کا ایک تحریر خرز ناظر یہ سامنے آ رہا ہے۔“

نظریات بنیت اور بخوبیتی ہی تیریگے۔ بلاش کی سمت ہی ملطبے۔ جب تک صحیح سمت میں جتو نہیں کریں گے حقیقت کے ثبوت کیسے مہیا ہوں گے؟ حدیث و قرآن میں تعلیمیں کائنات کے علم کی مکمل رہنمائی موجود ہے اور پھرے ضحاائف میں بھی تھی۔ فی الحال ہم تعلیمیں کائنات کی ابتداء کا ذکر کر رہے ہیں۔ کیوں کہ اس کا تعلق ہمارے پھرے صفات اور حقیقتِ احمدی سے ہے۔

له محمد: ۲۴ لئه یوورس آن وی یوورس ایزو ولفرت ^{۱۹۷۰} جوال ریورس زاچست
الست ^{۱۹۷۴}

نبی کریمؐ نے فرمایا :

”سب سے پہلے الشدتے میرا فور پیدا کیا۔“ ۱۶

مندرجہ بالاتمام احادیث سے مسلم ہر اک تمام خلوقات میں سب سے پہلی تخلیق فواحدہ ہی کی تھی یہی بدحالت اور بندوقت میں بھی ثابت ہو چکا ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ بندہ ذہب میں تخلیق اول کا موضوع تھا ابھی ہے یہ مندرجہ ذیل مشاہد میں دیکھیں۔

..... تخلیق اول کا موضوع ان باتوں کو جو عجس جان لیتا ہے وہ بھی غرداں مشہور دل کی دولت سے مالا مال صدقہ جاریہ کا اہل اور برہا عالم بن جاتا ہے اور اسے شہادت حق کا حصول ہوتا ہے ۱۷۔

تخلیق اول کی بندہ ذہبی کتب میں کتنی اہمیت ہے یہ جان کر مشہور بندہ محقق ڈاکٹر جن لال گومت حیرت کا انتہا کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

..... تخلیق اول کا ذکر پرانا یا گیا مندرجہ بناۓ زان کی پوجا عام ہوئی۔ یہ توبہ ہے۔ تخلیق اول کو تو سب سے نیاں طور پر دیوتا کے روپ میں اعزاز دینا چاہئے تھا۔ یہ سیاہ ہم نے چند تالیں ہی پیش کی ہیں۔ آسمانی رسول اول یا فراہمدی یا تخلیق اول پر بندہ قوم نے کتنی دیوالائیں کھڑی کی ہیں اور ان دیوالوں کی اصل حقیقت کیا ہے؟ یہ بے حد لچک پر اور کار آمد تکین ایک طویل موضوع ہے جس کا ذکر ہم آئندہ کریں گے ان شاء اللہ

۱۶ مکتب ۹۴ فخر سوم حصہ دم۔ اور اسی مکتب کے حاشیہ میں درج ہے کہ —

اس حدیث کو علامہ روزقالی نے شرح الماویہ میں ذکر کیا ہے اور محضرۃ الاوائل ہی ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور شیخ حنفی الدین ابن عربی نے فتوحات میں بھی اسے ذکر کیا اور محدث عبد الرزاق نے برداشت جائز اسی معنون کی ایک حدیث روایت کی ہے۔

۱۷ اٹکوک ۲۷۔ ہری ونش پران۔ سماگ ۵۸۹ پنڈت شری رام شرما آچاری

کے دشنور ہستیہ۔ ڈاکٹر جن لال گومت ۲۶۶

قرآن سے بھی ثابت ہے اسی اہم حقیقت قرآن میں موجود ہے اس جلای کیسے نہ کن ہے۔ آئیے دیکھیں۔

”قُلْ إِنَّكَ لِلَّهِ حَمْدٌ هُوَ الْأَنْعَمُ دُلْ هُوَ الْأَنْعَمُ دُلْ هُوَ الْأَنْعَمُ“ (آل عمران: ۱۰۷) توجہ۔ آپ کہہ دیجئے لاگر رحمان کے اولاد ہر تو سب سے اول عبادت کرنے والا تو میں ہوں؟ مندرجہ بالا آیت کا لکھ مفسر نے مطلب یہ بتایا ہے کہ بالفرض مجال اگر رحمان کی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے میں رسول اللہؐ، اس کی عبادت کرتا۔ لیکن چونکہ اس کے پر اولاد ہونا محال ہے اس لیے میرا اس کی (اولاد کی) عبادت کرنا بھی محال ہے۔

آیت کی تفسیر بھی صحیح ہے۔ — لیکن ان معنوں میں یہ اشکال ہی ہے کہ اللہ کی اولاد کا ہونا محال کیا ہے یہی ہیں۔ رسول کی طرف سے یہ فرض کرنا بھی کہ اگر اولاد ہوتی تو وہ اس کی عبادت کرتے اذہن اس سے بہتر کرنی تا اولی ڈھونڈتا ہے۔ مندرجہ بالا آیت میں عربی لفظ ان کے معنی اگر اور مہنیں دو فوں ہوتے ہیں۔ شاید اسکی لیے دام بخاریؓ نے کتاب التفسیر میں اس آیت کے مندرجہ ذیل معنی نقل کیے ہیں۔

دکھنے دیجئے کہ رحمان کے اولاد نہیں۔ سو میں تو اولاد ملتے ہے پسلانا راض ہونے والا ہو۔ امام بخاریؓ نے عابدین کا ترجیح عبادت کرنے والے کے بجائے ناراض ہونے والے کیا ہے۔

عری شاعری ہی پونکر رفقط ان معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے لیکن اتنے دور کی تاویل کرنے پر مفسر نے ان پر سیہت اعتراض کیے ہیں۔ چنانچہ ملادر شوکالؓ نے تفسیر فتح القریب میں اس پر اشکال خاکر کیا ہے۔

غور فرمائیں کہ اگر یہ اصول صحیح ہے کہ احادیث قرآن شریف کی تفسیر کرتی ہیں تو اپر بیان کردہ احادیث کی روشنی میں اس آیت کا مطلب کتنا واضح ہو جاتا ہے جس سے مندرجہ بالا دو فوں قسم کے اشکال نہیں رہتے اور احادیثِ نویں کی تائید بھی ہوتی ہے یعنی۔ آپ کہہ دیجئے

کو رحمن کی نادا نہیں ہے اور میں اول العابدین "یعنی سب سے پہلا عابد ہوں" اس کائنات کی ہر طبق فرشتے، زمین، آسمان، مسند، پیالا، پیر، پوپے سب اللہ کی عبادت کر رہے ہیں اور اس کے عابد ہیں سب سے پہلا عابد وہی مہتی ہو سکتی ہے جو ان سب عابدین سے پہلے پیدا ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ یہ اعلان فرما دیں کہ رحمان کی کوئی اولاد نہیں ہے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت میں رسول (خود ہوں) کیونکہ میں تخلیق اول ہوں۔ اولاد ہوتے کا دعویٰ کرتا تو میں کرتا۔ جب میں خود یہ کہہ رہا ہوں کہ میں اللہ کا بنہ ہو اور رسول ہوں تو پھر رحمان کی اولاد کوئی اور کیسے ہو سکتی ہے؟

کے ملاوہ سورہ نار کی آیت ۶ میں ارشاد ہے:-
زوج: "لے لوگو اپنے پروردگار سے تقویٰ اختیار کرو جس نے تم سب کو ایک ہی نفس سے
یہ اور اسی سے آس کا زوج رجوتا پیدا کیا۔"

ہنساؤں کی پیدائش کا ذریعہ ایک نفس کو بتایا گیا ہے نفس کے معنی
"حیل" کے ہوتے ہیں اور اس سے جسم اور روح دونوں مراد ہوتے ہیں۔ جب جان سے مراد
ہجھے تو اس آیت میں حضرت اوم "دوخا" سے تمام انساؤں کی پیدائش کا مطلب مجھے میں
آتا ہے اور جب نفس سے مراد روح ہو تو روح اول یعنی ذرا حمد سے تمام ادا و احی کا پیدا ہونا
ثابت ہوگا۔ دوسری یہ کہ روح کا جوڑا جسم ہے۔ پہلے تمام روح کو ایک روح سے پیدا کیا پھر
آن کے جوڑے یعنی جسم بنائے۔)

کلامِ الہی سے جب ہم معلوم کرتے ہیں کہ انسانی جسم کس چیز سے بنایا گیا تو مختلف الفاظ
جو ہمیں ملتے ہیں وہ یہ ہیں:-

طین (کچھ)، تراب (رخاک)، علق (خون کی چیزی)، حماد، سون، رستا، براکارا، اور نطفہ -
صلصال، رکشنا، تیہوئی اور سڑوی یونیٹی، حماد، سون، رستا، براکارا اور نطفہ -

یعنی کل ماکر جب ہم دیکھتے ہیں تو انسانی جسم ناپاکیوں کا مجموعہ ہے۔ یہ ناپاکیاں اور
میرب انسان کے خیر میں موجود ہیں۔ انسان جسم کے قالب میں آنے کے بعد جنت میں

بھی شیطان مردوں سے دھوکہ کھا گیا۔ اب دیکھیے فرمان باری تعالیٰ ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنی
فطرت پر پیدا کیا۔

*..... اللہ کی اس نظرت کا ابتداء کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا؟ لہ
یہ روح اول ہے جسے اللہ نے اپنی صفات سے موصوف کیا اور قرآن میں اسے رُّوت
رَّحْمَةً کہا۔ اس پاک ترین روح سے تمام انساؤں کی رو جس پیدا ہوئیں جب کبھی میں روح
پھوٹنی گئی تو انسان افضل ترین صفات اور ارزل ترین ناپاکیوں کا مجموعہ ہو گیا۔
قرآن کریم کی آیات میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے:

ترجمہ: "ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو پیشوں سے کم پت
پروٹیاڑ کے

یعنی روح پہلے پیدا ہوئی جو اللہ کی فطرت پر ہے اور پھر اس روح کا تعلق جسم سے
ہوا جانا پاک تھا۔ اب انسان دونوں طرح کی صفات کا مجموعہ ہے۔

ظاہر ہے بہترین ساخت پر وہی بہر حب پیدا کی گئی جسے رُوفٌ رَّحِیم کہا گیا۔ مندرجہ
بالا آیات بھی رحمۃ اللعالمین کی سب سے اول پیدائش کا ثبوت ہیں۔ اور یہ تو رب العالمین
نے سرورِ کوئین کو رحمۃ اللعالمین تمام جانوں کے لیے رحمت (کے انفاظ استعمال فرما کر ہی
بتاویا تھا۔ ظاہر ہے رسول اُنہوں کا تعلق اگر صرف اس دنیا وی حیات میں انساؤں سے ہی
ہوتا تو آپ تمام کائنات کے لیے وجر نہت کیسے ہوتے۔

کلامِ ربیں میں جگ جگ حضرت محمدؐ کو "مُؤْلُّ مِنْ أَنفُسِكُمْ" بتایا گیا ہے جب نفس
سے مراد روح یا جانے کا خواہ اس کا مطلب ہو گا۔ تم سب کی روحون کا رسول "ذکر حرف عربی
کا رسول۔ اس سے آپ کی آفاقت ثابت ہوتی ہے۔

مزید برل سورة احزاب کی آیت ۲ میں بھی دیکھیں۔
"اور (وہ وقت کبھی قابل ذکر ہے) جب ہم نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا اور آپ

اگنی۔ ویدوں میں ایک معمہ

رُگ و بیداری سے باہمی کی مدد و شناستے شروع ہوتا ہے اُنہیں ملیتے
و سماجی عادات میں اور تعریفیں اکن کے بیٹے ہیں اُنہوں نے سب کے دلوں پر فرقہ اور سماجی و
سائنسی و حرمی عالم اس بات پر پستھو ہیں کرنٹھا اکنی (انہیں) (۳) دراصل اگر کنی (انہیں) (۴) ہے۔
جس کا طالب ہے سب سے اول۔ سب سے آگے یا جس تے آگے کوئی زیر مندرجہ بالامذکور جب
سمی کوئی مسلمان و بھیجا تو سبی کہے گا کہ اکنی ویدوں میں خدا ہے۔ واحد کا نام ہے۔ اب اگر آپ ویدوں
کا آگے مطابع کریں تو اکنی کی متفقیت الحجوج ہے کہ کہیں اکنی انسان معلوم ہوتا ہے کہیں خدا۔ مثلًا:
”ہم اکنی کو دوت ریغز، پنچت ہرگز اُنہیں دھرت و یعنی میں ہے“

۴۰ اگن کو دوت ریپیر پختے ہیں
اگن کو دوت ریپیر پختے ہیں
اوہ انسان رہے جو عادت گزاروں
سے خوش نہ تاہے۔ ۳۶

حقیقتِ احمدی سے واقع حضرات کوہاں کوئی پریشان نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے
تلخیق اول کو اپنے صفاتی نام دیتے تھے۔ دوف اور درجیم اللہ کے اپنے نام ہیں۔ قرآن میں روزت
ایو، زیم اپنے اس محبوب بندے کا نام بھی بتایا جسے اس نے روحوں کی دنیا میں سب سے اول
تکلیفیں کیا تھا۔ ۳۷

اہلہ کرک وید ۱۰۱-۱۰۲، اہلہ رک وید ۱۰۳-۱۰۴ کے سوراۃ تھے۔

بے دشمنی) اور ذرا تاحد ابراہیم ادھر سے مارا و مسلیٰ این مریم سے رجی (اور ہم نے ان سے بچہ عبد ریا : اسکی تیار کریں اگر آپ غور فرمائیں تو تمیوں سے عہد یعنی کی ترتیب میں آپ رحافت احمد (پیغمبر) کلام تمام درسرے انجیار سے پہلے بیا گیا ہے۔

یہ ہے رسول یا کرمؐ کے تعلیق اول ہونے کا واضح قرآنی بیان اور یہ ہے لورا جمیٰ کی حقیقت چونہم تکلیف اول ہونے کی حیثیت سے اور روحیں کی دنیا میں تمام روحیں کا رسول اول ہونے کی حیثیت سے آپ کا ذکر و تحریر تمام صفات میں موجود تخلیاً و راجح بھی ہے ہاں یہے قرآن نے پھیل اسیوں پر یہ واضح کر دیا کہ یہ رسول کسی غیر قوم کا نہیں بلکہ وہی رسول ہے جو تم سب کا واحد رسول تھا۔ عالم بالا میں !۔ ملا اعلیٰ میں !!



ہمارے ہمیں سے موسم تعلیقی اول کارازگم کر کے اوتاروں کا تصور رایا کہ خدا خود انسان کے قاب میں زمین پر آتا ہے۔ اسی حقیقت کے سبھ میں نہ آئنے پر فدلا کا بیٹا بننا۔ اور یہودیوں نے اسے حضرت موسیٰ اور عیسائیوں نے حضرت عیاضی پر فست کیا اور اسی حقیقت میں ملوہ ہونے سے حضور مسیح گوئی کو بندگی سے اونچے مقام پر اٹھانے کی کوشش کی گئی۔

اگنی، یعنی اول ہونا، اللہک صفت ہے اور تخلیق اول ہونے کی جیشیت سے یہ بہار اول کی صفت بھی قرار پائی۔ اس راز کے الجھنے کا حال اللہ سے مخفی ہے تھا اور اس نے جو جگہ خود دیدیں میں وہ گنی کاواز تلاش کرنے پر شدت سے زور دیا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ اس راز کر میڈا کی جان مانپن لیعنی طائفین فی العلم تلاش کریں گے۔ لہ دید، ہی نے یہ پیشین گوئی کی کہ یعنی تحقیق دریسرج سے اگنی کا راز کھلے گا۔ اسی پر تصاری فلاح کا دار و مدار ہے اور اس ناز کے کھلنے کے بعد تم دام عالم بنو گے۔ تھے یہ سبی اشارہ فرمایا کہ آنکھ مارٹ گا، یعنی ریگستانی است کے لوگ (مسلمان)، اس راز کی تحقیق کریں گے۔ تھے اور یہ بھی پیشین گوئی فرمادی کہ سب سے بعد والی مشعل (قرآن) کو سب سے پہلی مشعل (وید)، کے اوپر کھانا پڑھے گا (یعنی قرآن کی روشنی میں جب وید کا مطالعہ کیا جائے گا) تھی اگنی کا راز کھلے گا۔ تھے

حضرت احمدی بہت تفصیل سے ہر حدیث کتاب میں بیان ہونے کا مقصد یہ تھا کہ جب توں اپنی طرف پیچے گئے رسولوں کو اپنے یہی مخصوص کریں گی اور درمرے رسولوں کا اسکا کریں گی اس وقت دنیا کو اس دعوت پر آنکھا کیا جائے کہ آخری رسول جس کا یہ انکار کریے ہیں اس کو سب نہ ہی تو میں بعد برہان نے والی رسول کی جیشیت سے نہیں بلکہ سب سے پہلے رسول (احمد)، کی جیشیت سے جانتی تھیں۔ ضرورت اسکی بات کی تھی کہ الجھنی ہوئی حقیقت احمدی کو ان کی تقدیس کتابوں میں قرآن کی روشنی میں صاف کر کے تمام دنیا کا لیکن رسول کی حقیقت پر آنکھا کیا جائے۔

باب ۵

سماں اور ہندو دھرم ناموں کی یکسانیت

پچھے صفات میں ہم نے مجہوجہ کیا ہے کہ دیدک (وہ) دیگر متفقین کیا کہتے ہیں۔ میں آسمانی کلام موجود ہونے کے مزید ثبوت ہم پیش کریں گے لیکن اس سے پہلے چند وہ ایسے برقی کر رہے ہیں جس سے یہ واضح ہو سکے کہ ہمارے پیش رہے متفقین ہندو قوم اور ہندو نبی کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے۔ اس سے انکے زمینی ہندو نبی میں توحید بھی ہے لیکن یہ مذہب اتنا پڑنا ہو چکا ہے زمانے کے تغیرات سے اس میں توحید خالص باقی نہیں رہی۔ اسے البریقی بھی جو ہندوؤں کے مذاہب کا سب سے بڑا واقعہ کا رہے ہندو خواص کو موحد اور عوام کو مشترک انتظامیہ کے ساتھ عبادت سے پاک ہے؛ اسلام اکابر میں مرتضیٰ علیہ السلام جاہ ہندوؤں کی بت پرستی کی تاویل کو قبول کرتے تھے اور ان کو اصلًا موحد مانتے تھے۔

آخریں ہم شاہ عبدالعزیز کی ایک تحریر پر کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت ۶۱ اس آیت کا مکملہ بیٹھتا نہیں تھا کہ منشاء یہ ہے کہ بر قوم ہی فدا سے ذرا نئے والے گزے ہیں..... بالجملہ ہندوؤں کے اؤما مدنہ ہر حق تھے۔ لیکن بندو عوام اپنے تصور فہم کے شور ساز معاوقت بددہ مدت "اسلام" میں خدا بعل نبی کی حیثیت۔

مولانا شاہ سعین الدین احمد داری

پہاڑی ظاہر اور مغلہ سی فرق نہ کر سکے اور سب کو معبود بن کر گرا ہی میں مبتلا ہو گئے۔ یہی حال صداؤں کے بہت سے ازیز بنائے والوں، قروں کے مجاہروں، جلالیوں اور مداریوں کا ہے۔ ۷۔

ہندو مرت کا اسلامی نام | اب آئیے سب سے پہلے ہندو نبی کے نام پر غور کریں۔ اس دیدک دھرم کا نام ہندو مرت نہیں ہے بلکہ اس کا اصل نام ناقن دھرم (نَاقَنْ دِرَمْ) اور شاشوت دھرم (شَاشُوتْ دِرَمْ) ۴ سناتن کے مبنی ہیں۔ سارے بیدعاء پڑائی ہو اس قدر ہے اور شاشوت کا مطلب ہے انسان سے زین ہک سیدھا چلا آیا ہے۔ سناتن دھرم اور شاشوت دھرم دین قوم اور دین تقریباً کم منی الفاظ ہیں۔ بیانیں اس کے لیے "سودھرم" (سودھرم) اور "سوبھاریت کرم" (سوبھاریت کرم) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس کے معنی ہیں افطرت ہاں سکھایا ہوا ذکر میں بہ پا کسلکایا ہوا۔ قرآن اسلام کو اللہ عن اللہ۔

دین قیمة اور دین فطرت بتاتا ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ بر قوم تھے پہلے قوم کو دین اسلام پیش کیا تھا۔ حضرت اکرمؐ و حضرت اُنّجی بھائیوں اسلام ہی کو قائم کرنے آئے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تخلیقات غصہ ہو گئیں۔ دنیا کے دوسرے مذاہب کو اپنے الی تو موں نے اپنے اپنے مذاہب کے خلف نہ ہو گئی ہے لیکن اس سب سے پرانی قوم نے یہ اسلام کو صفاہی ناموں کی شکل میں اصل نام کو باقی رکھا ہے۔

اللہ نام سب مذاہب میں ہے | ناموں کے فرق اور توحید بھاؤ سے

لیکن اللہ نام کی یکسانیت ہر نبی میں باقی ہے۔ خدا کے واحد کو مختلف قوموں اور مذاہب میں اللہ۔ بھگوان۔ ایشور۔ خدا۔ بھاٹ وغیرہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس پر کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ ایک خدا کو کتنی بھی نام سے پکارا جا سکتا ہے۔ زبانوں کے اختلاف میں کوئی تباہت نہیں ہے۔ ترکیبیں بتاتا ہے کہ اللہ کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں لیکن اس کے بہت سے

خوبصورت صفاتی نام میں لیکن اسم ذات اللہ ہی ہے۔ اللہ کے نام کا یہ لفظ جو آل + الہ ہے
ہمیں محوالی صورتی تبدیلیوں کے ساتھ آج سمجھی قریب بہرہز ہے میں ملتا ہے۔
حضرت مولانا ارشاد شیخ علم فیضیم (مولانا عبدی اللہ بن حمایہ) کی تحقیق یہ ہے کہ بت
کام کرنی ہی شہر لارسہ دراصل لاہ سر ہے۔ یعنی بیت اللہ۔ یہ شہر آرین اتوام کی خدہی تبدیل
کا قدیمی مرکز ہے۔ فرماتے ہیں بہمن جب یہ خیال مولانا محمدیہ (مینی روز فراہی) سے ظاہر کیا تو فرمائے گئے
کہ خدا تعالیٰ کے نام کا یہ مادہ دنیا نے مذاہب کا قدم ترین نفظ معلوم ہتنا ہے جو تمام مذاہب
میں معمولی اختلاف سے منسلک ہے۔ ۱۷

چنانچہ ہیل۔ ایلیا۔ الہ۔ الہ۔ لاہ۔ لاہوت وغیرہ سب ایک ہی مادہ
کے الفاظ میں جو معبود کے معنی میں مختلف مذاہب میں ہمیں ملتے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد
رحمہم نے بھی اس کا تائید کیا ہے۔

”ان تمام قوموں میں ایک ان دیکھنے خدا کیستی کا اعتقاد موجود تھا اور وہ اہل۔ الہ۔“
یا اللہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہی ”الہ“ ہے جس نے کہیں ایل کی صورت اختیار کی کہیں
”الہ“ کی اور کہیں ”الاھیا“ کی۔ ۱۸

پندرہت نند لال پنچتیہ کتاب ”گیتا اور قرآن“ میں لکھتے ہیں:
”قرآن سب سے بڑی جستی کو اللہ کے نام سے مورہ بر کرتا ہے۔ رُک وید میں ایشور کے یہ جواہ
استعمال ہوئے ہیں ان میں سے ایک ”الاہ“ ہے جس کا بیان مادہ اہل یا ایل ہے اور جس کے معنی میں
حمد و شناکرنا۔ پر پتش کرنا۔ تقریباً چھ ماہ سال پہلے سعیر یا کی زبان میں ایل کا نفظ خدا کے
یہ تھا۔

سرین شہر بالبون کا نفظ حقیقتاً باب ایل تھا۔ یعنی خدا کا دروازہ میں وہ نفظ تھا
جس کے ذریعہ اس کی کسی نہیں شکل میں عربی، سیلانی اور کھلائی زبانوں میں خدا کی مستعارہ ہوتی

نہ مولانا فراہم طوی، در حاشیہ الفرقان رشاد ولی اللہ فہرست: ص ۲۳
تہ ترجمان القرآن۔ جلد اول۔ ص ۲۴۶۔ جعلی بوہر ساہیہ اکاڈمی۔ دہلی

تھی۔ عام شکل ایسا۔ الہ تھی۔ یہ بالکل کھلی ہر بُنی بات ہے کہ رُک وید کے دور سے در حاضر تک
اللہ کا نفظ کسی نہ کسی شکل میں خدا کے لیے استعمال ہوتا آیا ہے۔ ۱۹
آئیہ ساجی عربی داں، سنسکرت کے عالم شری عجھا پر شادا پاہد صیائے نقطہ از میں:
”ہم نہیں جانتے کہ حضرت اوثم بن کوہ اسلام سب سے پہلا انسان تسلیم کرتے ہیں۔ کس
زبان کو بنتے تھے اور خدا کے لیے کس نفظ کو استعمال کرتے تھے۔ ہر ایک قابل پر پتش شے کو الاکھتے ہیں
اور حرف اہل، حکاکر اللہ ایک واحد ذات کے لیے مخصوص ہو گیا ہے۔ رُک وید میں جو لاکھوں سال
پہلی کتاب ال جاتی ہے خدا کے لیے ایل کا نفظ استعمال ہوتا ہے۔ ایل کے سوی معنی ہیں قابل پر پتش
ہوتی۔ وید میں یہ نفظ اللہ کی ذات کے لیے مخصوص طور پر استعمال ہوا ہے۔ وید فہرست (۱۹۰۱) کے
صاف معنی یہ ہیں۔ اللہ تو نے اور پرانے چھوٹے اور بڑے سمجھی و گول کے لیے قابل پر پتش
ہے، تجویہ علم والے ہی مجھ سکتے ہیں۔“ ۲۰

رحمان اور حرمیم بھی صفت الرحمن رال + رحمان یعنی وہ مخصوص رحمان)

کو دیکھیں۔ بہمن اذم نے عیاسیوں کی شلبیت کی طرح اللہ کی ذات کو مین مکروہوں میں تقیم کر
دیا۔ بہمن اپنے اکر نے والا خدا، دشنور پانے والا خدا، اور شیور مارتے والا خدا، حالانکہ
ویدوں میں یہ واضح تعلیمات میں اکر ایک ہی خدا پیدا کرتا، پاتا اور موت دیتا ہے۔ ان یعنوں
کا جب نام یا جاتا ہے تو سب سے پہلے بہمن ای کا نام یا جاتا ہے۔ اس نفظ بہمن یا بہمن
پر غور کریں۔ سنسکرت زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ نفظ کے آخر میں اکثر ایک نقطہ (۔) اور پر
کی طرف لگاتا جاتا ہے جو اور ن کی آواز دیتا ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے انگریزی ہی
اکثر انواع کے آخر میں A گلادیتے ہیں اور اشوك کا اشوكا، رام کو راما بولتے ہیں۔ سنسکرت

تہ مصائر الحلال مصادر مفسر ۱۳-۱۵

میں بہرا کے آگے نقطہ رہا، یا ان نکالنے سے برہمان کی آواز نہیں ہے۔ اس لفظ کو جب سنسکرت میں لکھا جائے گا تو یہ "برہمان" یا "دُر رحمان" کے مترادفات لفظ ہو گا۔ حرم کی صفت کے اظہار کی شروعات پیدا کرنے ہی سے ہوتی ہے اس لیے پیدا کرنے والے خدا کو بندوں مذہب ہیں برہمان (الرحمان) اور برہامیم (الرحم) پکارا جاتا ہے۔ نیز جیسے رحمان اسلام میں خدا کا ذاتی نہیں صفاتی اسکم اعلیٰ ہے بندوں میں بھی برہمان، سکن یعنی صفاتی نام ہے!!

یہاں یہ سمجھیا و کرتے چلیں کہ اہل عرب پیغمبر اکرم سے پہلے رحمان نام سے بہت پڑتے تھے اور اسے دوسرے مذاہب کا نہما بھتھتے تھے۔ دوسرے مذاہب میں سے بندوں مذہب میں تو یہ لفظ خدا کے لیے استعمال ہوتا ہی تھا۔ عیسایوں کے یہاں بھی خدا کے لیے رحمان کا لفظ موجود تھا۔ اس کا ثبوت میں میں عیسایوں کے قبور پر لکھے ہوئے الفاظ ہیں۔ رحمان، سچ اور روح القدس کی قدرت و فضل و رحمت سے اس یادگاری پتھر پر اپنے ہرنے کتبہ لکھا جو کہ بادشاہ بیش..... کائنات کی حکومت ہے۔ اس طرح ہم نے دیکھا کہ دین کا نام ان دونوں مذاہب میں ایک ہی ہے اور دین پر عمل کرنے کا جس سنتی نے حکم دیا اس کا نام بھی اصلًا دونوں کے یہاں ایک ہی ہے۔ زبان لمحے اور سب سے بڑھ کر فہم اور سمجھ کا فرق ہو گیا ہے۔ اب آئیے دیکھیں کہ اللہ کے اس کلام میں ہزاروں سال کی دھول اور بھول کے باوجود بیادی تعلیمات آج یہی کس طرح وجود ہی ہے جو بندوں قوم کے دیدوں سے مکمل کٹ جانے کی وجہ سے ان کی نظر وہی اور محبت ہیں۔

اپ کب ریخ کو اپنے ہاتھ میں لے کر جسم سے بچ پڑا اس کے
یہ سب بچھی نام ہی۔
(عیسیٰ رسول) ۲۳

لہ سیرت انبیا مصلحت طبلہ مسلم رحمۃ الرؤوف، علام رشیعہ ندوی میں سے ملیاں نہیں
کہ اس کام کو کس طبقہ میں دست دار کیا گی۔

بَابٌ

ویدک دھرم میں توحید

بندوں مذہب کا عقیدہ توحید

پہلے چند مشہور بندوں مصنفوں کے اس سلسلے میں کچھ خواص دیکھ لیجئے :

"بیشوں نے مورقی پوجا کا طریقہ راجح کیا تاکہ وہ اس مرتبی کو ذیبوں ناکر اس لامی رو دستی کو جانشناک میں اپنے ساختے دیکھ لیکیں۔"

صرف ایک سب سے ملتی خدا کو اپنا ملک انتہے ہوئے خود غرضی اور حکم دادھوڑ کر خلوص اور جذبہ اور سچے پیار کے ساتھ لگاتا تھکر کر رہا ہی ایسی عبادت ہے جو بندوں کی سے پاک ہے۔ مثلاً "ذرا سوچو تو محبت کرنے والی یوں کا ایک ہی شوہر تھا ہے اس یہے جو پرستار ایمان رکھتا ہے اس کا ایک ہی خدا ہے۔ دوسرے خداوں کا ساتھ ہرگز نہ ڈھونڈو، دوسرے خداوں کا نام نیبا بدکاری ہے۔" مثلاً

اب بل لاحظ فرمائیں بندوں مذہب کیت کے سینکڑوں ثنوں میں سے چند جو لوگ جن کی بنیاد پر ہم یقین کے ساختہ کہ سکتے ہیں کہ اصل بندوں مذہب ایک خدا کا تصور بالکل اسی انداز میں دیتا ہے؟ ایک برم دوستیہ ناتا۔ نیزہ ناتا۔ ناتے کجھن۔ شدہ رائک ہی خدا ہے مندرجہ ذیل ہے؟

لہ و شکر رہے ص ۱۳۷، آذکر میں لال کوئم۔ مثے تفسیر گیرا م ۲۳۔ مطبوعہ مکان گور کھپور
کے اسلام کا بندوں مذہب پر اثر آذکر کا راجھنا اور دوسری جو حرمی حرمی اللہ عاصی م وقت ۱۹۵۵ء۔ آزاد کلاب گور دہلی
کیلئے مکمل معرفت اکر انیش و مدارست پروفیسر شہزادی ایزو پی پوسٹ کریجٹ کالج بستیا در ص ۱۰

۹۔ اگری خداۓ واحد تم ہی نیکوں کی ولی تناہیں پوری کرنے والے اندر ہو، تم کی عبادت
کے قابل ہو۔ تم ہی بہت لوگوں کے قابل تعریف و ششوہ ہو۔ تم بہت ہا اور بہمپتی بڑھ لے
۱۰۔ اگری خداۓ واحد تم وعدہ پورا کرنے والے راجح و رُن ہو، تم قابل تعریف بڑھ
تم حقیقی سروار اُرم ہو۔ ۱۱۔

۴۔ اے آگئی رخداۓ واحد تم رو در جو تم پشا ہو۔ اسلامی دنیا کے محافظت شکر جو۔ تم ریکسٹ ان امت کی حاقت کا ذریعہ ہو۔ تم نزدیک دیئے والے مجسم فور ہو اسی طرح سچک موجوں لفظ
خیشے والے اور عبادت گزار کے محافظت ہو۔ تھے

"اے اگئی رخانے والے دھیں! دل دینے والے سویتیا ہو۔ تم واپس ہو، عبادت کرنے والے کے مماننے ہو۔" سکھ

۹۔ اگنی (خداۓ واحد) تم سب سے اول ہو۔ تم بخارتی (عیکوں کا خزانہ) ہو تم اڑاکھا
اپنے تین سرسوں پر ۱۰۔

ویدوں کے ان واضح ٹوکوں کے بعد بیہت سے ناموں سے پہچے جانے والے الگ دو گاؤں کا تصور بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ یہ پہلے ہی آچکا ہے کہ اس ایک خدا کی مورثی نہیں بن سکتی۔ اب دیکھنا ویدیہ کی صفات بیان کرتے ہیں کہ ان تمام صفاتی ناموں سے عالم لوگ ایک خدا کو پہنچاتے ہیں۔

(اندر، منز، ورن، اگنی، بگرو، یم، دایرو، ما تریشا وغیرہ) ایک ہی قلت کے مختلف نام ہیں اور اہل علم نے ایشور کو صفات کی پہنچا پر مختلف ناموں سے ملکارانہیے ۔ تھے

یہ پائلٹ وہی قرآن مضمون ہے۔

ایک لشکر کے سوا کوئی مجبود نہیں۔ اس کے بہت سے اچھے اپنے نام ہیں۔ ” ۶۷

وہ رائج نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ ذرا سا بھی نہیں ہے۔)۔ ویدانت جس میں خدا کے یہ کہا گیا ہے ایکم ایوم اور میتھم تسلیم رواہ ایک ہی ہے دوسرے کی شرکت کے بغیر۔

”وہ تمام جاندار اور بے جان دنیا کا رُزی شان و خوکت کے ساتھ اکبیلا حکمران ہے۔ وہ جو نساؤں ہا اور جانوروں کا رب ہے راستے چھوڑ کر (جسکس خدا کی حمد کرتے ہیں اور زندگانی پر ٹھاتے ہیں)“

۴۰ اسی سے آسمانوں میں مضبوطی اور زمین میں استحکام ہے اسی کی وجہ سے اجالوں کی بادشاہت ہے اور آسمان محراب (کی شکل) میں مکاہرا ہے۔ فضا کے پہانے بھی اسی کے لیے ہیں لاسے چھوڑ کر، ہم کس خدا کو جو تھے ہیں اور نہ رانے چڑھاتے ہیں وہ تھے

”اس سنتی کل کبھی مورتی یا تصویر نہیں ہے۔ اس کا نام ہی سرپا ہند ہے۔“ ۵۶
”جو لوگ باطل وجود والے دیوبی دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں وہ رنجھالت کے
نہ کر دینے والے گھر سے اندر ہیرے میں ڈوب جاتے ہیں۔“ ۵۷

خدا کے سوا کسی کو مت پہ جوڑتے
وہ ایک ہی ہے اُسی کی عبادت کرو یا نہ

”وہ ایک بھتیر بن پرستش اور بندگی کیے جانے کے قابل ہے۔ رب ہے جسے دلیشور ہی اول ہے اور تمام مخلوقات کا اکیلا ملک ہے۔ وہ زمینوں اور آسمانوں کا لکب بت اسے چھوڑ رہم کون سے خدا کو پوچھ رہے ہو۔؟“ ۹

بندوں مذہب میں جتنے تدارکات کے نام بیٹھاتے ہیں وہ داخل ایک خدا کے صفاتی نام
مذہب۔ اسی کا نام وشنو، وی، اندر کنیدا یا اسی کا نام سرسوتی ہے۔ اس کا
بروت و دوس کی سے ملتا ہے۔

حاذنی جی لیک دوسری جگہ نکھتے ہیں:

"سوال اٹتا ہے کہ ان اسکر تینوں کا کیا کیا جائے جن میں ایسے اشکوں میں جو اسی میں دیئے ہوئے دوسرے اشکوں کے خلاف اور فطرت انسانی کے خلاف ہیں..... میں مند بار کوچ چلا ہوں کہ دھرم گز تھوں کے نام پر جو کچھ چھپتا ہے اس میں سمجھی کو کلامِ اہل کی شکل میں نہیں لینا چاہیے۔"

۲۔ **خاطر ترجمہ یا ترجیحی** [ویدوں کا زیادہ مرخص چونکہ تمیل زبان میں ہے اس لیے اپنی عقل کی روشنی میں آن کا صحیح ترجیح نہیں کیا جاتا۔] خدا کے آخری مستند اور صحیح کلام قرآن کی روشنی ہی میں آن کا صحیح ترجیح ممکن ہے اس کی نتائج ہم بچلے صفات میں اُس جگہ منچکے ہیں جہاں "احمد" لفظ کا ویدوں میں ذکر نہ کی ہم نے نتائج دی ہیں۔

۳۔ **ہندو عوام کی ویدوں کے دوری** [بندوں میں عوام کو ویدوں سے بالکل بہت دیا ہے بہت سی گمراہیاں دوڑ رکن تھیں اگر عوام ویدوں سے اتنے دور نہ ہو گئے تو۔ مثلاً بہت سے دیوی دیوتاوں کی پریشانی کی بھیجئے۔ ویدوں میں آیا ہے کہ ایک خدا کو بہت سے ناموں سے پھرا گیا ہے۔ یہ جلنے کی وجہ سے ہندوؤں میں ان سب ناموں کے الگ الگ دیوان یہے گئے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ توحید کا بنیادی عقیدہ بالکل قرآنی بیانات کے انداز میں نہیں موجود ہے۔]

سچہ وید بالکل قرآنی انداز میں کہتے ہیں کہ جن مسجدوں کو تم پیکار رہے ہو، یہ تو خود اپنے ایک خدا کی عبادت کر رہے ہیں۔

۴۔ **ایشور سی روحاںی طائفیں عطا کرنے والا ہے اور اسی کی عبادت تمام دلوتا (فرشته) کیا کرتے ہیں۔** اس ایشور کی خوش بیشتر کی زندگی عطا کرنے والا ہے اور وہ کا خاتم کرنے والا ہے۔ اُس ایشور کو چھوڑ کر تم کس دلوتا کی عبادت کر رہے ہو۔" لے اور اسی ہمیوں کو قرآن میں دیکھئے:

"جن کو یہ لوگ پیکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسانی حاصل کرنے کا ذریب ترین دسلتلاش کر رہے ہیں اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے خالق ہیں۔" ۳۶

ایک خدا کا اتنا ایک وصاف تصور ہوتے ہوئے سمجھی اتنے بہت سے معمولیوں بنا گئے۔ اس کی مندرجہ ذیل وجوہات سمجھ میں آتی ہیں۔

۵۔ **حریری شکل میں غیر موجودگی** [ویدوں کے انہیں قدم اور صرف سینوں میں محفوظاً ہونے کی وجہ سے عوام کے لیے ویدوں اور انسانوں کے کلام میں امتیاز کرنا ممکن رہتا۔ اس لیے ہزاروں سال سے ہر سال بیانات پر کچھ میں آنے والی بات پر بنی ہرثی دیوالا کو دھرم سمجھ لیا گیا۔ حالانکہ صرف ۲۰۰۰ سال قبل تحریر کیے گئے ویدوں کی حفاظت کا اپراپرا خیال رکھا جا رہا ہے۔ لیکن انہیں کرنے والوں نے وید کے نام پر جو کچھ اکٹھا کیا ہے وہ سب اصل وید ہی ہے، اس کا دلخونی وہ خود بھی نہیں کرتے۔ ویدوں کے مرتبین اور مفرین کی مختلف بیانات باقی میں ہم دیکھ چکے ہیں تحریر کا اقرار کرتے ہوئے حاذنی جی نکھتے ہیں:]

ڈاشاستروں کے وہ معنی جو پچ کے خلاف ہوں صحیح نہیں ہو سکتے۔" ۳۷

لے لوگ وید۔ ۲-۱۳۱-۱۰۔ ۳۔ قرآن۔ بیان اسرائیل: ۵

۳۷۔ اپنا اورستہ مرتبہ: حریری رام نامہ سن ص۲۳

ستلن چند جو ای ہم نقل کر رہے ہیں۔

..... محضر یہ کہ ایک مشہور شخصیت جو کرہنڈوں کے بیان بہت مقدس ہے اور جسے وہ 'ماہانوو' [MAHANUVU] کے نام سے جانتے ہیں (ریلاب کی) تباہی ہے ایک کشکی کے ذریعہ پچھلی جس میں سات مشہور رشی سوار تھے: مہا نوو، دلفنیپ، مہا اور نوو کامر کہبے۔ مہا کے معنی عظیم اور نوو بلا فک و شیرہ نوش ہیں ۔ لے ۔ علیاً یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہندوستان اس عظیم سلاط نوش کے بعد فروز آتا ہوا تھا جس نے ساری دنیا کو درلان کر دیا تھا ۔ لے

”مارکنڈے بران اور سجاگوٹ میں اس کا بہت واضح بیان ہے کہ اس حادثہ میں تم
نسل اس نبی ختم برگئی تھی سوائے سات مشہور عبادت گزار رشیوں کے جن کا مینے بہت
سے مقامات پر ذکر کیا ہے۔ یہ سات رشی الک کشتی پر بھیڑ کر ہامگیر تباہی سے پنج سکتے
اس کشتی کو دشمنوں خود چلا رہا تھا۔ ایک اور عظیم شخصیت جون پیج جلتے والوں میں تھی وہ منوکی
تھی جس کو مینے دوسرے مقامات پر ثابت کیا ہے کہ زورخ کے سوا کوئی نہیں تھی..... تھے
تب سمجھوں انہوں نے یوں بو لے چھپیک ہے میں کہ ہے تم نے مجھے اپنی طرح پہچان
لیا ہے۔ اے زمین کے رکھواری! تھوڑے ہی عرصہ میں پیار، جنگل اور کالوں سمیت یہ زمین
پانی میں ڈوب جائے گی۔ اس لیے اے زمین کے سردار انتقام جانداروں کی حفاظت کرنے کے
لیے تمام دنیاوں کے ذریعہ اس کشتی کو تعمیر کیا گیا ہے۔ اے دنبا شعار..... جتنے بھی قسم
کے جاندار ہیں ان سمجھی جئے سہاروں کو اس کشتی میں چڑھا کر تم ان سب کی حفاظت کرو۔ مجھے
تب ساتوں سندروم جزن ہو کر آپس میں مل جائیں گے۔ اور ان تینوں دنیاوں

ب

ویک دھرم اور رسالت

آنکی کی طرح بہبما کے ساتھ بھی سی ہوا۔ پر ہماری منی رحمن بند و مذہب میں پیدا کرنے والے خدا کے یہ بھی استعمال ہوا ہے، طرح احمدؐ کے یہ بھی اور پہلے انسان حضرت آدمؑ کے یہ بھی تمیزوں مقامات پر صحیح مفہوم کو پہنچنے کے بعد یہ پیغمبر ہی دو قابن لگئے اور پیغمبرؐ کی جگہ اوتاروں کا تصویر رکھا گیا اپنے عملک درختی میلان کے شرک کے تصورات کو ہم ان پر واضح کر سکتے تھے لیکن ہمیں خرک کرنے والا کوئی شرک کی بنیادوں کا تذکرہ نہ تھا۔ رہما حضرت آدمؑ کے لیے مری و نشیروان میں استعمال ہوا ہے۔

انبیاء کے مذکورے میں بہاپنے جسم کے دو حصہ کر کے ایک سے مردا و دوسرا سے خودت ہوئے اور اس طرح بہت سے جانداروں کی تختیں پڑتی ہیں۔ کسی مسلمان کی جیسے ہی اس حصہ پر نظر پڑے گی رو روا پہچان لے کاکہ حضرت آدمؑ کا بائیں پانی سے حضرت خداکل پیدائش اور ان دونوں سے پوری نسل انسانی کی افزائش کا ذریعہ بہر حال اللہ کے بھیح عالم کی روشنی میں پرانے علم کی تطری کی یہ چند شاہین تھیں۔ آپ فی الحال ہندو مہمی کتب میں رسالت اور رسولوں کے واضح بنانات کی تکمیل میں درج ہیں۔

جب کسی بھائیاں کم کر کرنا ہے بہت بڑھ جاتے ہیں تو ہری جو تمام خداوں کا نہاد
ہے وہ یقیناً رہنہ کے لیے، ایک جان پیدا کرتا ہے۔
یہ تھار سوون کے دنیا میں بیسیجے جانے کا مقصد۔ اب حضرت دوخ امر طوفانِ نوئی

دله سکان گور کمپین . پنده شکر قل ایک جنری م ۱۹۵۷ ص ۹۵

۵۹ - ۲۳ - ۴ شریعت و اسلام

..... اس سے فرخ نامی بیٹا پیدا ہوا۔ اس نے پانچ سو سال تک راج کیا لے اس کے بعد شام اور رجھا و تین بیتے ہوئے۔ خنوکا بندہ فرخ دعست الوجود کے دھیان میں مجھ تھا۔ ایک بار خنوک نے اسے دوبار میں بتایا کہ اسے پیارے نوئے خواب ساتوں دن حشر برپا ہو گا۔ قم لوگوں کے ساتھ کشی میں خود را بیٹھ جانا۔ لے احمد کے بھکت اپنی جان بچاؤ، تم سڑبند ہو گے! اسی طرح ماں کر اس بڑا کہ۔ مہلے تین سو سال تھے لمبی پیچاس باہم تھے چوڑی اور تین ہزار ماٹھ گہری خوبصورت کشتی ایسا ہاں کل۔ سمجھی جانداروں کے جزوں اور اپنے بھوگ خاندان کے ساتھ سوار ہو کر خشوکے دھیان میں ملکو ہو گیا۔..... چالیس دن کے زبردست بارش مول۔ بھارت درش پانی سے دوب گیا اور چار سو سال مل گئے اور سیزراں ہو گئے۔..... اند والابر گزیدہ فرخ اپنے اہل خاندان کے ساتھ طوفان ختم ہوئے پر وہاں رہنے لگا۔ فرخ کے بیٹے سام، حام اور یاقوت نام سے مشہور ہوئے۔..... اس کے بیٹے تین ابراہیم، سہردار وہاں۔ اس طرح ملیحہ نسل کے سواروں ہوئے۔..... ایکہ بتہ شکا دلش ہمایت آگے ہوئے (آجھ) دلش گئے۔ وہاں پیاروں کے دھیان اس راجانے سفید پوش گوئے رنگت والے معزز شخص کو دیکھا۔ خوش ہو کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ خون نے کہا۔ میں عیاشی ہوں۔ کنواری مال سے پیدا ہوا ہوں۔ میں سماں کی تعمیم دینے والا ملیحہ دھرم کی تعمیم دیتا ہوں۔ یعنی کرو راجانے پوچھا۔ دھرم کے بارے میں آپ کی کیا خیالات میں یہ کریمی سمع بولے۔ سماں کے زوال پذیر ہونے اور ملیحہ دلش کی حقانیت سے دور ہو جانے پریس سمع شاذیت کے علاوہ طوفان سے قبل حضرت فرخ سازھے پھر سال کرنے۔

..... وہ ان اشکوں میں اصل سکرت میں فرخ کی بھروسہ (جیسے) سام کی بھروسہ (سیم) حام کے لیے حمل اور یاقوت کے لیے یاقوت کے لفڑا دستحال ہوئے۔

..... تمہیں ابراہیم کی بھروسہ سکرت میں ایلام (Abram) اور اسکے لفڑا دستحال ہو جائے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ توہیت میں بتایا گیا کہ حضرت ابراہیم کا نام پہلا بار ایلام ABRAM تھا اور بعد میں انشانے ان کا نام ابراہیم ABRAHAM کر دیا گیا۔ کہ ایک نام انسانی کے سوار ہو گے۔ اس نے یہ میں تھا زیر نام کر دیا ہوں۔ تمہیں اقتباسات بھوکھی پران کے پر قلچگ پڑا پہنچنے لجوئے اور اسی نے یہ لگائے اشکوں کا تجزیہ میں۔

کوپر نظر جسے ایک کر دیں گے۔ سے ول شادہ! اس وقت تم اس دید مدد پی کشی کو حاصل کر کے اس پر زمر جانفاروں اور بیویوں کو حصار کر دینا۔ یہ

رسیلک کی قیامت کے وقت جب اس طرح ساری زمین ایک بھر جائے خار میں ڈوب جائے گا اور تمام اے ذرعہ تخلیق کیا گا خاوز سہ کا تھے میں دیدوں کی پھر بنیاد ڈالوں کا تھے۔ مزہبی دلیلیں بھر جائے جو اس کی رحمت سے حاصل شدہ عبادت اور ریاست میں لگے رہے جب تک اس اسلامیہ سیلاب نما قیامت کی پیشین گوئی کا وقت نہ آئی۔

یوتحے حضرت نوع کے تذکرے اب پڑت دید پر کاش آپا دھیانے کی تراتب سے ہم بھوکھی پران کے کچھ اشکوں کے ترجیح نقل کر دے جیں جن میں دیگر انبیاء کے کرام کے واضح تذکرے ان کے حاصل ناموں گے ساتھیان ہوئے ہیں۔ تھے

..... آدم اور خدا شسوئی عین میں نے پیدا ہوئے۔ جنت کے مرشی حضرت پیغمبر کے ذریعہ بنا یا گیا خوب صورت چار کوس کے رقبہ کا بہت بڑا جنکل تھا۔ گناہ والے دوخت کے پیچے جا کر ہیری کو دیکھنے کی میتابی سے آدم خدا کے پاس گئے۔ تجھی سانپ کی شکل بن کر وہاں فوراً شیطان نواد رہا۔ اس چاراک دھمن کے ذریعہ آدم اور خواستگر ہے جسے۔ اور خنوک کے ہمراویوں میں اور دنیا کا استدھارنے والے اس سچل کو شوہر نے کھایا۔ ان دونوں کے ذریعہ گور کے پتوں سے جو ایک غذا حاصل کی گئی تھی۔ ان دونوں سے بہت کی اولادیں پیدا ہوئیں۔ سب ملیخو کہے گئے۔ آدم کی عروز سو قیس سال ہوئی۔

..... ملہ تیریہ پران اور اسی نے اسلام پہلا اندھی نہیں۔ اسلام ۱۰۷۳

..... تھے ۱۰۶۰ - ۱۰۴۰ - ۱۰۳۰ - ۱۰۲۰

..... وہ دیدوں اور پرانوں کے آدھار پر دھار کیکتا کی جیون۔ Islam, The First & Final Religion

..... ملہ تیریہ پران کی بھروسہ نے کتب اسلام پہلا اندھی نہیں۔ اسلام پہلا اندھی نہیں۔

..... وہ ان اشکوں میں آدم کی بھروسہ سکرت میں لفڑا دستحال ہو دیے گئے اسی اشکوں کے ترجیح بھی دوں ہے۔

مندرجہ بالا اشکوں سے اگے بیٹایا گیا ہے کہ روات میں کوئی خدا کا تاقدیر اجا ہجوج کے پاس آگر تباہے چاکر ختنہ کرانے والا، چونی نہ رکھنے والا، وارثی رکھنے والا۔ پاک جانوروں کو خدا ابنا نے والا، خدا کا مقرب بندھے ہے۔

بھو شیر پران جس کے حوالے ابھی آپ نے دیکھے۔ یہ بھی ان ٹھو توں میں سے ایک ہے۔ جسے ہندو مت کے کچھ سیکھیاروں نے اب چھپانا شروع کر دیا ہے۔ ہندوؤں کا ایک طبق آریہ سماج تواب سرے سے اس کا اسکار کرنے لگا ہے لیکن سنان دھرمی جو تقدامت پرستی کے باعث اپنے ممکن مذہبی ورثتہ میں سے کچھ بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں (اور سیئی لوگ عظیم الکثریت میں ہیں) اسے مستند مذہبی کتاب مانتے ہیں۔ ایک دور وہ تھا جب سنکرت عالم آدمیوں کو سیکھنے کی اجازت نہ تھی۔ العبروی اور فتحہ اور مکیس ملر جیسے عقاقین نے انتہائی منافقتوں اور پنڈتوں کی ناراضگی کے باحوال میں اپنی کوششوں سے سنکرت سیکھی تھی۔ اُس دوسریں ان ٹھو توں کا عام لوگوں کے ہاتھ گئے کا خطہ نامنہاد پنڈتوں کو نہیں تھا۔ لیکن اب جبکہ سنکرت نبان کو سرکاری سرپرستی میں دوبارہ زندہ کیا جا رہا ہے اور موجودہ سنکرت سیکھنے والی نسل پنڈتوں کے فتنوں سے خوفزدہ بھی نہیں ہے۔ ربیا کر پھلے دور میں ویدوں کو پڑھنے کی عوامی کیلئے مانع تھی (تو ہندوؤں کے کچھ کرد ہوں نے ان چیزوں کو اب نامہ کرنا شروع کر دیا ہے جو مذہب کی اصل حقیقت کی طرف لے جاتی ہیں۔ خصوصاً وہ مواد جو دین اسلام کی تائید میں ہے گیتا پریس۔ گر کچپور جو ہندو مذہبی کتب کا سب سے بڑا پریس ہے، بھو شیر پران کو پران ماننے سے انکار کر رہا ہے۔ البتہ سنان دھرم کے سب سے بڑے گروپنڈت شری رام شرنا آچاریجن کے چیلوں کی تعداد میں لاکھ سے زائد ہے اسے تسلیم کرنے میں اور ان کی تسلیم شماحتی کیجئے کے بھو شیر پران کے حوالے ہم پھلے باب میں (حضرت مسیحی ہندوستان میں) کے ذلیل میں وہیں چکے ہیں۔

بھاگوت میں حضرت محمد کا ذکر جو شیرپان کے بیانات تو اتنے واضح ہیں کہ ان میں کوئی سنبھالی تحریف ممکن نہ تھی۔

سچ لا متفقد ہو گیا۔ اے
سچ آیا ہوں اے راجا میرے ذریعہ طبقوں میں قائم کیے جوئے دین کی باتیں سن۔ اشان کرو یا
نہیں دل کو حوم کر کے خدا کی عبادت کرو۔ انصاف اور سچائی کے ساتھ دل کو کیسو کر کے انسان آسانی
خدا کی دھیان سے عبادت کرے۔ یہ خدا لازم والی ہے۔ ایشور کی پاک اور نفع بخش محل مردی اس
طرح روزانہ دل کے اندر حاصل ہوتی ہے۔ اس یہی میتی سچ میرا نام ہے۔ یہ سن کر راجا وہیں میتی

و اسی دروان اپنے پریزوں کے ساتھ محمد نامی مقدس ملیچہ دہاں آئیں گے راجا بھوج
ان سے کہہ گا۔ ملے ریگستان کے باشندے شیطان کوشکت دینے والے۔ سجزوں کے اک
برائیوں سے پاک و صاف۔ برحق۔ باخبر اور خدا کی عشق و صرفت کی تصور تھیں نہ کارہے۔ تم
محبے اپنی پناہ میں آتا برائیاں سمجھو۔ راجا بھوج کے پاس رکھی ہوئی پتھری مردی کے نیے محمد نکھیں گے
کروہ تو بیرا جھونما کھا سکتی ہے۔ یہ کہہ کر راجا بھوج کو ایسا ہی سمجھو و دکھادیں گے۔ یہ سن کر ادا دیکھ کر
راجا بھوج است سخن برکا اور ملیچہ دھرم میں اس کا احتقاد بوجملے گا۔

لے یہ ترجیح بھی شرپان کرنے شکر کوں سیاں لایا ہے وہ پنچھ ویر پکاش اپاٹھا کے طالب پلٹا سک پڑا تیرے
کفتہ دار درجہ اوسیاں کے نمبر ۲۔ ۳۔ کمکٹا شکر ہیں جب کہ پنچھ خاتم شری احمد اچاپر کے طالب پر پنچھ
اویسیاں ۴۔ کے نمبر ۵۔ ۶۔ کے شکر ہیں۔ مصل بھوپال پریان ہے سائنس ہمیں ہیں۔ بنیا ہر پنچھ خاتم شری احمد
کروائیں کرتے کی تعلیم و علم ہوتی ہے منسجد بالا شکر کوں ہیں۔ مل شکر میں صنگل جگہ ہیشی۔ (آٹھ) ہالی
کی جگہ پنچھ (ہیمس ترک) سچ کل جگہ مسی (مسی) کے لفاظ میں ہمیشہ ترجیح ملائیں پنچھ خاتم شری احمد
خاتم احمد نے کہا ہے۔

البتہ وہ میرے مقالات پر جیاں حضرت محمدؐ کی رسالت کی پیشیں گویاں ہیں۔ وہاں ترجیح بدل گئیں۔ مثلاً شری مدینا گاؤں پر ان میں موجود اس اشلوک کو دیکھیے۔

”اگیاں ہیتو کرت نوح مدینہ کارناشم و دھایم ہی تدو دیتے ویوکیه“ [امانج بخش] ادوارِ حیات میں اجتماعی فیکر کے طبع ہونے سے انسان کو حنفیان میں حاصل ہونے والا ہوتا تب محمدؐ کے ذریعہ نارکیوں کا خاتمہ ہو کر فہم و حکمت کا فلک طبع ہو گا۔ [تمہارے]

مندرجہ بالا اشلوک میں محمدؐ (مادہ مادہ) لفظ کو موح + مد میں تقسیم کر کے ترجیح کیا جاتا ہے۔ موح (مادہ) معنی لاپچ اور مد (مادہ) معنی شراب ہیں۔ اس طرح مندرجہ بالا اشلوک کا ترجیح یوں کیا جاتا ہے۔

”جب بشمار ادوارِ حیات میں اجتماعی خیر کے طبع ہونے سے انسان کو حنفیان میں حاصل ہو رہا والا ہوتا لپچ اور شراب جیسی تارکیوں کا خاتمہ ہو کر فہم و حکمت کا فلک طبع ہو گا۔“ یہ تو تھے پرانا۔ اب ویدوں میں حضرت نوح کا ذکر اور محمدؐ کی صفات کے بیان دیکھیے۔ ہاں اس سے پہلے یہ درج ہے کہ حضرت نوح کا ذکر ویدوں میں منو (منو) کے نام سے ہے۔ حالانکہ اگنی اور برہما کی طرح منو کی مختلف شخصیات کے لیے استعمال ہوا ہے اور کل چودہ منو میں سے ایک منو کا بیان ہو جو حضرت آدم کا بیان ہے۔ لیکن پڑاؤں اور ویدوں اور دوسری اندھی کتب میں سب سے زیادہ تفصیل سے جس منو کا ذکر آیا ہے وہ حضرت نوح ہی ہے۔ شیخ آخر الزمان کا ذکر جیاں کہیں محمدؐ کی حیثیت سے آیا ہے اور ویدوں میں نرا شنس (نارا شاسن) کا فقط استعمال ہوا ہے۔ جیسے توریت اور انجیل میں آپ کے لیے فارقلیط (Paraclete) لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی میں قابل تعریف رہی معنی عربی میں لفظ ”محمدؐ“ کے ہیں۔ اسی طرح ویدوں میں آپ کو نرا شنس کہ کر پکارا گیا ہے جس کے معنی وہی معنی ہیں۔ انتہائی قابل تعریف شخصیت و منکرت کے

آنکھان ہے تکت مادہ مادہ کارناشم وی�ایا۔“ ہی تدو دیتے ویوکیه

اس لفظ کا بالکل صحیح متبادل ہر بیل لفظ ”محمدؐ“ ہے۔

مندرجہ ذیل وید منتروں کے ترجیوں میں جیاں کہیں لفظ منو آیا ہے اس کی وجہ میں نوح ترجیح میں لکھیں گے اور نرا شنس کی وجہ ترجیح میں ہم محمدؐ لکھیں گے۔ پہلے حضرت نوح کے ذمکر کی چند ثابتیں دیکھیں۔

ویدوں میں حضرت نوح کا ذکر

”لے اگنی نوح آپ کی رسالت کی تصدیق کر رہے ہیں؛“ نہ مندرجہ بالا منتروں کے ذلیل میں ویدوں کے مندرجہ ذیل ترجیح میں نوٹ لکھا ہے کہ نوح لا جواب فتحیت اور اس اول کے نامہ نہ سے تھے۔ تمام نسل انسانی کے باپ ریباب کے بعد آدم نامی کی حیثیت سے اور پہلی شریعت کے شروع کرنے والے تھے۔ اور دیکھیے:

”لے اگنی ہم آپ کو نوح کی ہی طرح نہ ہی پیشو، داعی نہ ہی علم حکماء والا اور اہل اعلق مند شخصیت مانتے ہیں۔“ لہ

”لے اگنی نوح نے آپ کا فور تمام نسل انسانی میں پھیلا دیا ہے۔“ ۲۶
اوپر کے تمام منتروں میں اگنی ”روحِ احمدؐ“ کو کہا گیا ہے۔ چاروں ویدوں میں اسی طرح نوح کا نام ہے، جگ آیا ہے۔ اہ منtras پر رُگ وید میں، ”جگ یکر وید میں، سا احمدؐ“ انترو وید میں اور ۸ مقالات پر سام وید میں حضرت نوح کا نام سے ذکر موجود ہے۔ اب حضرت محمدؐ کے نام کا ذکر دیکھیے۔

ویدوں میں حضرت محمدؐ کا ذکر

”لے مجتبی محمدؐ میثی زبان والے قربانیوں کو دیلہ بناتا ہوں۔“ ۲۷

”میں نے محمدؐ کو دیکھا ہے۔ سب سے زیادہ اول العزم اور سب سے زیادہ مشہور۔ جیسا کہ وہ جنت میں ہر ایک کے پیغمبر تھے ۔ لے عظیم محمدؐ کی توت میں اضافہ کیلئے اور پشاں (رمدہ) جو کہ عظیم حکماں ہے۔ اس کے لیے ہم نعمت بیان کرتے ہیں۔ لے انتباہی کریم خدا ہم تمام مصیبوں سے نجات دے اور دشوار گزار راستوں سے ہمارا رحصہ پار کراؤ۔“ (تمہرے رغفۃ)

مندرجہ بالا فقرہ کے ترجمہ کے ذیل میں گرفتہ نوٹ میں لکھا ہے کہ زرشس (محمدؐ) اگنی کا ایک پر امرار نام ہے ۔

رُكْ وَ دِيدِ میں (اجڑاپ) کا زرشس (محمدؐ) نام سے ذکر ہے۔ اس طرح یحودی میں ۱۰ جگہ اختر و دید میں ہم مرتبہ اور سام و دید میں ایک مقام پر اس نام سے آپ پا کا ذکر ہے۔ اس طرح چاروں ویدوں میں کل ملکرا ۱۰ جگہ (محمدؐ) نام سے آپ کا ذکر ہے۔

برسیل تذکرہ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہو گی کہ پنڈت امنا تھا پانڈے جو کہ اپل امرار میں سے ہیں اور جھونوں نے عربی حروف تجھی پر لیسر پاچ کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ ہندو تیش اور انکار کرتا ہے اکتسیسویں بار بندوانکار نہیں کرے گا۔ عربی کے حروف تجھی بھی ان کے نزدیک ۳۳ ہیں اور سورہ رحمان میں اہم مرتبہ ہی اپنی نعمتیں گزارنے کے بعد اللہ نے یہ سوال کیا ہے۔ پس تم دونوں اپنے پروگرام کی کون کرن سی نعمتوں کو جھٹکا دے گے؟“

اختر و دید میوسیں کا تہذیب کا ایک سوتا سیسواں سوکت زرشس (محمدؐ) کے ذکر میں ہے۔

”وَ كُوَا سُبْوَ مُحَمَّدَ كُوَا كُوگُوں کے درمیان مسجوت کیا جائے گا۔ اس مہما جر کو ہم سلطھ ہزاد اور تو تے دشمنوں سے اپنی پناہ میں لیں گے۔ اس کی سواری اوزن ہو گی جس کے ساتھ میں ما دادہ اونٹیاں ہوں گی جس کی عملت آسانوں کو بھی جھکا دے گی۔ اس عظیم رسمی کو ۱۰ دیناں دس الائیں، تین سو گھوڑے سے اور دس ہزار گائیں عطا کی گئی ہیں۔“

مندرجہ بالا نین منزوں کے ترجیحے پر پنڈت وید پر کاش اپا دھیا کے نے اپنی تابع میں کہی باب کئے ہیں جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ تیلی زبان میں ۱۰ دیناں سے مراد ۱۰۰ اصحاب صدقہ ہیں، دس مالاٹوں سے مراد دس عشرہ مبشرہ ہیں۔ تین سو گھوڑے سے مراد جنگ بد کے ۳۲۳ جماں میں اور دس ہزار گھاٹیوں سے مراد دس ہزار اصحاب کا وہ لشکر ہے جو فتح مکمل کے وقت اُنحضرت کے ساتھ تھا۔

یہ بات خصوصی طور پر قابل ذکر ہے کہ پاؤں اور دیگر نہ ہی کتب میں ذہبت سے ابشار کے قصے میں لیکن ویدوں میں صرف حضرت آدمؐ حضرت ذرخ کا ذکر ہے اور بنی آخرالزمان حضرت محمدؐ کی پیشین گوئیاں ہیں جو کہ رسول کے صحیفوں میں ہیں۔ یہ بھی اس بات کا مستند ثبوت ہے کہ دید حضرت ذرخ کے صحائف دزبرا الولین۔ اولین صحائف اُو گر شخھی میں، ایک (ضعیف) روایت یہ کہی ہے کہ حضرت ذرخ کر دو صحیفے دئے گئے۔ ایک طوفان سے قبل اور ایک طوفان کے بعد۔ اس لحاظ سے کسی زبر الالویں یعنی اولین صحائف میں ذرخ کا لفظ آیا ہے از بور سی عصی اور زر سختی مکالمہ کا وہ سکانہ کہ ذہبت سے انبیاء کی ہے۔ میں یہ کہنا ہے کہ ایک بھی نبی حضرت ذرخ کو دینے کے صحائف کے یہ ہے۔

رُكْ وَ دِيدِ کے منزوں میں ۱۰-۱۰-۹ میں رسول آخر کے لیے سعد را دوت عربن (آرکن اور کن) کا لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ دلخشنی و شال نالنہ شد ساگر کے مطابق تھی (س) کے معنی ساتھ، مدرہ (کھو) کے معنی مہر اور عرب (آرکن) کے معنی لکھ عرب کے ہیں۔ لئے (ن) سنکرتوں میں اکثر تراہم ہوتا ہے۔ اس طرح ”سعد را دوت عربن“ کے معنی ہے ”مہر کے ساتھ عرب وللا۔“ عربی لفظ خاتم کے معنی بھی فہر کے ہیں۔ آپ کو خاتم النبیین اس لیے کہا گیا ہے کہ نبیوں کے سلسلہ پر آپ نے آخری مہر لکھ کر نئی نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔

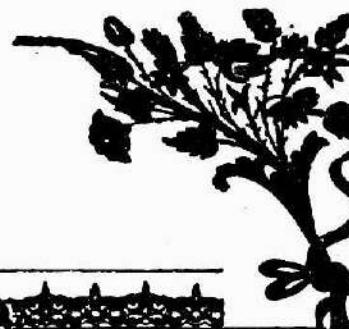
بَابٌ

ویدک دھرم اور آخرت



عقیدہ آخرت اور پیغمبر جنم آنحضرت کا عقیدہ اس لحاظ سے بھی بہت بڑے گروہ لیے ہیں جو توحید یعنی ایک خدا کے مانے والے ہیں۔ رسالت کا تصویر بھی انہماں کردار گروہ میں کافی واضح ہے۔ حالانکہ آخری رسول حضرت محمدؐ کی رسالت کا اقرار وہ نہیں کرتے ہیں تین بنیادی عقائد میں سے آخرت ہی ایک ایسا عقیدہ ہے جو ان سب کے سیناں بالکل سخت پوچھا ہے۔ یہم آخر جزا و سزا اور جنت دوزخ کا کوئی واضح تصویر ان کے سیناں نہیں ہے۔ کسی کے سیناں آواگوں کا عقیدہ ہے کوئی یہم آخر کو مانتا ہی نہیں اور کوئی حساب و کتاب کا انکسار کر کے کہتا ہے کہ حضرت میسیح نے پھانسی پر جڑ پھک کر زندگی زندگی سب کے گناہ معاف کروا دیئے۔ موجودہ آوریت، زبور اور انجیل میں سبی آخرت کا تصویر بہت سبھم اور دھنڈ لایا چاہا ہے لیکن ویدوں میں بہت تفصیل کے ساتھ دوسری زندگی جزا و سزا اور جنت و دوزخ کے بیانات بہت صاف ستری شکل میں موجود ہیں۔ آواگوں کا عقیدہ بندوں سماج میں بہت بعد کے دور میں آیا۔ گرائیں تمار ملتے ہیں کہ ویدک دور سے پہلے بھی آواگوں کے مانے والے تھے لیکن ایک پوری قوم بخشیت بھوگا۔ بہت سے جنہوں کے عقیدے کی قالی برجائے ایسا کافی بعد میں ہوا۔ کسی عام بندگی سے معلوم کیجئے کہ اگر جزا و سزا کے طور پر بار بار اسی دنیا میں مختلف جسموں میں پیدا ہوتے رہنا ہے تو تمہاری نہ ہی کتابوں میں سورج (رجنت)، نُر (دوزخ)، پرلوک (ر دھرم) اور

ویدوں میں بندوں میں کتب میں اور دیگر اسلامی صفات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی دو اور حشیتوں (راحمد اور محمود) کے بھی واضح بیانات ہیں۔ جس تفصیل ذکر ہم آئندہ کریں گے۔



خداوند جو غیر اسلامی لوگوں کو بھی اکٹھا کر لے ہے یہ کہتا ہے کہ یقیناً میں اس کے پاس اولین کے علاوہ آخرین کو بھی لا دُوں گا۔ (بایبل یسوع نبی کی کتاب ۸۔ ۵۶)

یہ شہادت گہری گفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسامی سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

در اقبال

تدریم نہ دوستانی ادب میں چھاندوجی سے کہا نے سب سے پہلے پرہیزم یعنی دوسری ادنیا ہی میں نہیں اس دوسری میں بھی احوال کے مطابق جاندار ہمیت ہتا ہے، کی بات کہی شاید اس وقت پچھے مبلغین نے یہ سوچا ہر کو حصہ اصول کی وہ تبلیغ کر رہے ہیں وہ آگے کشاخنناک ثابت ہو گا؛ لہ دا اکٹر خریدہ چون کھتی ہیں۔ ویدوں میں پرہیزم مٹا تو ضرور ہے لیکن اس بحث کے بعد فہرست اور جمیں کا بیان ہے۔ میرا روں مجھوں کا نہیں؛ سے
”مشیٰ سیتے پر کاش دھیان شکار کرتے ہیں۔“ ویدوں میں آواز اُن کا اصول نہیں ہے اس بات پر تو میں جو اسی کیسی سکتا ہوں ہے۔
”..... ویدوں میں آخرت ہے یا نہیں، یہ سوال بلاعجیب سا ہے۔ بالکل ایسا ہی ہے ہے جیسے کوئی پوچھے کہ انسان کے جسم میں روح ہے یا نہیں۔ پورے کے پورے اور آخرت کی تصدیق کرتے ہیں۔ یوم آخر تو اسلامی مذاہب کا ایک بنیادی اصول ہے اور وید پورے کے پورے اس کی گواہی دیتے ہیں..... ویدوں میں بھی قرآن کی طرح تین اصولوں کا ذہب کے بنیادی اصول ملائیا ہے۔ ۱۔ توحید، ۲۔ رسالت، ۳۔ یوم آخر، سے
چند نہدوں محققین کے ان تبصروں کے بعد اس ویدوں میں یوم آخر درجت و دولتخش کے سمات دیکھیے۔

ویدوں میں آخرت کا تصور دارالحکم، (پرانی توبہ) پر حصول کراہی

۴ اے آگئی اس مردہ انسان کو دوبارہ زندگی ملے گی ۔ تھے دیدوں میں آخرت کے تصور کیا یہ دو شالیں ہیں۔ بار بار جنم نہ پوچ کر دوسری حیات
لئے دو خل دکھ رہیں میں تھے پندرہ جنم اور دیدوں تھے آواگن ص ۱۳۱
سے دیدا در پر جمیون۔ پنڈت دھماشنکر سیار تھی۔ سطح و پہدی ارسال کانٹی مرحولانی ۱۹۷۹ء
تھے اپنے کے والے ۱۹۳۱ء سمجھی پنڈت دھماشنکر سیار تھی کے مضمون سے یہ گئے ہیں۔
تھے رنگ و دید ۱۶۔ ۰۱۹۰ م ۔ تھے رنگ و دید ۱۶۔ ۰۱۹۰ م

دینا آخہت) احمدیم دوت روت کافرشہ (کا کیا مطلب ہے۔ وہ آپ کو کچھ نہ بتا سکے گا۔ بیشتر ہندو مسلم بھی ان کی بیت لے تکی تادھیں کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہوں سے مکمل طور پر کٹ جانے کی وجہ سے آخرت کے مقیدے میں بجا رہا۔ آؤگوں کیے آیا، اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس پر ہم وہوں میں بخوبیت کی شالوں کے بعد رہنی والیں گے۔ ابھی اتنا سمجھ لیں کہ آؤگوں کے سلسلے میں کلیدی لفظ پُنیر جنم (لہجہ نون پون) ہی با بار پیدا ہونے کا انکار کرتا ہے۔ شکرتوں میں پُنیر یا پُن (پون) کے معنی میں دوبارہ یا دوسری مرتبہ پُنیر جنم کا مطلب پُناز ہری زندگی یا دوبارہ زندگی، ذکر ایسا بار پیدا ہونا۔ اس سلسلے میں کچھ ہندو مالموں کے پیامات درج ہے:

ہندو محققین کا اقرار مگ وید میں پندرہ جنم کا ذکر نہیں شے حالانکہ خوب ذکر چے۔ داکٹر صاحب کی نظر سے نہیں گزرا ہو گا۔ وید میں نعرف پندرہ جنم کا ذکر دوسری حیات کے لیے ہے بلکہ بار بار جنم رآواگون انہاں کا جسی ہے۔ پندرہ جنم کے لیے ایک لفظ پر تیر بجا وہ (اَلْمَعْلُوُّ) ہے۔ وہ

اس سے مختلف ہو کر دوسری دنیا میں جا کر پھر بیدا ہوتا ہے : ۲۷
 پہلے ہبہا چکے میں کہ پیڑ بزم کا دوسری اہم پرلوک رد دوسری دنیا ہے : ۲۸
 مرد کے لامعاشرتوں میں پرلوک میں جانا کہا ہے : ۲۹
 دیوں میں دوسری زندگی کا دوپی تصور موجود ہے جسے قرآن میں معادیا آخرت
 کہا گیا ہے۔ ایک اور عالم راہیں ساگر تیان کے خیالات اس مومنع پر دیکھیے۔

لئے ڈاکٹر راحیم کرشنہ اپنے شدید کسی سبھ میں صفحہ ۲۴ مطبوعہ راج پال اینڈ سونز۔ دہلی
گلشنل

تہ نکیان گر کھپور پرلوک اور پنیر جنم انک جنوری ۱۹۷۰ء سفار ۱۶۳

۱۹۸ + + - + - + - ک

“...”

کا ہی ذکر آخرت کے یہ دیدوں میں ہر جگہ آیا ہے۔ یہ تصور بہت بہم نہیں ہے بلکہ نہایت تفصیل کے ساتھ جدا و سزا کا ذکر اور جنت و دوزخ کی تفصیلات ہیں۔ چند تالیں ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

ویدوں میں جنت کی تفصیلات ۱۳۰ تم وہاں پیشی صداقت کی حد سے اس مقام کو دیکھنا جو انتہائی وسیع المترتبہ اس منتر کے تشریحی نوٹ میں اگر فتح نے اپنے انگریزی تحریجے میں لکھا ہے کہ اس ان اچاریہ کی تشریک کے مطابق یہ مقام جنت ہے۔

”تم دو نوں شوہر و بیوی میرے پاس صفت برست کھڑے ہو جاؤ۔ وفا دار اس جنت کی دنیا میں پہنچائے جلتے ہیں۔“

”تمارے پیروانے صدقات کے ذریعہ صد اکی خدمت کریں گے اور اس کے علاوہ تم جنت کی خوشیوں سے ہمکار ہو گے۔“

”جو علم رکھتے ہیں وہ دوسروں سے پہلے زندگی عطا کرنے والی انسانی کے کراس جسم سے نکل کر انسان میں پہنچ کر اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ رہتے ہیں جن راستوں سے دیتا ان رفشوں نے سفر کیا تھا ان سے گزرتے ہوئے جنت پہنچ جلتے ہیں۔“

”پاک کرنے والی کے ذریعہ پاک ہو کر ایسے جسم کے ساتھ جس میں پہنچاں تو ہوں گی۔ وہ دھشاں اور سورپریز رشیوں کی دنیا میں پہنچتے ہیں۔ ان کے صدر جسموں کو الگ نہیں جلانا ہے۔ جنت کی دنیا میں ان کے لیے بڑی لذتیں ہیں۔“

”شہد کے کناروں اور مکھن سے بنی نہریں جو شراب دو دو، وہی اور یاں سے لبرن ہوں گی جسے پناہ شیر سنیں ان سے الی پڑا تو گی پچھے جنت کی دنیا میں تجھیں بہنچیں گے۔“

”لہرگ دید ۰-۱۱-۱۔“ ۱۳۰ تم سانچے اچاریہ ہے تے تغیریہ کر تکیں مخزن سب سے پہلے دید کو حلام کے سلسلے شائع کیا تھا۔

”لہرگ دید ۰-۲۲-۲۔“ ۱۳۰ تم اختر و دید ۰-۹۵-۱۔“

کمزول کے بھاوی سے بھری پولی پیکنیکی جلسیں تیرے پاس آئیں گی۔“

”یہ تھے جنت کی نعمتوں کے دیدوں میں کیے ہوئے چند وہ صے اور اب دوزخ کا بیان دیکھیں۔“

دوزخ کی تفصیلات ۱۳۱ ویدے سے پہلے شری مدبھاگوت پران کے چار اشکوں کو کتنے قرآنی تصور سے بہت مشاہد ہیں۔

”یہاں اس کے جسم کو بھر کتی ہوئی نکڑوں کے بیچ میں ڈال کر جلا یا جاتا ہے۔ کہیں خود اور کہیں دوسروں کے ذریعہ کاث کاٹ کر اسے اپنا بھی گوشت لٹلا یا جاتا ہے۔“

”موت کی دنیا کے گتوں یا گھوون کے ذریعہ جیتے ہی اس کی آنکھیں کھینچ جاتی ہیں۔ سانپ بچھوڑنے وغیرہ وغیرہ دنے والے اور ڈنک مارنے والے جانوروں سے جسم کو اذیت پہنچانے جاتی ہے۔“

”جسم کا کاث کاٹ کر نکڑے نکڑے کیے جاتے ہیں۔ اُسے ہاتھوں سے چڑا یا جاتا ہے۔ پہاڑ کی جو ٹیوں سے گرا یا جاتا ہے یا پانی یا گرد سے میں ڈال کر پنڈ کیا جاتا ہے۔ یہ سب سرماں ایں اور اس کی طرح کی اندھہ ترس۔ (۷۶۸ تا ۷۷۴) اور رورو (۷۷۵) نامی عذاب خدا کیا اور بھی بہت سی عقوباتیں، عورت ہر یارہ اس روح کو زندگی میں ہرنے والے گناہ کے مث بھکتا ہی پڑیں گے۔“

”اور اب دگ وید سے ایک مثال۔“

”جو گھر گاہ میں ان کے لیے یہ احتاہ گھر انی والا مقام وجود میں آیا ہے۔“

”اس منتر کے تشریحی نوٹ میں دیدوں کے انگریزی تحریج کر فتح نے لکھا ہے کہ سانکھاچاری کے مطابق یہ مقام نر کی عینی دوزخ (HELL) ہے۔“

”آخرت جنت اور دوزخ کی مندرجہ بالا شاواں کو دیکھیں اور فیصلہ خود کرو۔“

”کفر آن و احادیث میں بیان کردہ اسلامی تصورات سے یہ کتنی حاکمت رکھتی ہیں یہاڑا۔“

سال پرانے دیروں میں یہ بیانات جو ان کے ہزاروں سال بعضاں سے ملتے جلتے انداز میں قرآن میں بیان ہوتے ہیں کرتے کہ آسمانی صفات میں، لفظی اور معنوی تحریفات سے گذستے ہوئے ہزاروں سال کی دھول میں کھوئے ہوئے ان صفات کو اگر امت کے چند ذر وار ان الشک آخری اور صحیح کتاب قرآن پاک کی روشنی میں صاف کر لیں اور انسان میں سے قرآن کی مد سلطان حضور کو نمایاں کریں جو دینِ اسلام کی تعلیمات ہیں اور پھر زندہ و قوم کی ان کتابوں کی روشنی میں ان کو توحید رسالت اور آخرت کی دعوت دی جائی تو قرآن کا اصل مذہب دن تقریباً طرف ملانا زادہ آسان بن گواہ ہے۔

دیکھ دیں۔ اس نے اپنے پیارے یہ میں سر کرتے بڑے بڑے دیرے دیکھ دیا۔ اس کو دیکھنے والے کوئی بھی بار بار مندرجہ بالا نقل کرو۔ اشکروں اور منزوں کے ترجموں کو دیکھئے۔ کمیں بھی بار بار مختلف جسموں میں جنم لیتے رہے کا ذکر ملتا ہے، ایسا نہیں رہے کہ ہم نے آپ کے سامنے صوفان منزوں کا تجویز پیش کر دیا جن میں آخرت اور جنت اور جنّت و وزن کا صحیح تصور موجود ہے۔ بلکہ دو عمل کے کسی حصے میں آواگوں کا ذکر نہیں ہے۔ یہ سب بعد کی اختراء ہے۔ جیسا کہ مختلف صفات میں مختلف متعدد محققین کے پیش کردہ حوالے بھی ثابت کرتے ہیں۔

اوپر نقل کرد و دید منزروں کے ترجیع ہم نے ساتھ دھرمی ترجیع اور یہ سماجی ترجیع اگر فتح کے اٹھریزی ترجموں کو سامنے رکھ کر کے ہیں اور اب دیکھیں پہلت درخاشنک ستادتی کے چند تراجم جوانخون نے اپنے آخرت سے متعلق مضمون میں بولیے ہیں۔

وہ برقی کوڑے لگانے والا، شیطان کو مارنے والا، پتھروں خوفناک اور غصہ نا-
وپنا (نوں) کا شعور سحال کرنے والا اور سیکنڈروں پر تکمیر مانے والا ہے۔ وہ سائنس و الائے

مرنے والے کو پانچ جنم دینے والا نہیں ہے۔ اے ہندوؤں! تم سب بھلیوں کے مالک کے پورے
بخار پریدا ہونے کا ذکر شیطان کی طرح قدمی زمانے رکے لوگوں کے ذریعہ کیا جاتا رہا ہے۔
آنہم گایوں کی طرح ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو مغلوب کردا۔ مرنے والوں کی دیوی عکر جملاتی۔

ٹہر ملائخی، جلالی ۱۹۶۹ء میں رُجُوں دیر ۱ - ۱۰۰ - ۱۲
فونٹ: ترجیحیں میں بین القوسمین الفاظاً ہائے میں۔

ایسین جلد سی کر و زندگی کی جملہت فتحم ہوتی جا رہی ہے ۱۰۔
وہ یوم آخر کو بحلا کرنا اور علم و عقل کو تھمارت سے مکفر کرنا ہمارے مقرر کردہ حدود
کو پکڑ رہے ہیں (یعنی چلانگ رہے ہیں) ۱۱۔
اپنے دل کی یہ شیرس زبان حاصل کر کے وہ اپنے شکل کو تختے ہیں یعنی صرفت حاصل کر کے نہ لے جائی
جو بکریتیں (دیروں کو زکار نہیں لے گوں) سے کچھ تحسیں پہراتے ہیں اور درجیش کی نظم حاصل ہونا یقینی ہے ۱۲۔
پہنچت درگاشنکر سیاریتی نے اپنے مفسروں میں اور منتقل کردہ منڑوں کے مدد
اوہ بہت سے وید منڑوں کا حوالہ دے کر بہت مدل انداز میں یہ ثابت کیا ہے کہ ویدوں میں
آخرت کا عقیدہ بالکل قرآنی عقیدہ کی طرح ہے جس میں یوم آخر میں جزا اور سزا کی وہی
وائی زندگی کا ذکر ہے۔ اُو گون کا ذکر یا بہت سے جنمیں کاٹہ صرف یہ کہ ذکر نہیں ہے
بلکہ اس کی تروید کی گئی ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو منلوب کرنے کا حکم ہے۔
یہاں ایک او را ہم تین قابل ذکر باتیں ہے کہ مندرجہ بالا وید منڑوں کو ہم نے پڑھتے
درگاشنکر سیاریتی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اُنھیں ہم نے دوسرے تراجم میں دیکھا چاہا
تو معلوم ہوا کہ سارے مترجمین نے بالکل ایک دوسرے سے مختلف ترجیح کیے ہیں جن کے
مفہوم ذرا بھی آپس میں میل نہیں کھاتے۔ یہ ہے معنوی تحریفات کی ایک اور مسترد مثال۔
جب جب مترجمین نے اسلامی کلام کی اصل سے ہٹنا چاہا اور آخرت کے صحیح عقیدے کو
چھپانا چاہا تو ان میں آپس میں بھیاتفاق نہیں اور ان سمجھی نے اپنی پسند کی تاویلات کر لیں۔

سے رسالہ کا نئی تحریک ۱۹۷۹ء میں رُگ و پیر ۱ - ۹۲

- ३३ -

لگہ پنڈت جی کا ترجمہ کیے گئے مختصر متن نے دو سروں کے ترجموں سے ملائے تو ان مترنوں کا یہ ترجیح کیا جائے کہیں کہیں نہیں۔
البہان مترنوں میں جو منسکرت کے اندازان استعمال ہمے ہیں ان میں اس ترجمہ کی بیجانا شرح محسوس ہوتا ہے۔

آواگون کی اصل حقیقت

ایں بہت سے خطوط موصول ہرے ہیں جن میں آواگون کے مقیدے پر روشنی ڈالی جائے۔ دیدوں اور ہندو محققین کے جوابے ہم نے پیش کیے ہیں اُن سے یہ بالکل واضح ہے کہ اصل مندوذہ سب میں موجودہ زندگی کے بعد ہمیشہ کی دوسری زندگی ہی کا تصور تھا۔ لیکن پھر بھی ہرمن گھڑت کہانی، ہردو مالا اور ہر باطل عقیدے کی کوئی بسیار ہوتی ہے۔ ہماری حقیقت کے مطابق آواگون کا عقیدہ بھی بالکل بلے بنیاد نہیں ہے بلکہ متشابہات کی زبان میں بیان کردہ کچھ حقیقتوں کو قبل از وقت بھجئے کوشش کرنے کی وجہ سے اصل مفہوم خبط ہو گیا اور اس آواگون کی کہانی نے جنم لے لیا۔ آواگون کی کہانی کی اصل بیک گراونڈ میں جو بہت سی حقیقتیں ہیں وہ علم متشابہات سے تعلق رکھتی ہیں۔ جن کا عوام کے سامنے بیان کرنا فی الواقع مناسب نہیں ہے۔ اب تر اس پہلوکی کچھ نگھنے پڑھو دعاً اس پر بھروسہ وار نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس افادیت کے پیش نظر ہم ان حقیقتوں میں سے صرف دو کو تحریک لے رہے ہیں جن کو نگھنے کی وجہ سے آواگون کا عقیدہ وجود میں آیا۔

(الف) انسانی جسم میں کروڑوں اربوں زندگہ جاندار موجود ہیں۔ ہمارے جسم میں جو خون گردش کر رہا ہے وہ بھی لا تعداد سرخ اور سفید کروڑوں (RBCs اور WBCs) پر مشتمل ہے۔ جو خدا ہم ترا کریوں، بیزوں یا گوشت کی شکل میں کھاتے ہیں اس میں لاکوں جاندار جرثومے (Bacteria) موجود ہوتے ہیں۔ ان جرثوموں میں بہت بڑی تعداد تراکاری یا گوشت پکانے کے بعد بھی زندگہ رہتا ہے جو دودھ، انڈا، شہد یا دوسری نہماں ہم کھاتے ہیں اس کی بھی یہی شکل ہے۔ حدیبیہ کے سارہ پانی پیسے کی شکل میں بھی ہم درازہ لاکوں کروڑوں جانداروں کو اپنے جسم میں داخل کرتے ہیں۔ یہ تمام نہایت

Red and white blood corpuscles

انسانی جسم کے کارخانے میں داخل ہو کر مختلف تبدیلوں کے عمل (Processes) سے گزر کر خون بنتی ہیں یا آنسو، پیشاب، پاخانہ و دیگر فضلات کی شکل ہیں خارج ہو جاتی ہیں۔ باپ کی پیٹ میں جو زندگی کے کیرٹے (جرثومہ حیات) اکٹھا ہوتے ہیں ان میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو ان کے پیٹ میں داخل ہو کر نشوونما پا کر ایک نئی انسانی جان کی شکل اختیار کرتا ہے۔ جو جرثومے (جاندار کیرٹے) ہمارے انسوؤں، پیشاب، پاخانے اور دیگر فضلات کے ذریعہ جسم سے خارج ہوتے ہیں وہ کہیں کھادیں کھائیں ہو کر مختلف پریپوڈوں کے جسم میں پہنچ جاتے ہیں جہاں کے ہمیں جو پاپوں کی نہماں کی شکل میں ان کے پیٹ میں پہنچتے ہیں۔ ان میں ایسے جو جرثومے (زندگی کے کیرٹے) جسی ہوتے ہیں جو چوپاپوں کے چوپوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر ان جانوروں کے فضلات کی شکل میں بھی یہ جرثومے خارج ہوتے ہیں کہیں چونٹیاں نکھیاں کریوں مکروڑوں کی نہماں کی شکل میں اُن کے جسموں میں داخل ہوتے ہیں۔ بہت سے جانور، بہت سے دوسرے جانوروں کو کھاتے ہیں۔ مثلاً درندے جب چوپاپوں کو کھاتے ہیں تو یہ جرثومے ان کے جسم میں منتقل ہوتے ہیں۔ کچھ اُن کے چوپوں کی شکل میں خارج ہوتے ہیں اور کچھ فضلات کے ساتھ خارج ہو کر زمین میں مل کر پھر پریپوڈوں میں پہنچتے ہیں۔ ان کے ذریعہ پھر کسی اور جگہ کسی اور انسان کی نہماں کی شکل میں اس کے جسم میں منتقل ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ ایک لامتناہی خضم ہونے والا سلسلہ حیات ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ جو جو دن حیات مختلف شکلوں جسموں سے گزرنے اور سفر کرتے رہتے ہیں۔ اور غریب ہر ایسچھ پر لاکوں جو جرثومہ حیات رزندگی کے کیرٹوں میں سے صرف ایک کسی انسان، جانور یا پریپوڈے کی شکل میں اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کا سفر ختم ہوتا ہے۔ باقی جرثومے اس انسان جانور یا پریپوڈے کے جسم سے گذرتے ہوئے کسی اور جسم کی طرف منتقل ہونے کا اپنا عمل جاری رکھتے ہیں جب تک کران کی منزل نہ آجائے۔ یوں سمجھیے کہ ایک انسان کی پیٹ سے صرف ایک جرثومہ حیات رجم مادر میں داخل ہو کر بچے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ یہ جرثومہ اپنی منزل کو پہنچ چلا گیں اسی انسان کے جسم سے خارج ہونے والے دیگر لاکوں کروڑوں جرثومے

مختلف مقامات پر مختلف شکل کوں ہیں نو دار ہونا ہیں۔ اس کے فضلات کے ذریعہ زین میں مل کر ایک پر میں بہت سے جاندار جڑتھے پنچھے۔ اب ان میں سے صرف ایک کی منزل آئی جو اس پر کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ باقی سب جڑتھے جو اس پر کے کی پتوں اور رگوں میں مختلف شکل میں موجود ہیں ان کی منزل ابھی نہیں آئی۔ وہ کسی بکرے کی نہ ہانتے ہیں۔ اب بکرے کے جسم داخل ہو کر والے زندہ جانداروں میں سے صرف ایک کی منزل آئی جو کسی بکری کے جسم میں داخل ہو کر بچے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ باقی جاندار بکرے کو کھائیتے والے کسی اور جاندار کے جسم میں داخل ہو۔ پیاس بکری کی منزل آئی باقی بکریوں اور متعلق ہے۔ بکری کے دودھ صینے والے انسانوں کے جسم میں بھی داخل ہونے والے جراثموں میں سے جند کی منزل آئی اور دیگر کہیں اور ان انسانوں کے فضلات کی شکل میں متعلق ہو گئے اس طرح یہ سلسلہ چار ہتا ہے۔ یہ ہے آواگون کی ایک حقیقت۔ جیسے ہم کسی جگہ سفر کرنے کے لیے مختلف سواریاں بدلتے ہیں: رکشا میں اور میکسی سے گزرتے ہوئے اپنی منزل پر پہنچتے ہیں اور ان سواریوں میں سے کوئی بھی ہماری منزل نہیں ہوتی۔ اس طرح مختلف جاندار مختلف سواریوں (رجانوں) میں سے گزرتے ہوئے اپنی آخری منزل پر پہنچتے ہیں۔ پچھلی سب اس کی سواریاں [Carriers] تھیں۔ ان جراثموں، جانداروں کا مختلف پر دوں، جانوروں شیر، بھیڑیے، کتے، سوڑ، کھانے، بکری اور انسانوں کی شکل میں نو دار ہونا یا ان کے جسموں سے گز نہ، آواگون ہے۔ کوئی جڑتھے لاکھوں جسموں سے گز کر لانی منزل پا کر کسی شکل میں نو دار ہوتا ہے اور نہ جانے کتنوں نے آئیں کہ اپنی منزل نہیں پائی۔

اللہ کا قائم کردہ نظام حیات ایسا ہے جس کی باریکیوں پر جتنا غور کریں عقل کی حیرانی بڑھتی جاتی ہے۔ اور قرآن تنبیہات کی آواز کانوں میں گو شمعت ہے۔ کیا پھر تم غور نہیں تھے ہم کیا پھر تم تفکر نہیں کرتے؟ کیا پھر تم تدریج نہیں کرتے؟ کیا پھر تم شور نہیں رکھتے؟ کیا پرم بصیرت نہیں رکھتے؟ کیا پھر ذکر نہیں کرتے؟

جب وہ برکاتات کے نظم و حکمت کے مطابق ایک انسان کی شکل میں ایک جڑتھے حیات

خدا کی منزل پاپی تو اس کا سفر ختم ہوا۔ اب اس انسان کو ایک حقیقی کے بتائے ہوئے راست کے مطابق زندگی کی زندگی ہے۔ اس کی حوت کے بعد اس کی اگلی زندگی میں اس کی دلائی جزا درزا ہے۔ اس کو کسی اور جاندار کی شکل میں اس دنیا میں جنم نہیں ہیتا ہے۔ البتہ اس انسان کے جسم سے جاندار گز رہے ہیں اور جن کا سفر اس کی ختم نہیں ہو رہے ہے وہ اپنی منزل کی جانب روایں رہا ہیں۔ اس مشاہد کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث سے سمجھیں۔

”حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا: ”محمدؐ کوئے بعد دیگر سے پر قرن کے بنی آدم کے بہرین طبقوں میں متعلق رہا جاتا رہا۔ سیاہ تک کریں اس موجودہ قرن میں پیدا کیا گیا۔ یعنی حضور پیغمبر کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا جراثم حیات حضرت آدمؐ سے کہ رات کی پیدائش مبارک تک ہر دو کے افضل ترین انسانی جسموں سے لگتا ہوا بالآخر اپنے کے جسم اطہر کی شکل میں خپور پذیر ہوا۔“

نفظ جراثم حیات (زندگی کے کہیں) ہماری اپنی مقرر کردہ اصطلاح ہے۔ اس کی کوئی سائنسی اصل نہیں ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ سائنس کا نظریہ انتقال (THEORY OF EVOLUTION) اور چینی نظریہ نسلی (GENETIC THEORY) دونوں ابھی نامکمل ہیں۔ اور خود سائنس ان کے نظریہ یا تصوری ہونے کا تسلیم کرتی ہے۔ پچھلے صفحات میں ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی بنیاد مندرجہ ذیل احادیث ہیں:

”ابن عباسؓ سے مردی ہے کہ مقام نعمان میں بروز عزوف روحوں سے دصرہ یا گیا تھا اور آدمؐ کی صلب سے نکال کر ذرتوں کی طرح پیلا دیا گیا تھا اور ان سے یوں گنگوہی کی تھی بنا دیا کیا میں تھا را سب نہیں، سب رو حیں کہتے تھیں۔ کیوں نہیں ضرور۔“ گلہ

”حضرت عطاؐ فرماتے ہیں۔ میثاق کے وقت رو حیں حضرت آدمؐ کی پشت سے نکال گئی تھیں۔ پھر پشت میں دلادی گئیں۔ حماکٹ فرماتے ہیں کہ اللہ نے جس دن حضرت آدمؐ کو پیدا

کرے گا جو اس مٹکوں۔ اب سلسلہ میں صلی اللہ علیہ وسلم۔“

”بخاری تفسیر ابن حیثام اور محدث جعفر بن عیاد اور انتقاد پیشگوئی اوس۔ ولی، جلد دوم“

عقل و خود رجہ تک سانشی دو آجائے کے بعد پتہ نہیں ہوا اُس وقت تک متشابہات کے علم کو کھولنے کی کوششیں آؤ گون کے عقیدے جیسی مگر ابھیوں کی خلائق میں برآمد ہوئے اسلام سے قبل دنیا کے تمام دلگز اپب کے بگاڑا اور ان کی دیوالاں کو کچھ بھی حقیقت کا فرمائھی کر انھوں نے علم متشابہات کو قتل از وقت کھولنے کی کوششیں کی تھیں۔

آواگون کے پیچے ایک اور حقیقت پس وشت جو مل حقیقت را شد آواگون کے پیچے بوجے عقیدے کے

تھیں اور جن کو نہ بکھر سکنے کے باعث یہ مگرا کہن عقیدہ وجود میں آیا ان میں سے ایک حقیقت کی تفصیل ہے اور بیان کی را ب اوگن ہی کی، مل بنا دوں یہ ایک اور پوشیدہ حقیقت ہم بیان کرتے ہیں اور پھر آپ غور فرمائیں کہ کس طرح صاف تحریرے عقائد بھی میں نہ آئنے کے باعث مگر اب یوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ چند حوالے ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں جن سے انشاد اللہ تھجھ حضارت پر چائے گی۔

• ساقی دھرم کی تیشیں زبان کے بارے میں رُگ وید نے ہمیں پہلے ہی آنکاہ کیا تھا کہ وہ میں جد کے پر اے میں واقعات کو تیشیں میں بان کرتا ہوں گے۔

وَكُلُّهُ مَالِكٌ اور کچھ مل وغیرہ وید کی شاخوں میں ایک سڑاکیک موتوں کا تذکرہ ہے۔ ان میں خواس کی مرت، جمالت کی شکل میں مرت، بیماریاں، غم کے ذریعہ صبرگی مرت اور شہزادیت و غصہ وغیرہ سو مرتب ہیں۔ ان سے کا علاج ہے۔ « تھے

ویدوں کا علم حاصل کرنے سے عمل جوڑ دینے سے، کابلی سے، حرام مال کھانے سے، بہن کی مرد واقع ہو جاتی ہے..... ہے
کسل بولی بات ہے کہ بماری ہوا گناہ، جہالت ہوا کامل، ان سے آدمی کی حقیقی

۲۱-۴۰۸ شهندی و ساله مادرگ و بی ایران ۱۹۷۶ ص ۷

تے سکیان گور کھیور۔ پر لوک پندر جنم ائم۔ جنور دی ۱۹۶۹ نومبر

سے فتنہ میا و گان ہے۔ یہ نہ دشمن کو دام شتر مارا جائے۔ صفوٰ

ہے۔ اسی دن ان کی پشت سے قیامت تک کی دنیا میں تمام آئے والی روئیں چیزوں کی طرزِ نکال کر ان سے اپنی روایت کا اقرار لے لیا تھا اور فرشتے گواہ بن گئے تھے ۔ لے مذہبیہ بالا حدیث مختلف طریقہ سے مختلف اسناد کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ ان احادیث سے صلقوں پر تاہم کہ قیامت تک آئے والی تمام زندگیاں با ریک کیروں کی مختلف میں صرفت آدم کی پشت میں موجود تھیں۔ جیسے ان حدیتوں میں ذرتوں کی طرح یا چیزوں کی طرح جیسے الفاظ میں صحباً یا ایک اسی کا نام ہے اپنی اصطلاح میں جرثومزیات رکھا ہے۔ ان جرثوموں کے مختلف طبقات سے گذرنے کا ذکر جس حدیث میں بیان ہوا ہے وہ پہلے نقل کی جا ملکے ہے۔ پھر دو کھجور ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ محمدؐ کو کیسے بعد دیگر سے ہر قرن میں بنی ادم کے بہترن طبقوں میں مشتمل کیا جاتا رہے یا ان تک کمی موجودہ قرن میں پیدا کیا گیا؟ اس حدیث میں بنی ادم کے انفاذ استعمال ہونے سے یہ کہیں آتا ہے کہ رسول اللہؐ کو بنی ادم کے بہترن طبقات میں مشتمل کیا جاتا رہا لیکن یا ان پر اشارہ موجود ہے کہ دیگر زندگیاں بنی ادم کے بھائیوں پر طبقات میں مشتمل ہوتی رہیں گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اُج کے سائنسی دور سے پہلے اس متشابہی علم کی حقیقت کھلنے کا بیان آؤ گوں کے عقیدے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ہر اسلامی کتاب میں دینی و علمی رسمیتے گئے تھے: ایک محکمات کا اور دوسرا متشابہات کا۔ متشابہات کا علم کسی اور دوسرے کے نہیں تھا۔ اس وقت اسے کھولنے کی اجازت نہیں تھی۔ رسول آخر الزماں حضرت محمدؐ کے جسمانی دور مبارک کے چورہ سو سال بعد، حادثہ کعبہ کے بعد وہ دوسرا دور شروع ہوتے والا تھا۔ جس میں متشابہات کے علم کی حقیقتوں کو بتدریج کھلانا تھا۔ اس دور سے دو کوہم نے کیسے تعمین کر لیا۔ اس کے ثبوت ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں انشا اللہ آئندہ کسی موقع پر پیش کریں گے۔ فی الحال صرف اتنا کچھ یعنی کرانا فی

اور جوں سے طے، خواں کر گئے۔ ص ۲۵۳۔ ترجمہ کتب الروح مصنف علماء حافظہ ان تیرمیزی ۲

تقرير عن حفل زفاف عائلي - مطبوع - يكتب بالفوج - دوسته -

موت نہیں ہوتی میکن بیماری اُس کے مثالی صحت مندرجہ کی حالت یقیناً ہے اور مرنہ اُس کے مثالی انسانی اخلاقی کی حالت ہے۔ اس کی رو رحمانی، حوت ہے۔ جہالتِ دُماغی، سمجھ و بجہ اور پُوش و خواس کی حوت ہے اور سُستی و کلامی اُس کی قوت عمل کی حوت ہے ریس برو جانی موتیں میں) لیکن علاج جسم و بدن کو سچا علم دعائے کو اور قبر اُس کی روح کا اسی دنیا میں دوسری زندگی رپئر جنم، عطا کر سکتے ہیں۔

مُحَمَّدؐ کے ذریعہ اندر ہی اندر کس طرح ہماری آنسانیت بار بار مردی کے اور آتنا رو روح ایسا جیوان بن دی ہے۔ ایک آدمی جیسے ہی لاپچ اور اپنی قوم یا دوست کسوٹ کا جنم کرتا ہے خدا کی نظر میں لیگناہ اسی کی رو روح کو کتنے کاروپ دے دیتا ہے۔ جیسے جی اسی دنیا میں کیونکہ کشاں عرب کا مظہر ہے۔ شرمناک شہوانیت گیا رو روح کو اس جنم کی علامت سور جیسا بنا کیا ہے حققتِ گدھے جیسا شیطنت سانپ جیسا تکلیف دینے کی نظر بچھو جیسا وغیرہ وغیرہ لیکن آتا کی یہ تبدیلی خدا کی طرف سے آخری سزا نہیں ہوتی۔ وہ تو پر لوک را خرت ہیں بد کاروں پر گناہوں کے جرم پوری طرح ثابت کرنے کے بعد دے گا۔

یعنی آواگوں کے پس منظر میں ایک اور حقیقت۔ ویدوں میں آسمان صاف صرف ایک بار دوسری دا گی زندگی کا ہی بیان ہے۔ جیسا کہم پچھے صفات میں بندوقختین اور ویدوں کے حوالے چیزیں کر کے بتاچکے ہیں لیکن وید کی کچھ شاخوں میں سیکڑوں موتوں کا دکرنا ہے اس دنیا کے اسی جنم میں بار بار رو رحمانی طور پر مرکر مختلف جیوانی فطرتوں کا اختیار کرنا گول دیسا جیوان بن جانے کے متراودت ہے۔ یہ حقیقت ز سمجھ سکنے کے باعث اسی دنیا میں بار بار جسمانی حوت مرکر طرح طرح کے جانوروں کا رہ پر دھارنے کا عقیدہ آواگوں بن گیا۔ یہ ایک مثال ہے کہ کس طرح اصل کتابوں کی اصل تعلیمات کی طرف متوجہ کر کے گردے ہوئے اور گراہ کن عقائد کے ماننے والوں کو صفاتِ تحریرے عقائد پر لایا جا سکتا ہے۔

ویدوں کے کچھ دیگر احکامات

جوئے کی ممانعت ہے۔ جو کھینچنے والے شخص کی سانس اسے کوئی ہے معاو اس کی بیوی بھی اسے چھوڑ دیتی ہے۔ جباری کوئی ایک کچھی گزری بھی ملاؤ حصہ نہیں دیتا ہے۔ اس کے بعد لگا اس امور سے مفتر سے تیرھوئی منزہ کے ذات اور سماجی نعمات گذا کر تیرھوئی منزہ میں کیا گا۔

ولے جباری جو کھینچنے چھوڑ کر کشی کر۔ اس میں جو فتح ہو اسی میں معلم رہ جائے شراب کی ممانعت ہے۔ شراب پینے کے بعد اس کا نہ شراب پینے والے کے دل میں اپنی بیکاری کے لیے جنگ کرتا ہے۔

ولے خوار یافت نہ کرنے والے انسان شراب پی کر بہست پہنچتے ہیں اور وہ قصیں سکھیت پہنچانے کی طرف اہل ہوتے ہیں اس لیے تم ایسے تو گوں کو دولت پہنچ پر بھی اپنا سارا اپنہ ادھیتے ہے۔

سرووگی ممانعت ہے۔ زیادہ دھن حاصل کرنے کی امید سے دھن ادھار دینے والوں کے دھن کو رکھ لائیں تھام چین لیتے ہو۔

شادی کے رسومات میں آسانی کا حکم ہے۔ جن راستوں سے ہمارے دوست رشتے دار لوگوں کے والد کے پاس پہنچتے ہیں، ان راستوں کو کاٹنے سے

حروف اور آسان کرو۔ ”
هر دو کو عورتوں کے کپڑے پہننے کی ممانعت ہے۔ اگر شوہر بیوی کے کپڑے
پہننے تو اس پر جادوی طاقتؤں کا مذاب ہوتا ہے۔ ”
”

باب ۲

احادیث اور پرانی پیشہ نگاریوں کی میسا نیت

مختلف رواویں میں یہیں (موجودہ دور) کے خاتمے کے قریب دنیا میں پہلی براہیوں کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، ہم ذیل میں ہر پرانی و لنش پرانی اور وشنو پرانی کے کچھ حصے نقل کر کے حدیثوں میں آخری زمانے کے حدث کی میشین گریوں سے اس کا مقابل پیش کر رہے ہیں۔

احادیث

ہر پرانی و لنش پرانی اور وشنو پرانی
غیر ضروری ہونے پر بس لوگ جوئے و مدد
کریں گے اور قسمیں کھائیں گے۔

حضرت ہبیر رضیؑ میں کہ رسول کریمؐ کو
یہ فرماتے تھے کہ قیامت آنے سے پہلے جھوٹوں کی
پیدائش ہو جائے گی لہذا ان سے بچ دہنا۔

حضرت ہبیر رضیؑ سے روایت ہے کہ اپنے
نے فرمایا جب انت کفت کی جانے کی تو قیامت
کا انتظار کرنا۔ سوال ہوا کہ امامت کیسے ملت ہوئی؟
فرمایا جب حکومت اور سلطنت کا انتہا الی لوگوں
کے سپرد ہو جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔
(رجہداری)

حضرت ہبیر رضیؑ سے روایت ہے کہ رسول
کو اکثر ہمیں اور اپنے کھلانے والے کی قرض
کے کر ہر پر کر جائیں گے۔

کلیگ میں راجا اپنی مددوں کے قلم
بن کر رہا یا کل خفاکست سے بے پرواہ بھاگیں
گے، پیداووں کا تحت قلع پر حق نہیں رہے
گا، حکومت کرنے والے کیزوں کا اطراف زندگی
اپنائیں گے۔ دنیا کے سبی لوگوں میں چوری
کے رجمان میں اضافہ ہو گا، ایک دوسرے کا
مال ہر پر کر کے امیر بننا چاہیں گے۔ یعنی غلط
والے ہمیں اور اپنے کھلانے والے کی قرض

اکثر نے فرمایا جب ایل نیشن کو دولت قرداشت
کے کر ہر پر کر جائیں گے۔

عورت کی گھر بیو زندگی کا حکم ہے۔ ” دہلی تم سب سے اچھی گھر والی بزاور شوہر کے
گھر میں رہتے ہوئے گھر کے ملازمین پر راجح کر فہمے عورت شوہر کے گھر میں ماں بن کر نکلے
پاؤ۔ شوہر سے محبت کے رشتے قائم کر دا اور بڑھاپے کی عنکبوت اپنے گھر میں راجح کر دے۔ ”
عورت کی حیا کے احکامات ہے۔ ” چونکہ بہنے میشین ہوتے نہیں بلکہ اسے
اس سے نظریں بچا رکھو اور پر نہیں۔ اپنے پیروں کو سیئے ہوئے رکھو۔ ایسا باس پیشہ کر کوئی
تمہارا جسم دیکھے نہ سکے۔ ”



بائب ۲

ویدک دھرم میں کعبہ کی حقیقت

احمد کا ذکر ہے، محمد کا ذکر ہو، آخری علم رقرآن، کا ذکر ہوا اور کعبہ کا ذکر نہ ہوا۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ ہم پہلے بھی بتاچکھیں کہ ہندو قوم کا کعبہ سے بہت کم ارتکعت ہے۔ ان کی مختلف طوائف نما عبادات اسی کا منظہ ہیں۔ ملا میں باقی رہ گئی ہیں۔ اصل کعبہ کو یہ سمجھوں گے۔ ان کے تمام پرانے اسلام منادر کا قبلہ رخ تھی (ونزاد جس کی درج انسیں نہیں مسلم) اس کا ایک بہت بڑا بُوت ہے ویدوں اور پرانوں میں کعبہ کے لیے بہت سے الگ لفاظ نام ہیں۔ آنے بھی بہت سے ہندو خواص اس حقیقت سے واقعت ہیں لیکن عموم لامطم ہیں۔ ویدوں کے نزد وہ کہ ترجوں کی حالت ایسا ہے کہ ان ترجوں کی مدد سے کعبہ کے بیانات ویدوں میں ثابت کرنا قریب قریب ناممکن ہے۔ اس کے ملاوہ ویدوں میں حقیقت کعبہ بہت طویل اور پیچہہ موضوع ہے جس کا حق باقاعدہ ایک پوری کتابت سے ہی ادا پوست کا ہے۔ بہر حال کعبہ کے لیے ویدوں اور پرانوں میں جو الفاظ اس تعالیٰ پر ہے ہیں ان کا تجزیہ ہم ذلیل ہیں پھر کہ رہے ہیں جس سے کم از کم یہ ثابت ہو سکے کہ کعبہ کے بیانات مختلف ناموں سے ہندو نہ کتابت میں بکثرت موجود ہیں کعبہ کو ویدوں اور پرانوں میں جن ناموں سے پہنچا لیا جائے وہ یاد ہیں۔

Ілляяسپد

نا امی کمسال

داس کابن

الا اسپد

بھی کل

دار کابن

Ілляسپد

نا امی پڑھیا

او پشتر تیرتھ

مکتے شوار

اس وقت دولت کی بھی پوجا ہو گئی۔
شریعت بے وقت بھی جائیں گے اور مکبود کو
کوئی دہت نہیں کسے گا۔

جلد لگے۔۔۔ جب مرد بیوی کی امانت کرنے
گئے۔۔۔ جب قوم و جماعت کے سر رباہ اس
قوم و جماعت کے کیسے شفیع پہنچے گے۔۔۔
اور جب آدمی کا تعلیم اس کے شراود تفتکے
ڈھنے کی جانے لگے۔۔۔

(تہذی)

حضرت فرشتہؑ کے ہیں کہ میدنے والوں
کی زندگی فرماتے سنائے ہے کہ بلا بڑی قیامت کی
علمتوں میں سے یہے کہ ملماں تھا یا جائے گا
جہالت کی زیادتی پہ جائے گی۔ زنا کثرت
سے ہنسنے لگے گا۔ شراب بہت پی جائے
گی۔ مردوں کی تعداد کم پہ جائے گی عورتوں
کی تعداد بڑھ جائے گی یہاں تک کہ سچاں
عورتوں کی خبر گئی کرنے والا ایک مرد
بوجا۔

(ستقیطی)

وک شراب کباب چورنے کا بیان کر کے
صاحب رائے اور صاحب نظر کہلائیں گے
لیکن حد اصل ویدوں کے خلاف نہیں
لگادیں گے۔ عورتوں کی تعداد مردوں
سے زیادہ پہ جائے گی۔

لکھن: ہری دش پرلن اور وشو پران کے مضمون ہے لیکن دونوں پرانوں میں
پہنچتی تھی رام شوا کی سمجھی ہوئی سمجھی کار پیش (نقط) ہے یہی ہیں۔

پر تمام نام ویدوں اور پرانوں میں دیے گئے عظیم ترین تیرتھ مقدس مقام کے لیے استعمال کئے میں جس کا محل وقوع معلوم نہیں ہے۔ جی بھن ایسا نہیں ہے کہ ہزار سال قدمیں قبل از کاریخ ہونے کی وجہ سے اس کا مقام علم میں نہیں رہا۔ پندو کتب میں بیان کروہ وغیرہ تمام مقامات اور شخصیات کو اپنائیت اور عقیدت کے جنبے کے تحت ہندوستان سے خوب کریا جاتا ہے۔ جلے اُن کی کوئی کاریخی حیثیت نہ ہے۔

سری رام اور شری کرشن کی کوئی کاریخی سند نہیں ہے اس کے کوئی کاریخی ثبوت نہیں ہیں کہ شری رام کا تعلق موجودہ ایودھیا سے تھا اور شری کرشن کی جملے پیدائش اور جنم تھراثی تکین ان شخصیت سے پہنچ ملائم کرتی تھی تھے کہ جو تاریخیں اس کے باوجود ایودھیا اور کرشن کو ان شخصیات کی جملے پیدائش تھیں وہ ایکیا۔ پھر اب ایسا کیوں ہے کہ ویدوں اور پرانوں میں بیان کردہ عظیم ترین تیرتھ ہندوستان میں کہیں نہیں تصور کیے جاسکتے ہے اس کا محل وقوع ماسلمون یوریو قرار دیا جاتا ہے۔ آئیے اس تیرتھ کے ان سارے ناموں پر غور کریں۔

الا-سید (इलास्पद) (ا'لیٰ، ایلیا، الہ، الایا)۔ یہ س الفاظ معبود کے معنوں میں سنسکرت زبان اور ویدوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس کا ذکر هم باب سیدہ میں کرچے ہیں۔ 'س' (स) سیال زائد ہے اور 'پد' (पद) کے معنی میں مقام۔ اس طرح 'الا-سید' کے لفظی معنی ہوئے 'مقام الہ'۔ سروینیر ولیم [Sir M. Monier Williams] کی سنسکرت انجلش بلکشن [Balksh] میں اس لفظ 'الا-سید' کے آگے لکھا ہے۔ Name of Tirth۔ یعنی یہ اپنے تیرتھ کا نام ہے ویدوں کے انگریزی مترجم گرفتہ نے اس کا ترجمہ 'Ila's Place' کیا ہے یعنی 'الہ کا مقام'۔ انہوں نے 'الہ' کسی دیوتا کا نام تصور کیا ہے۔

الایا-سید (इलास्पद) یہ لفظ 'الا-سید' کا مم معنی ہے پڑت شری رام شرما اچاریہ نے ویدوں کے اپنے ہندی ترجمے میں اس کا ترجمہ 'پُرकی कا پادیگ्र سپل' کیا ہے یعنی زمین کا مقدس مقام۔

نام بجا پر تھیویا (नामा पृथीव्या) (ताभा)

نام بجا پر تھیویا کا مطلب ہوا نام بجز زمین، تمام سدان اس حقیقت سے اپنی طرح ماقف ہیں کہ کبہ کو نام بجز زمین کہا جاتا ہے۔ اب ایک درست و کیجھے جہاں یا انداز استعمال ہوئے ہیں:

इलायास्पद पढ़े वर्यं नामा पृथीव्या ओधि
त्रिगुरुः बहाराम्भां नामां नमिष्टि नमिष्टि

ترجع: ہمارا مقام الہ نام بجز زمین پر ہے۔

اب بتائیے لا یا اس پد کون سا ستر بک مقام ہے؟ ویدوں کی اس تحریف کے بعد کیا کوئی شک بال رہ جاتا ہے؟

یہ رنگ وید کے ۲۹-۳ سلسلے کا چوتھا منزہ ہے اس کے آگے کے تمام منزوں کا ترجیح دینا پیاس طوالت کا باعث ہو جائے گا لیکن اسی سلسلہ میں اگر یار حسین منزہ کا ترجیح اس کو بالکل واضح کر دیتا ہے کہ کچھ بھی کابین تھا کبول کر گیا روحان منزہ رسول اکرم سے متصل ہے۔ رنگ وید میں کہا گیا ہے کہ ۱۱-۲۹-۳

جب اگر راحمہ، جمالی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں تب وہ اسرار بعد میں آنے والے اور نہ اشنس رحمہ، کہلاتے ہیں؟

آئیے اب اپنی آنکھ افغان طرف پر خود کریں۔

نامبھی کمل (नाभिकमल)

پوم پران میں کہا گیا ہے یہ وہ تیرتھ ہے جہاں نامبھی کمل سے مرشی (सूष्टि) یعنی مخلوق کی پیدائش کا آغاز ہوا۔

قرآن شریعت میں ہے کہ پھلا گھر بنی نوح فلان کے لیے بنایا گیا مکہ میں ہے۔ نہ اور تخلیق کائنات کے مظلوم میں کبکہ کی پیدائش کے بارے میں ہمیں حدیث سے معلوم ہتا ہے:

حضرت عبداللہ بن عفراء، مجاهد، تھا وہ اور سدھی نے فرمایا کہ آسمان و زمین کی

پیدائش کرنے میں پانی کی سطح سے سب سے اول کعبہ کا مقام نہوار ہوا۔ شروع میں یہ سفید

نہ رنگ وید ۳-۲۹-۳

ٹھے آلی عرب: ۹۶

آد پشکر تیر تھو (آڈی پوچکر تیر تھو) [تفصیل میں بھی پڑھ کرنے والے کا سب سے قدیم تیر تھو۔ یہ بگ پم پران میں نامہ کیں گئیں کہنے کی تیر تھو کیے تھے۔

جودل میں بھی پچکر تیر تھو کی خدمت کی خواہیں کرتا ہے اس کے تمام عناء و حصل جاتے ہیں..... جو پشکر تیر تھو کی یا تراکر تھے وہ لافانی ثواب کا حقدار ہوتا ہے۔ ایسا میدنے نہ ہے... سب یہ تھوں میں پشکر ہی قدیم ترین تیر تھو بتایا گیا ہے۔ قدیم پشکر جاگرا شان کرنے سے بخات حاصل ہوتی ہے۔ لے جان اٹان کرنے کا ذکر آیا ہے یہ زمزہم کا ذکر ہے معلوم ہوتا ہے اس سے قبل ص ۹۵ پر کہا گیا ہے کہ ریشیوں کا خفیرہ ترین راز ہے۔

سنکریت میں 'دار' کے معنی ہیں بیوی اور دار و کابن (داس کا بن) [وون "معنی" جنگل] بائبل میں سکاشنات

لختان کے ۲۰ دنی باب میں کہجہ کو عورت کہا گیا ہے اور مکہ کو قرآن میں اتم القرانی یعنی نبیوں کی مانہیں ہے اور عرب کو جھل کہا جاتا ہے اس پیغمبرہ تفصیل کو چھوڑتے ہوئے کہ کس طرح دار و کابن کا مطلب کجھے ہوتا ہے۔ آپ براہ راست دار و کابن کے دکشی میں معنی دیکھیں۔ نالہ دشال شد سائر میں اس لفظ کے اگے جو معنی لکھے ہیں وہ یہ ہیں:

"ایک آنہ (جنگل)، لام جبے تیر تھے کہجا جاتا ہے۔
یہ نفخ جس وید منتر میں استعمال ہوا ہے اس کا ترجمہ دیکھو لیجئے۔

"اے پوچکر نے والے دھرو دیش میں ساحل سمندر کے قریب جو دار و کابن ہے وہ انسان کا بنایا جا نہیں ہے اس میں عبادت کر کے ان کی مہربانی سے جنت میں پہنچو۔" لے
وید منتر خود بتا رہا ہے کہ "دار و کابن" کہاں ہے۔

بگ پم پران نمبر اکتوبر ۱۹۳۳ء ص ۷۰ مہینہ پور کمپ پور
لئے (لئے ۱۰ - ۱۵۵) (۳-۱۵۵)

جلد تھے جو بند ہو گئے تھے۔ بچہ اس کے بعد زمین اس کے پیچے سے پھیلانی لگی۔ لے نامہ کمل کی نامہ سار پتیویا سے تفصیل مذاہبت پر خود کیجئے اور پم پران میں دی گئی اس کی تعریف پر خود کیجئے۔ کیا یہ کعبہ کے سوا کجھ اور ہو سکتا ہے؟
ہری ونش پران (ہارکرانہ پورا نہ) میں نامہ کمل کا بیان دیجئے جلا کر بیان کچھ دیا الالی زنگ آگیا ہے۔ یہن حقیقت کو اسیں اس تھہ میں سے بے آسانی نکال سکیں گے۔

بگوان نے مطلق کو پیدا کرنے کے ارادے سے اس کمل کو بنا کر اس کے اوپر سب سے پہلے مبادلت گذار تمام جانداروں کے خلقی برہماجی کو معمول کر دیا اس کی پوری زمین کی مساحت پائی جاتی تھیں۔ اس رہ برہماجی، کا تخت زمین ہی تھی۔ اس رہ زمین کے درجے سے نکلنے والی کو پہاڑوں میں تبدیل ہوئیں۔ ان پہاڑوں کا دوسری ای حصہ بی جبودو پس [بی جبودو پس]
ہے۔ لئے بڑی عبادتوں کا مرکز اور عمل کرنے کی زمین ہی تھی۔ اس نامہ کمل کی جو عکس دریاں ہیں نہیں ہی زمین کے اندر وہی حصہ کے پہاڑا اور دھاتیں کہنا چاہئیں۔ ایسا مقام ہے جسے کہنا بے حد مشکل ہے جو غیر اریہ قوم سے بھر لے۔ کمل کے نیچے شیطانوں کے لیے پاماں۔ اس کے بھی نیچے لک (زورنہ) نامہ کمل کے چاروں طرف جو کیسہ تھے اسی کو اکتا کام مرکز کہا جاتا ہے۔ اور اس کے چاروں طرف پایا جلتے والا پانی رزم زم (کو چار مندر کہا گیا ہے۔ زبردست ملود کے مالک پرانے پہاڑیوں نے اسی طرف تبلیا ہے اُنکا نامہ نامہ کمل کیا دنیا کی پیدائش کی جڑ ہوتا ہے۔ اسی نامہ کمل سے پہاڑ نہیں اور دنیا کے مختلف خطوط پہلے تھے۔ لئے
(ہندی سے اور وہ ترجمے میں مبنی القوسین الفاظ چھارے ہیں)

لئے صرفت کہیہ میں ہ۔ دہر فاروقی، بحوار الفہری، سائب العلی، مولانا امیر علی جلد ۲ ص ۱۵
لئے جبودو پس سچ ر (۳) + اسبر، (۴) + دویپ، (۵) (تھی)

لیفی + پیون + پان + جریہ
لیفی سے پہاڑ بالے پہاڑ سے ہیں مژو و مہا

لئے رسم ۲۹۹ تا ۳۰۵، ہری ونش پران بیان، پندرت شری یا مہ شر آچاری

بشری رام کرشن کون تھے؟ وید بتاتے ہیں

اصل حقیقت کی تلاش ضروری ہے | ویدوں کو پڑھیے اور رام اور بہادر کا مطالعہ کیجئے تو حیرت ہو جائے کہ کسی طرح یقین نہیں آتا کہ یہ سب ایک بی بدب سے مختلف چیزوں میں بشری رام اور بشری کرشن پر بنے ہوئے دیگر قصوں کا خیز ذکر کیا کریں۔

بشری رام اور بشری کرشن کی شخصیتوں سے اتنے افسانے منسوب ہیں کہ عام حقیقت پسند ہندو کو انھیں تسلیم کرنے میں زبردست پس دیش ہے اس کے باوجود وہ ان ناقابل فہم شخصیتوں سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہیں۔ قرآن اور سنت کی برشنی میں ویدوں کے مطابع سے اگر ہندو دھرم کے موجودہ رائج عقیدوں کو ان کے اصل دین تیم پر لایا جاسکتا ہے تو یہ بھی بے حد ضروری ہے کہ ان غیر ویدیک قصوں کی اصل حقیقتوں کو ہم تلاش کرنے کی کوشش کریں کیوں کہ عقائد درست ہونے کے بعد اگر ان کو اپنی مقدس شخصیات کو چھوڑنا نہ ہوئے تو انھیں اس صحیح دین پر واپس آنے میں کوئی تامل نہ ہے گا جسے (رسو) حضرت نوح نے ان کے سامنے پیش کیا تھا اور جو ہر فہمی اپنی امت کے سامنے پیش کرتا آیا ہے اور آخر میں جسے حضرت محمد نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کیا آپ میسا یوں سے حضرت عیسیٰ کو چھوڑ دیئے کی بات کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں ان کے عقیدے کی درستگی کی کوشش کرنے گے اور انہیں بتائیں گے کہ حضرت عیسیٰ

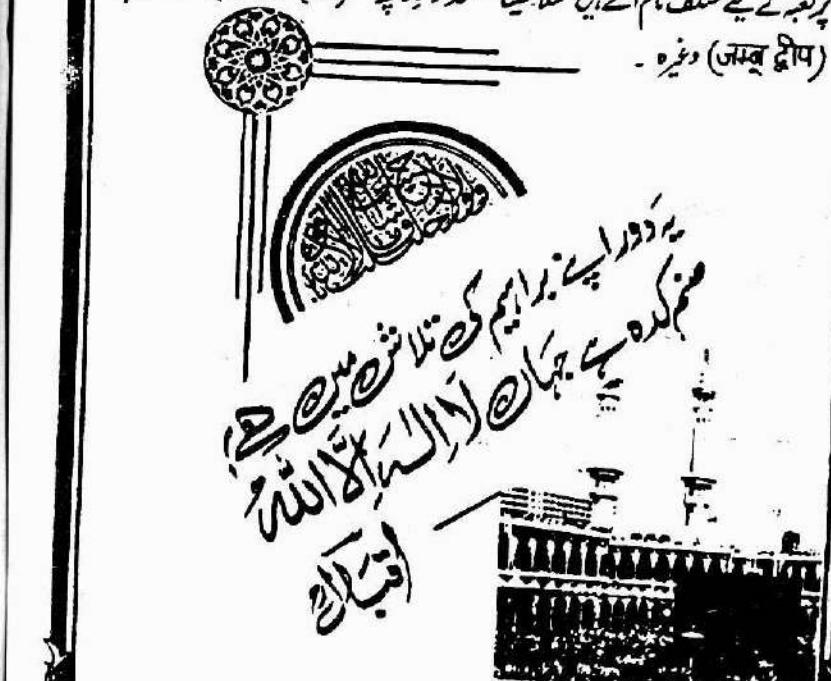
مکتیشور (مکتےشوار) (Makteshwar) مکار کے اس تیرتھ کو، داؤ، کہہ کر اس کے بارے میں لکھا ہے کہ تیرتھ اس دیش میں نہیں ہے۔ لے (Sir M. Monier Williams) مونیر کی سنسکرت انگلش دکشنری سے ایک لفظ کے معنی دیکھ لیا کافی ہوں گے۔

— (مکہ) — The City Of Mecca, Yagya.

یعنی مکہ شہر قربانی کی جگہ،

مکتیشور کا مطلب ہوا مخدالا مکہ، یا مخدار کے یہے قربانی کی جگہ۔

یکچھ تالیف میں جن کی منصر تفصیل ہے نے بیان کی۔ ان کے علاوہ بھی مختلف مقامات پر کعبہ کے یہے مختلف نام آتے ہیں مثلاً سیاستا، مندار و رکبہ، (مندار و رکبہ)، جبودیپ (جبودیپ) وغیرہ۔



کو توہری سبی اپنارہول مانتے ہیں اگر سبی صورت حال ہل مقدس ہستیوں کے ساتھی ہو، اور حقیقت کرنے کے بعد ہم ہندو قوم کو نیا سکیں کران مقدس شخصیات پر تو ہمارا سبی ایمان ہے لیکن اس شکل میں نہیں کران کے ساتھ طرح طرح کی خلیلیاں منسوب کی جائیں تو یہ تبلیغ دین کے منش کی کتنی بڑی خدمت ہوگی۔ آپ کی نظر سے پہلے سبی گذر چکا ہے کہ ہمارے اسلاف میں سے بہت سے حضرات ان ہستیوں کے نبی ہمنے اسکان سے انکار نہیں کرتے تھے۔ اہمان کے نام کی بے ادبی کی اجانت نہیں دیتے تھے۔ آج بھی ہمارے بہت سے مسلمانوں کی سلک ہے سیکن کوئی واضح تصور ان خفیتوں کے متبرک ہونے کا ہمارے پاس نہیں ہے۔ کیونکہ آج تک ہم نے انھیں اسی روشنی میں دیکھا ہے جس میں ہندو قوم نے انھیں ہمالے ساتھ پیش کیا ہے۔

ہندو ڈہن کی کوش مکش

اہندو ڈہن کے اقرار اور اسکار کی درمانی کیفیت کا اندازہ گاندھی جی کی تحریر سے لگائیں۔ وہ کھٹکی میں دہن اور ہمارا جات میں عظیم شخصیت کو جو کچھ کہا گیا ہے سب کو میں نقطہ نظر نہیں تسلیم کرتا ہوں۔ ان میں حسکت انداز میں ضروری اصولوں کا بیان ملتا ہے۔ میں دہن اور کرشن کو ایسا نہیں مانتا ہوں کہ ان سے کبھی نفعی نہیں پرسکتی۔ جیسا کہ دو ذرائع میں ان کی سیرت ملتی ہے۔ ان کو حرف بحرت تسلیم کرنے سے ہمارا دم غشی نہ گا اور ہر طرح کی ترقی رک جائے گی۔

دیکھا آپ نے جو ڈہنی نہیں سکتے اور اس شکل میں تسلیم ہی کرنے میں چکپا پت ہے جس شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ دراصل کوئی معیار نہیں جس پر کہ کریمی اور ناطق کو الگ کر سکیں۔ وہ معیار تو صرف آخری اور غیر تبدیل شدہ دین ہی ہے ملکتے ہے لیکن اس کی روشنی

(لتبیہ جاییٹھونو گذشت) نہ شری رام اور شری کرشن کی اصل حقیقتیں کچھ کے لیے ایک پوری کتاب کی ضرورت ہے۔ وجود وہ مکتب میں ہم مرد مدنی مخالفت میں کچھ ہزاری چیزیں پیش کر رہے ہیں۔ ان مخالفات کے کچھ حصہ اگر ارشاد روجیے پوں تو ہم مفت خواہ ہیں۔ لے اپنا اورستیہ، مرتبہ: شری رام نام کے سمن ص۱

میں کسی نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ خیر اور ویکھے:

وَتَسْمِيَ دَاسِيَّيْنَ رَامَ كَمِنَهُ مِنْ لَكْنِي إِيْ بَاتِيْنَ دُالِيْنَ هِيْسَ جَنَّ كَامَطْلَبَ مِنْ نَهْيِنَ سَاجَّا
بَالِيْنَ مَعْلَقَنَ سَارِيَانَ اِيْسَايَهَ لِهَ

و گیتا تاریخی گرنتھ نہیں ہے لیکن ماہی زندگی میں چھوٹی جنگ کے احوال میں ہر ایک کے دل میں لکھا رہی چلے والی کشمکش کا ہی اس میں بیان ہے..... ہمارا جات میں کوئی معنوں میں تاریخی نہیں اتنا۔ بعد میرا ری خیال اور پختہ ہو گیا..... ہمارا جات میں کوئی معنوں میں تاریخی نہیں اتنا۔ ویاس بھگوان نے اس کا استعمال درست دھرم کا درشن کرنے کے لیے ہی کیا ہے.... گیتا کے کرشن خیال ہیں۔ میرا خلصہ کرشن نام کے تاریے گئے انسان کا انکار کرنا نہیں ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مکمل (مشال) کرشن تصوراتی میں بکھل اوتار کا انتساب ان پر بعد میں ہوا ہے۔

بعد میں ہوا ہے:

مزید لکھتے ہیں:

۰ شاستروں (زندہ ہی کتابوں) کے وہ معنی جو حق کے خلاف ہوں مجھ نہیں ہو سکتے یہ دھرم گرنتھوں کے امام پر جو کچھ چھپتا ہے اس میں سبھی کو کلام اہمی نہیں سمجھنا چاہیے۔ جو

شری رام اور شری کرشن کے زمانے بعد آئیے دیکھیں کہ شری رام اور شری کرشن کے زمانے کے سلسلے میں ہندو گرنتھ کیا کہتے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ شری رام ترا میگ

تھیں پیدا ہوئے تھے اور شری کرشن دُوا پر میں۔ اب پہلے تریتا اور دُوا پر کو کچھی ہندوؤں کے اعتقاد کے مطابق زمانے چار میں۔ سب سے پہلے ست میگ تھا جب حق ہی حق تھا۔

لے اپنا اورستیہ، مرتبہ: شری رام نام کے سمن ص۱۲
نہ ہر یعنی ہر زمرہ تسلیم میں ص۱۳۔۱۵۔۱۶۔۱۷۔۱۸۔۱۹۔۲۰۔۲۱۔۲۲۔۲۳۔۲۴۔۲۵۔۲۶۔۲۷۔۲۸۔۲۹۔۳۰۔۳۱۔۳۲۔۳۳۔۳۴۔۳۵۔۳۶۔۳۷۔۳۸۔۳۹۔۴۰۔۴۱۔۴۲۔۴۳۔۴۴۔۴۵۔۴۶۔۴۷۔۴۸۔۴۹۔۵۰۔۵۱۔۵۲۔۵۳۔۵۴۔۵۵۔۵۶۔۵۷۔۵۸۔۵۹۔۶۰۔۶۱۔۶۲۔۶۳۔۶۴۔۶۵۔۶۶۔۶۷۔۶۸۔۶۹۔۷۰۔۷۱۔۷۲۔۷۳۔۷۴۔۷۵۔۷۶۔۷۷۔۷۸۔۷۹۔۸۰۔۸۱۔۸۲۔۸۳۔۸۴۔۸۵۔۸۶۔۸۷۔۸۸۔۸۹۔۹۰۔۹۱۔۹۲۔۹۳۔۹۴۔۹۵۔۹۶۔۹۷۔۹۸۔۹۹۔۱۰۰۔۱۰۱۔۱۰۲۔۱۰۳۔۱۰۴۔۱۰۵۔۱۰۶۔۱۰۷۔۱۰۸۔۱۰۹۔۱۱۰۔۱۱۱۔۱۱۲۔۱۱۳۔۱۱۴۔۱۱۵۔۱۱۶۔۱۱۷۔۱۱۸۔۱۱۹۔۱۲۰۔۱۲۱۔۱۲۲۔۱۲۳۔۱۲۴۔۱۲۵۔۱۲۶۔۱۲۷۔۱۲۸۔۱۲۹۔۱۳۰۔۱۳۱۔۱۳۲۔۱۳۳۔۱۳۴۔۱۳۵۔۱۳۶۔۱۳۷۔۱۳۸۔۱۳۹۔۱۴۰۔۱۴۱۔۱۴۲۔۱۴۳۔۱۴۴۔۱۴۵۔۱۴۶۔۱۴۷۔۱۴۸۔۱۴۹۔۱۵۰۔۱۵۱۔۱۵۲۔۱۵۳۔۱۵۴۔۱۵۵۔۱۵۶۔۱۵۷۔۱۵۸۔۱۵۹۔۱۶۰۔۱۶۱۔۱۶۲۔۱۶۳۔۱۶۴۔۱۶۵۔۱۶۶۔۱۶۷۔۱۶۸۔۱۶۹۔۱۷۰۔۱۷۱۔۱۷۲۔۱۷۳۔۱۷۴۔۱۷۵۔۱۷۶۔۱۷۷۔۱۷۸۔۱۷۹۔۱۸۰۔۱۸۱۔۱۸۲۔۱۸۳۔۱۸۴۔۱۸۵۔۱۸۶۔۱۸۷۔۱۸۸۔۱۸۹۔۱۹۰۔۱۹۱۔۱۹۲۔۱۹۳۔۱۹۴۔۱۹۵۔۱۹۶۔۱۹۷۔۱۹۸۔۱۹۹۔۱۹۱۰۔۱۹۱۱۔۱۹۱۲۔۱۹۱۳۔۱۹۱۴۔۱۹۱۵۔۱۹۱۶۔۱۹۱۷۔۱۹۱۸۔۱۹۱۹۔۱۹۲۰۔۱۹۲۱۔۱۹۲۲۔۱۹۲۳۔۱۹۲۴۔۱۹۲۵۔۱۹۲۶۔۱۹۲۷۔۱۹۲۸۔۱۹۲۹۔۱۹۳۰۔۱۹۳۱۔۱۹۳۲۔۱۹۳۳۔۱۹۳۴۔۱۹۳۵۔۱۹۳۶۔۱۹۳۷۔۱۹۳۸۔۱۹۳۹۔۱۹۴۰۔۱۹۴۱۔۱۹۴۲۔۱۹۴۳۔۱۹۴۴۔۱۹۴۵۔۱۹۴۶۔۱۹۴۷۔۱۹۴۸۔۱۹۴۹۔۱۹۵۰۔۱۹۵۱۔۱۹۵۲۔۱۹۵۳۔۱۹۵۴۔۱۹۵۵۔۱۹۵۶۔۱۹۵۷۔۱۹۵۸۔۱۹۵۹۔۱۹۶۰۔۱۹۶۱۔۱۹۶۲۔۱۹۶۳۔۱۹۶۴۔۱۹۶۵۔۱۹۶۶۔۱۹۶۷۔۱۹۶۸۔۱۹۶۹۔۱۹۷۰۔۱۹۷۱۔۱۹۷۲۔۱۹۷۳۔۱۹۷۴۔۱۹۷۵۔۱۹۷۶۔۱۹۷۷۔۱۹۷۸۔۱۹۷۹۔۱۹۸۰۔۱۹۸۱۔۱۹۸۲۔۱۹۸۳۔۱۹۸۴۔۱۹۸۵۔۱۹۸۶۔۱۹۸۷۔۱۹۸۸۔۱۹۸۹۔۱۹۹۰۔۱۹۹۱۔۱۹۹۲۔۱۹۹۳۔۱۹۹۴۔۱۹۹۵۔۱۹۹۶۔۱۹۹۷۔۱۹۹۸۔۱۹۹۹۔۱۹۹۱۰۔۱۹۹۱۱۔۱۹۹۱۲۔۱۹۹۱۳۔۱۹۹۱۴۔۱۹۹۱۵۔۱۹۹۱۶۔۱۹۹۱۷۔۱۹۹۱۸۔۱۹۹۱۹۔۱۹۹۲۰۔۱۹۹۲۱۔۱۹۹۲۲۔۱۹۹۲۳۔۱۹۹۲۴۔۱۹۹۲۵۔۱۹۹۲۶۔۱۹۹۲۷۔۱۹۹۲۸۔۱۹۹۲۹۔۱۹۹۳۰۔۱۹۹۳۱۔۱۹۹۳۲۔۱۹۹۳۳۔۱۹۹۳۴۔۱۹۹۳۵۔۱۹۹۳۶۔۱۹۹۳۷۔۱۹۹۳۸۔۱۹۹۳۹۔۱۹۹۴۰۔۱۹۹۴۱۔۱۹۹۴۲۔۱۹۹۴۳۔۱۹۹۴۴۔۱۹۹۴۵۔۱۹۹۴۶۔۱۹۹۴۷۔۱۹۹۴۸۔۱۹۹۴۹۔۱۹۹۴۱۰۔۱۹۹۴۱۱۔۱۹۹۴۱۲۔۱۹۹۴۱۳۔۱۹۹۴۱۴۔۱۹۹۴۱۵۔۱۹۹۴۱۶۔۱۹۹۴۱۷۔۱۹۹۴۱۸۔۱۹۹۴۱۹۔۱۹۹۴۲۰۔۱۹۹۴۲۱۔۱۹۹۴۲۲۔۱۹۹۴۲۳۔۱۹۹۴۲۴۔۱۹۹۴۲۵۔۱۹۹۴۲۶۔۱۹۹۴۲۷۔۱۹۹۴۲۸۔۱۹۹۴۲۹۔۱۹۹۴۳۰۔۱۹۹۴۳۱۔۱۹۹۴۳۲۔۱۹۹۴۳۳۔۱۹۹۴۳۴۔۱۹۹۴۳۵۔۱۹۹۴۳۶۔۱۹۹۴۳۷۔۱۹۹۴۳۸۔۱۹۹۴۳۹۔۱۹۹۴۴۰۔۱۹۹۴۴۱۔۱۹۹۴۴۲۔۱۹۹۴۴۳۔۱۹۹۴۴۴۔۱۹۹۴۴۵۔۱۹۹۴۴۶۔۱۹۹۴۴۷۔۱۹۹۴۴۸۔۱۹۹۴۴۹۔۱۹۹۴۴۱۰۔۱۹۹۴۴۱۱۔۱۹۹۴۴۱۲۔۱۹۹۴۴۱۳۔۱۹۹۴۴۱۴۔۱۹۹۴۴۱۵۔۱۹۹۴۴۱۶۔۱۹۹۴۴۱۷۔۱۹۹۴۴۱۸۔۱۹۹۴۴۱۹۔۱۹۹۴۴۲۰۔۱۹۹۴۴۲۱۔۱۹۹۴۴۲۲۔۱۹۹۴۴۲۳۔۱۹۹۴۴۲۴۔۱۹۹۴۴۲۵۔۱۹۹۴۴۲۶۔۱۹۹۴۴۲۷۔۱۹۹۴۴۲۸۔۱۹۹۴۴۲۹۔۱۹۹۴۴۳۰۔۱۹۹۴۴۳۱۔۱۹۹۴۴۳۲۔۱۹۹۴۴۳۳۔۱۹۹۴۴۳۴۔۱۹۹۴۴۳۵۔۱۹۹۴۴۳۶۔۱۹۹۴۴۳۷۔۱۹۹۴۴۳۸۔۱۹۹۴۴۳۹۔۱۹۹۴۴۳۱۰۔۱۹۹۴۴۳۱۱۔۱۹۹۴۴۳۱۲۔۱۹۹۴۴۳۱۳۔۱۹۹۴۴۳۱۴۔۱۹۹۴۴۳۱۵۔۱۹۹۴۴۳۱۶۔۱۹۹۴۴۳۱۷۔۱۹۹۴۴۳۱۸۔۱۹۹۴۴۳۱۹۔۱۹۹۴۴۳۲۰۔۱۹۹۴۴۳۲۱۔۱۹۹۴۴۳۲۲۔۱۹۹۴۴۳۲۳۔۱۹۹۴۴۳۲۴۔۱۹۹۴۴۳۲۵۔۱۹۹۴۴۳۲۶۔۱۹۹۴۴۳۲۷۔۱۹۹۴۴۳۲۸۔۱۹۹۴۴۳۲۹۔۱۹۹۴۴۳۳۰۔۱۹۹۴۴۳۳۱۔۱۹۹۴۴۳۳۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۔۱۹۹۴۴۳۳۴۔۱۹۹۴۴۳۳۵۔۱۹۹۴۴۳۳۶۔۱۹۹۴۴۳۳۷۔۱۹۹۴۴۳۳۸۔۱۹۹۴۴۳۳۹۔۱۹۹۴۴۳۳۱۰۔۱۹۹۴۴۳۳۱۱۔۱۹۹۴۴۳۳۱۲۔۱۹۹۴۴۳۳۱۳۔۱۹۹۴۴۳۳۱۴۔۱۹۹۴۴۳۳۱۵۔۱۹۹۴۴۳۳۱۶۔۱۹۹۴۴۳۳۱۷۔۱۹۹۴۴۳۳۱۸۔۱۹۹۴۴۳۳۱۹۔۱۹۹۴۴۳۳۲۰۔۱۹۹۴۴۳۳۲۱۔۱۹۹۴۴۳۳۲۲۔۱۹۹۴۴۳۳۲۳۔۱۹۹۴۴۳۳۲۴۔۱۹۹۴۴۳۳۲۵۔۱۹۹۴۴۳۳۲۶۔۱۹۹۴۴۳۳۲۷۔۱۹۹۴۴۳۳۲۸۔۱۹۹۴۴۳۳۲۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۱۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۱۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۱۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۱۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۱۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۱۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۱۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۱۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۱۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۱۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۲۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۲۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۲۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۲۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۲۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۲۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۲۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۲۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۲۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۲۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۱۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۱۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۱۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۱۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۱۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۱۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۱۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۱۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۱۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۱۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۲۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۲۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۲۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۲۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۲۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۲۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۲۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۲۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۲۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۲۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۱۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۱۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۱۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۱۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۱۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۱۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۱۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۱۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۱۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۱۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۲۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۲۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۲۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۲۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۲۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۲۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۲۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۲۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۲۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۲۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۳۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۴۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۵۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۶۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۷۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۸۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۹۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۰۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۔۱۹۹۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۔۱۹۹۴۴

سرگوں اور ہٹلوں کے رامان کے کرداروں پر نام، اداکاری اور ڈراموں میں رام کے موضوع کی مقبولیت سے صاف ظاہر ہے کہ رام کم تھا ساتھی تہذیب کی ایک جیتی جاگتی اور مقیوب روایت ہے۔^{۱۶}

اندو فیشا میں بھی رام کچھ طے ہے۔ ملیشیا اسلامی ملک ہے لیکن رام کم تھا کے بنیروں کے باشندوں کا کوئی کام پورا نہیں ہوتا۔ سلطان کے القاب میں سے ایک لقب ہے سری پادا کا (اسیریا دو کا) جس کا مطلب ہے جیسے بھرت رام کے نائندے کی شکل میں ایودھیا میں کام کرتے تھے اس طرح ملیشیا کے سلطان رام کے نائندے ہے ہیں۔ تعالیٰ یہند کے موجودہ زریش کا لقب رام ہے۔ وہاں کے مشہور زمانہ مندر "امیر الدُّنْدُبِ صَطْح" (Emerald Budha) کی داد رگیلی میں پوری رامان دیواروں پر مکھی ہے..... اندو فیشا سمیت ان سبھی ملکوں میں رامان کا پائچہ باقاعدہ طریقے سے ہوتا ہے اور یہ کسی نہ سب کے لیے خاص نہیں ہے جیزو بال کا عیسائی معلم عیسائی منزوں کے ساتھ رامان کا مطالعہ سمجھی کرتا ہے۔ ملیشیا کے سمازوں کے نکاح کے موقع پر جب تک رامان کا کوئی سین نہیں کھیلا جاتا تب تک شادی کی رسماں پوری نہیں ہاتھ جاتیں۔^{۱۷}

اس مفہوم کا معقد اردو دار اصحاب کو مرشد مطہری و نیکناہ نام، سابق و افس پر فیض گورنمنٹ فریڈنگ کالج راجہ مہندری، دکن کی ایک تعیین سے متعارف کرنا ہے۔ جسم کا نام ہے "رام مصہر کا فروع ہے"۔

یہ نسبت حریت خیز معلوم ہوتی ہے لیکن مطالعہ کے بعد استہزا راستیاب سے بدلتا ہے۔^{۱۸}

مندرجہ بالآخر دوں پر کسی کو حیرت نہ ہو۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ آنے والے ملیشیا کے نامہ وہ اکثر شیور پڑا دیگھ۔ درصم میگ سہ اپریل ۱۹۴۹ء ص ۲۸

تھے وہ شخور پر سماکر۔ نوبت ہندی ڈا جنٹ۔ جون ۱۹۴۹ء ص ۸۵-۸۶
تھے معاشرت جلد ۳ جنوری تا جون ۱۹۴۹ء اور از: سیدیان ندوی ص ۱۰۷

اس کے بعد تسلیل آتا ہے۔ اگلا نہاد ترمیا میگ کہلاتا ہے۔ اس کے خاتمہ کے بعد دا پریگ شروع ہوا اور دا پر کے ختم ہونے کے بعد موجودہ ملک میگ کا دور شروع ہوا۔ ملک میگ پھر جب ختم ہو جائے گا و دبارہ ست میگ آئے گا۔ ان سارے ملکوں میں ملک میگ سب سے جو مختلف بیانات کے مطابق خضرت خوچ کے سلیاب یا اس سے قبل سے شروع ہوا تھا اور اسی جاری ہے۔ باقی سب ملک لامکوں سال مکے ہیں۔ اس کا مطلب یہ پو اکھارے عقیدہ کے مطابق جب سے زمین پر ہندوستانی زندگی کی شروعات ہوئی۔ جلد و عقیدے کے مطابق دا پر اس سے پہلے اور تریتا اس سے بھی پہلے اور ست میگ ان سب سے پہلے لامکوں سال یا کر وڑوں سال پر پہلے ہوئے نہ لئے ہیں۔ انہیں زمازوں میں شری رام اور شری کرشن کا وجود اتنا جاتا ہے جسے اگر ہم سچھ تسلیم کریں تو ہمارے عقیدے کے مطابق یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ شخصیات انسانی جسموں کے درستے پہلے کی ہیں۔ انسانی جسم کے درستے پہلے لامکوں سال پر پہلے ہوئے سلسلے کی روایات ہمالے یہاں بھی ملی ہیں۔ اس وقت زمین پر جزوں کا راجح تھا اور ان میں بھی بہت سے رسول آئے۔ خیرے ایک الگ موضوع ہے میکن یہ واضح ہے کہ شری رام اور شری کرشن کا وجود اگر تھا تو اس زمین پر انسانی جسم سے پہلے کی بات ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ رنسیا کی اکثر دیوالاں کے پچھے حقیقت احمدی کا بگرا ہوا تصور ہے۔ کہیں ان تصویں کا تعلق بھی اسی سے نہیں؟ پہلے شری رام کو لیں۔

شری رام کی کہانیاں تمام دنیا میں | اج ایک عام تصور ہے کہ شری رام کی عزت یا پرتشی صرف ہندوستان میں ہوتی ہے جی نہیں۔ رام کی دیوالاں میں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔

جاوامیں دشمنوں کے افقار رام کے لیے اتنی عقیدت تھی کہ اخیں وہ غیر ملکی نہیں لانتے تھے بلکہ وہ رام کی جائے پیدائش جاوامیں انتہے تھے۔ رام کم تھا کا پر چار و بان لگھر گھر میں تھا۔^{۱۹}

"تعالیٰ یہند کے سراؤں کا رام لقب۔ قدمی راجح صاحبی کا ایودھیا نام اور منخد و کا نیز"

۱۶۔ تحریک مہاگان جلد ۱ پنڈت شرکر رام شربا ص ۵

اگر من در جو بالا دوں بیانات کو صحیح سیم کریا جائے تو صفات خلاہ ہے کہ ویدوں میں رام کا ہم ایک مرتبہ رام نفظ کے ساتھ آیا پوچھا باقی "مرے مقامات پر اپنی کچھ اور کہا گیا ہو گا۔ تینوں جہاڑوں کا نفظ بھی حقیقتِ احمدی کے نظریہ کو کوئی بڑھاتا محسوس ہوتا ہے یعنی احمدؐ محمدؐ اور مقامِ محمود پر فائز پورنے کے بعد محمود۔
بہر حال جب ویدوں میں ہم نے رام کو دیکھا تو رام کی کہانی کے بجائے ہمیں کیا بل وہ آپ بھی دیکھیں۔

پ्र تد دُشیمے پृथवाने वेने प्ररामे वोचमसुर मध्वत्सु

اب اس کا لفظ بہ لفظ ترجیح دیکھیے : ۷

ت = تد = تات۔

دُشیمے = سماقابل شکست (رو)

زمین جمل

पृथवाने

नाट से س्तुति (र)

वेन

प्रराम = پوچھی رام یا پوچھ کر رام یعنی روحانی رام

प्रकेचम = میان کروں (رو)

सुर = پوشی (رو)

मध = ایک جزو کا نام جو اگر یہ بوجی استہتھے (رو) یعنی کڑتے ہے

कत्सु = بیٹا، بیوٹ (رو)

لے دیگ دم ۳۰۰-۳۰۱ تھے ترجیح ہم اپنے تین مقامات سے مدد ہے۔ تانہہہ شال شبہ گورن،
برو نیز سینکرت انگلش و مشنری (رو)، اور ویدوں کا اور سایی ترجیح (رو)۔ پروفیٹ کے ترجیح کے آئے ہے
مندرجہ بالا تینوں کا اپنے کو مختلف بھی دیکھیے میں تاریخ سلسلہ دیجے کہ کس نفظ کا ترجیح ہے نہلہ تے یہ تینوں
کا تکمیل کیا ہے فہرست ترجیح (رو)، (رو) اور (رو) کے مختلف استعمال کیے گئے۔

۷۔ مادہ صفات اخلاق اور اعمال بھی بے گنتی ہتھے ہیں : ۷
سندر زبان صفات اخلاق اور اعمال میں بے گنتی ہتھے ہیں : ۷
نہ دھرم گیگ ۲۴ اپریل ۱۹۶۰ء تھے رام چرترا نس۔ بیانہ اور پیشہ اپنے پرشاد پوت دار جیتا پرنس گوکپور۔ ۳۲۳

اکب ذہجان سے ہم نے انٹو فیضا اور ملیشیا کے بارے میں مندرجہ بالا کی تحقیق کی تو انہوں نے زیادہ
کل تقدیری کی۔ تھاںی لغیڈ کی راجح صافی بن کاکہ کا نام تو ابھی کچھ عرصہ پہلے تک ایودھیا تھا اور مہر
کے دیوتاؤں کے نام را ۲۰ ہمیں بکثرت لئے ہیں مقامات اور زبانوں کے مقلڈے نے را اور رام
میں کوئی فرقی نہیں معلوم ہوتا۔ کیوں کہ سینکرت میں "م" اور "میں" زائد ہوتا ہے۔ ویدوں میں رام
کو را، اکی طرح بھی لکھا گیا ہے۔ (آر) اور پرندی کم بکی آواز دیتی ہے۔

رامپندر جی کی پیدائش سے پہلے بھی رام کہ تھا تھی | رامان کے خاتم
بال ہیکی کے بیان

سے لگتا ہے انہوں نے رام کا تعارف نہ اور کے ذریعہ حاصل کیا یعنی بالکل سے پہلے بھی رام کی
کھاتا ہی آری تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رام چند رجی کی پیدائش سے پہلے یہ قصے موجود تھے یعنی یہ
واعقات اگر پس بچ بھی گونما ہوئے ہوں تو ان واعقات کے توسعے سے پہلے ہی ان کے قصے
موجود تھے۔ درہرے انفاذ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ مستقبل کی کچھ بخوبی تھیں جو دوسری گئی تھیں۔
کیا یہ حقیقتِ احمدی پر بنے بنائے تقدیر کی گئی ہوئی شکل ہے جو مستقبل کی بخوبی چیزیں
رکھتا تھا لیکن اس کو گذرے ہوئے واعقات بچ کر کرتا ہیں لکھ لی گئیں۔ آئیے آگے غور کریں۔

وید راز کھولتے ہیں | ڈاکٹر شیو پرشاد سنگھ دھرم گیگ میں لکھتے ہیں :

وہ رگ وہ میں اس لفظ رام، کامرف ایک مرتبہ استعمال
ہوا ہے۔ وہ بھی جاہ و جلال والی معزز ہستیوں کے ضمن میں جس سے یہ تپتہ چلتا ہے کہ وہ
کوئی راجا تھے نہیں ان سے رامان کی کہانی کا کوئی تعلق نہیں ہو پاتا۔ ۷
جب کہ رام چرترا نس میں جو کرغیز بیک ملزیم بیک نہدوں کی سب سے متذکر تاب مال جات
ہے یہ کہا گیا ہے کہ :

۷۔ ویدوں میں رام کو تینوں جہاڑوں کا گرد کہا گیا ہے۔ ویدوں نے شری رام چند رجی کے
سندر زبان صفات اخلاق اور اعمال بھی بے گنتی ہتھے ہیں : ۷
نہ دھرم گیگ ۲۴ اپریل ۱۹۶۰ء تھے رام چرترا نس۔ بیانہ اور پیشہ اپنے پرشاد پوت دار جیتا پرنس گوکپور۔ ۳۲۳

یہ تھے اس منتر کے ہر لفظ کے لئے الگ معنی۔ پورے منتر کا ترجمہ یوں ہوا۔
”زین آنہ ناقابل شکست ٹھکانہ زین کوئے سچشت رو جان حقیقت رام کلابان کروں۔
کیا ہمیں بتانے پڑے تھا کہ اس دید منزہ میں رام کے کہا گیا ہے؟ اور کیا یہ بھی بتانے پڑے تھا
کہ اکثر دیوں کے ترجیح میں رام لفظ کا ترجیح ہی رام بنی کیا جاتا ہے اور منتر کے دیگر الفاظ
سے بھی دیگر معنی مراد یہے جاتے ہیں۔

گرفت نے مندرجہ بہلا منتر کے بارے میں لکھا ہے کہ بہت اہم اور پر اسرار منتر ہے۔
خود رام کے نام سے پوچھئیں اب سوال ہے پوچھئیں ہوتے ہے کہ دنیا کے مختلف خطوط
سے کہانیاں کیوں پھیلیں ہے جادا۔ انڈونیشیا، ملیشیا اور تھائی لینڈ و عیزہ میں بدھت کے
ماننے والوں کی آبادیاں تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان کا تعلق بندوقستان سے ہو گا لیکن لفظ ”رام“ پر
بھی غور طلب ہے۔ دیدوں میں احمد لفظ بھی آیا ہے۔ ”حمد“ کے لیے با معنی لفظ رازشنس
استعمال ہوا ہے۔ کیا رام کے بھی کچھ معنی ہیں؟ نالنده و شال شبیہ ساگر (ڈکشزی) کے مطالبات
رام کے جو مختلف معنی ہیں وہ یہ ہیں: الشور، گھوڑا تین کی تعداد، راجا رام چند رجی کا نام۔

آئیے ان سب پر چند کریں:
الشور **الشور** تو داشتے ہے کیون.....

گھوڑا **گھوڑے** کی تشریع بیت پیپرہ ہے۔ آسان ذہن
میں اتنا سمجھ لیں کہ اس لفظ کا تعلق حقیقتِ احمدی سے ہو رہا ہے میں ہے۔
مشلاً قرآن شریعت میں سورہ انفال کی آیت ۷۲ میں دشمن سے مقابلے کی تیاری کے لیے
”توت اور گھوڑے“ سے تیاری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر دوسری تو آیت کا مطلب
 واضح تھا لیکن موجودہ دوسری آس آیت کا کیا مطلب ہے؟ گھوڑے آج کی جنگ میں استعمال
نہیں ہوتے۔ قرآن شریعت اپنے عمومی انداز بیان میں اگر صرف ”توت“ سے تیاری کرنے
کا حکم دیتے تو قرآن کا تمام سازو سماں اس لفظ کے معنی میں شامل ہو جاتا۔ پھر دوسری گھوڑے

اور موجودہ دور میں دوسرے ذراائع وقت اکے مفہوم میں ہی آ جاتے۔ پھر الگ سے لگھوڑے کا لفظ بھی تیار کی ہیں کیوں استعمال فرمایا جس کی افادیت صرف پچھلے دور میں تھی آج کے دور میں
نہیں ہے۔ کسی متاذ مفسر بن کلام اللہ کی اس آیت پر کہے ہیں اور گھوڑے کے مفہوم پر پور کرنے
کی کوشش کی ہے۔ کیا گھوڑے سے مراد کوئی اور وقت بھی ہے؟
قرآن عربی کے الفاظ سے مختلف زبانوں میں مختلف مفہوم اندر کیے جانے پر ممکن ہے
کچھ حضرت کو الفاقہ دیجئے۔ موجودہ دور میں تم بڑی القرآن کا دروازہ بالکل بند ہو جانے سے
ایسا جو دیدا ہو گیا ہے کہ قرآن کے مفہوم کو بھی جادہ سمجھا جانے لگتا ہے اور یہ غلط فہمی پیدا ہوئے
تلگی ہے کہ اس کے تمام روز و اسرا کھولنے کا حق ادا ہو چکا۔ ہماری اتفاقاً سیر کے خیروں میں سب سے
آخری تفسیر بھی پہاڑ سال سے زیادہ پرانی پوچھی جبکہ ادی ترقی کی رفتار آج اتنی تیز ہے، جتنی
کبھی نہ تھی۔ اگر جلد ہی امرت میں ایسے افراد سامنے نہ آسکے جو جدید علم سے واقعیت رکھنے
کے ساتھ ساتھ قرآن نہیں کے اہل بول تو وہ وقت بالکل سر پر ہے جب قرآن پر فرسودہ
(Out of date) ہونے کا الزام آ جائے گا۔ یہ موضوع ایک پوری کتاب کا محمل ہے جس
کی یہاں سمجھا رکھنے نہیں ہے۔ جوں ایک شال حاضر ہے۔

ترجمہ: ”اور وہ رہی اجانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے؟...“ (سورہلقمان: ۲۳)

کسی دور میں آیت کے اس حصے کے مفہوم میں یہ بھی شامل کیا جاتا تھا کہ رحم داد میں زرکا
ہے یا رُنک، اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ پھر اس مفہوم میں تبدیل کی گئی اور یہ کیا لفظ
قراء پذیر کے بعد جب تک پچھلے شکل میں بن جائے اس وقت تک اس کی جنس کا علم اللہ کے
سو اکسی کو نہیں ہوتا۔ نیز یہ کچھ کی مادلات و اطوار اور خصائص کا ہو گئے، یہ صرف اللہ کے
علم ہی ہے اور یہ کچھ کو نظر فیک قرار پائے گا اور پچھلے کب پیدا ہو گا۔ صحیح الاعضا اور صحیح الدلائل
ہو گکا یا نہیں، یہ سیمی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، لیکن آج اس مفہوم کو بھی چھوڑنا پڑے گا اور
قرآن کے بعض الفاظ کے کچھ اور مفہوم تینیں کرنا ہوں گے!
”صنفی غلیوں (Sex Cells) کے بغیر مدن کے کسی بھی حصہ کے خلیے سے

یہ وظیعی شری رام کی تشریع۔ اب دیکھئے ان کے پیدا ہونے کا مقام اور جا بنا آیا۔ سیتا کو ان سے منسوب کیا گیا۔ لامائیں ان کی حقیقت کا نام دکھا گیا۔ ہنوان سے سیتا کی مدد کرنے کا بیان ہوا۔ بھرت کو اُس کا سبائی بتایا گیا اور یہ تمام مستقبل میں پہنچنے والے واقعات کی خبریں تھیں جنہیں باضی میں وقوع پذیر کر کے کہاں بن گئی۔ حالانکہ ان تمام نامہ کی حقیقتیں مختلف تھیں۔

ایودھیا (آئیوڈھیا) لفظ آئیوڈھیا کے معنی میں دو نہیں اور یہ لفظ (آئیوڈھیا) کے معنی جگہ۔ ایودھیا یعنی وہ مقام جہاں تال مخوز تھے ہمارے کی جگہ اور خون حرام ہے۔ عربی میں اس مفہوم کا ستر اور لفظ دارالسلام یا بیت الحرام ہوتا ہے۔ شری رام یعنی ہاشم کی پیدائش ایودھیا یعنی دارالسلام (ملکہ) میں ہوتا تھا لگئی تھی۔ بس رام کی جدائے پیدائش ایودھیا سے ہندوستان میں ایک شہر بوسوم پڑگیا۔ سیتا کو ان سے خوب کیا گیا تھا۔ سیتا لفظ کے سنکریت ڈاکشنری میں معنی ہے، راجا کی نجی زمین، (Raja की जाति से स्वतंत्र जमीन) یعنی کھبہ۔ ملکہ کا تم القری یعنی بستیوں کی ماں قرآن نے بتایا ہے اور بائیبل میں بھی مکا شفات یا خاتم میں ملکہ کو عورت (WOMAN) کہا گیا ہے۔ سیتا بجا کے کھبہ کے رام کی بیوی سمجھلی گئیں۔ سیتا کا ذکر دیروں میں دو مقامات پر ہماری نظریں ہے جنکی درنوں جلکد مرتعین کو بے حد دشواری پیش آئی ہے کیوں کہ وہاں بھی رامن والی کہانی کا تو کیا کسی عورت کا مفہوم یعنی کی سمجھا گئنا اُنش نہیں ہے۔ لفظ سیتا کا ڈاکشنری میں ایک اور علاط یہ ہے: کمیت میں ہل سے سیانی ٹکنی پسل لکھر۔

جب ہام کا اصل مفہوم سمجھ میں آجائے کا تو مندرجہ بالا مطلب بھی سمجھنے میں دشواری نہ ہوگی۔ سکیت میں اہل سے بنائی گئی پہلی تکمیر سے مراد ہو گا، زمین پر وجود میں آنے والا پہلا مقام یعنی تعبہ۔

رام چرت رامس میں بتا گیا ہے کہ سیگو ان نے خود سیتا کو رام کے سپرد کیا تھا۔ دلماش

اپنی منشاء کے مطابقی خصائص والی افزاید پیدا کرنے کی کوشش جاری ہے اور مینڈک میں کامیابی بھرچکی ہے، جو خلی کے مطابق اڑاکا یا اڑاکی پیدا کرنا انسانی دسترس میں ہے۔ فیبریٹھہ کوئی کسے ایک اسپتال میں ایک بانجھے عورت سے وہ تاریخی ولادت ہوئی جس میں بچہ کا اڑاکی ہونا استقرارِ عمل سے پہلے سی طے کر لیا گیا تھا۔ یہ عمل کرو موزدم ڈغمگو چھاث لیئے کی وجہ سے ممکن ہوا۔ پیدائش کا وقت مقرر کرنااب طام کی بات ہے۔ ۹۔۱۶

یہ کلام الہی کا اعجاز ہے کہ وہی الفاظ خاطر لئے والے زمان کی ترقی کا ساتھ ہر دور میں دیتے ہیں۔ الفاظ تبدیل نہیں ہوتے ان کے مفہوم تبدیل ہوتے ہیں۔ بہرحال اس تکوڑے کی پیلی ریتی، باشیل میں متعدد مقامات پر احمدؐ کے سفید گھوٹے (White horse) پر سوار ہونے کا ذکر ہے۔ مثلاً کاشنفلت ویچت ایمیں نہدو نہیب میں تو اشو میدہ [جاسوس میدہ] بے حد پر اسرار چیز ہے جس کوئی نام حل نہیں کر سکتا ہے۔ جگہ جگہ اشو میدہ کو ہی اس قوم کی اصلاح اور سنجات کا ذریعہ بتایا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اشو میدہ کے ذریعہ کلیک یعنی عوہ دور میں خلاج پائیں گے را شو معنی گھوڑا اور میدہ معنی قربانی۔ یہ سبی نظریں رکھیں کہ سنکرت میں گھوڑے کے لیے لفظ عرب (अरब) بھی استعمال ہوتا ہے۔ عرب کے معنی ہیں گھوڑا۔ حکب عرب (Arab) اور رومی (Rome) کا لیکن نام ہے۔ بہرحال اس پر لکڑا کی جگہ چھپڑتے ہوئے کیونکہ مکاٹاریں کے بعد متفقین اور اہل علم کے ہی سمجھ سکنے کا موضوع ہے۔ تم مام کے اعلیٰ منسوب ہوئے ہیں۔

تین کی لگتی — حضرت احمد بیہی سے کہ تین دور یا تمیں جیشیں ہنا تھیں۔ یہ مجاہتے پیں جسکلے دور سے قبل احمدؑ اس دنیا میں محمدؐ اور وفات کے بعد مقامِ محظوظ رفائل کو کر محمودؐ۔

اس طرحِ رام وہ لفظ ہے جس کے مبنوی مینیمک وقت افسا درخواست دوں کے شامل ہیں۔

یہ اپنے آپ کا الجاذب ہے کہ ایک ہمیں لعنت کے تمام سختی ایک ہمیں حقیقت کی امانت ادا کرتے ہیں۔

۱۳-۱۴: متفقہ نظریہ ملک شاہزادہ، جگ حمل پاکستانی، داکر جماعت احمدیہ

کمکاشفات یونتا (۰-۱۹) شال مشید اگر نانده

کا مطلب تھا رام + آئین (رام + آیا رام) یعنی رام کا آئنا۔ یا رام کا لگر۔ یہ کہانی یا کتاب کا نام پڑے گیا۔ رام چرمانس میں بتایا گیا ہے کہ جنہوں نے آئنی کو بنایا۔ ہنوان جی اخیں کے دوت بیعنی سیجے ہوئے ہیں۔ ہنوان کا مطلب ہے ہنن (ہنن) کرنے والی مقدوس ہستی۔ رشیوں کے ذریعہ یہ حکوم ہوا رہا کہ نینا کے اغوا (۳۴۷۸۲) کے بعد ہنوان اخیں چھڑا ایں۔ یہ کبھی کبے یہ خال بنایے جائے کے بعد اشکنی شہی مدد کر کر آئے والے کا نام تھا۔ بھرت کے معنی نیک۔ نیکوں کو آپ کا بھائی بتایا گیا ہے اور آپ کی غیر موجودگی میں مکار یعنی اسلامی سلطنت کی آپے ہی کے نام پر بھرت کے ذریعہ حکمرانی کرنے کی اطلاع تھی۔ یہ رام کے بھائی بھرت بھی ولماں کی سہاں میں قت ہوئے۔ **روایت باقی ہے مطلب مجھول کئے** ہوئے رام رام ست شے۔

ہزاروں سال سے بند و کھٹے چلے جانہے ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ رام ست میں ہے بلکہ رام رام ست شے۔ یعنی رام کا رام یا احمد کا خدا سست ہے۔ روایت باقی گئی مطلب مجھول گئے ہندو روایات میں ایک بہت اہم منزہ کا ذکر آتا ہے جسے رام جی کا مارک منزہ کہتے ہیں یعنی رام جی کا بارگانے والا یا نجات دلانے والا منزہ۔ وہ منزہ ہے :

رام - رام - رام - رام - رام : رام کا مطلب ہے۔ رام کی عبادت کرو۔ یعنی جن رام چند رجی کو جسمانی خلکل میں دنیا میں مانتے ہیں۔ ان کی طرف خود یہ منزہ کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے اپنی عبادت کرنے کو نہیں بلکہ اپنے سے اوپر کسی اور رام کی عبادت کو سمجھات کا ذریعہ بتایا تھا۔

بہت سا سلسلہ ہے جن کی مختصر ترین نفیصل اس دیوالاکی حقیقت سمجھنے کے لیے آپ کے سامنے کمی کمی۔ اب شری کرشن کو لیں۔

لئے نامندہ دشال شبد سار مص ۵، ۱۱ پر: یکچھ رام تراک کے معنی۔

شری کرشن کی حقیقت

دیدوں میں شری کرشن کا نام جگہ جگہ ہے۔ بالکل واضح میں کہیں شری کرشن کا نام ترجیح میں نہیں لکھا جاہے۔ ہمارے کیونکہ داں کہیں ہمارا بھارت کے واقعہ یا مکن چڑھنے یا کوئی ہوں سے چھڑ جھاڑ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ داں تو انہیں ہر جگہ صاف رائجی کیا گیا ہے۔ دوسری کتابوں میں بھی ان کے احمد ہونے کا اشارہ ہے۔

بھگال کے چڑھی داس کی شری کرشن کی ریت میں شری کرشن کو جنت اور پاتال کے پیدا کیے جانے کی وجہ قرار دیا گیا ہے..... انہیں کو شری رام کی خلکل میں راون کو فتح کرنے والا بتایا گیا ہے۔

گیتا میں شری کرشن کہتے ہیں کہ میں ہی رام ہوں : تے
گیتا جسے دیدوں کا خلاصہ کہا جاتا ہے اس میں شری کرشن کہتے ہیں کہ رام کا نام پاواک
راجی کا ایک نام ہے : تے

دگ دیدوں تویں مثلث تیرے موت کی زبردی چھینے منز کے دریاں میں جو مختلف الفاظ
استعمال ہوئے ہیں انہیں دیکھ کر ایک اندازہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ ران نام منزوں کا بارہ ترجمہ
ہر سنکریت لفظ کے معنی دے کر ثابت کرنا بہت طویل ہو جائے گا۔

۱۔ کرشن (کارنا) ۲۔ اگن (آگیں) ۳۔ پاواک (پاک) ۴۔ راجن (راجی کا نام)
۵۔ یون (یون) ۶۔ میان (میان) ۷۔ یوشٹ (یوشٹ) ۸۔ بیون (بیون)
۹۔ رکن (رکھ مانی) ۱۰۔ بیوی کا نام بتایا جاتا ہے) ۱۱۔ برج (برج)
(یہ دو مقام بتایا جاتا ہے جہاں شری کرشن کی راس میلا ہوئی تھی۔ یہاں پر کوئی ستمہ ایسے ہے)
دلچسپ بات یہ ہے کہ ان منزوں میں شری کرشن اور ان سے منسوب کہانیوں کے
الفاظ ارکمنی اور برج بھی ائے تھے اس کے وجود بیان ان دیدوں کے وجودہ ترجموں میں

لئے دشوار ہیں۔ داکڑ میں لال گرم م۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۴۱۰۔ ۳۴۱۱۔ ۳۴۱۲۔ ۳۴۱۳۔ ۳۴۱۴۔ ۳۴۱۵۔ ۳۴۱۶۔ ۳۴۱۷۔ ۳۴۱۸۔ ۳۴۱۹۔ ۳۴۲۰۔ ۳۴۲۱۔ ۳۴۲۲۔ ۳۴۲۳۔ ۳۴۲۴۔ ۳۴۲۵۔ ۳۴۲۶۔ ۳۴۲۷۔ ۳۴۲۸۔ ۳۴۲۹۔ ۳۴۲۱۰۔ ۳۴۲۱۱۔ ۳۴۲۱۲۔ ۳۴۲۱۳۔ ۳۴۲۱۴۔ ۳۴۲۱۵۔ ۳۴۲۱۶۔ ۳۴۲۱۷۔ ۳۴۲۱۸۔ ۳۴۲۱۹۔ ۳۴۲۲۰۔ ۳۴۲۲۱۔ ۳۴۲۲۲۔ ۳۴۲۲۳۔ ۳۴۲۲۴۔ ۳۴۲۲۵۔ ۳۴۲۲۶۔ ۳۴۲۲۷۔ ۳۴۲۲۸۔ ۳۴۲۲۹۔ ۳۴۲۳۰۔ ۳۴۲۳۱۔ ۳۴۲۳۲۔ ۳۴۲۳۳۔ ۳۴۲۳۴۔ ۳۴۲۳۵۔ ۳۴۲۳۶۔ ۳۴۲۳۷۔ ۳۴۲۳۸۔ ۳۴۲۳۹۔ ۳۴۲۳۱۰۔ ۳۴۲۳۱۱۔ ۳۴۲۳۱۲۔ ۳۴۲۳۱۳۔ ۳۴۲۳۱۴۔ ۳۴۲۳۱۵۔ ۳۴۲۳۱۶۔ ۳۴۲۳۱۷۔ ۳۴۲۳۱۸۔ ۳۴۲۳۱۹۔ ۳۴۲۳۲۰۔ ۳۴۲۳۲۱۔ ۳۴۲۳۲۲۔ ۳۴۲۳۲۳۔ ۳۴۲۳۲۴۔ ۳۴۲۳۲۵۔ ۳۴۲۳۲۶۔ ۳۴۲۳۲۷۔ ۳۴۲۳۲۸۔ ۳۴۲۳۲۹۔ ۳۴۲۳۳۰۔ ۳۴۲۳۳۱۔ ۳۴۲۳۳۲۔ ۳۴۲۳۳۳۔ ۳۴۲۳۳۴۔ ۳۴۲۳۳۵۔ ۳۴۲۳۳۶۔ ۳۴۲۳۳۷۔ ۳۴۲۳۳۸۔ ۳۴۲۳۳۹۔ ۳۴۲۳۳۱۰۔ ۳۴۲۳۳۱۱۔ ۳۴۲۳۳۱۲۔ ۳۴۲۳۳۱۳۔ ۳۴۲۳۳۱۴۔ ۳۴۲۳۳۱۵۔ ۳۴۲۳۳۱۶۔ ۳۴۲۳۳۱۷۔ ۳۴۲۳۳۱۸۔ ۳۴۲۳۳۱۹۔ ۳۴۲۳۳۲۰۔ ۳۴۲۳۳۲۱۔ ۳۴۲۳۳۲۲۔ ۳۴۲۳۳۲۳۔ ۳۴۲۳۳۲۴۔ ۳۴۲۳۳۲۵۔ ۳۴۲۳۳۲۶۔ ۳۴۲۳۳۲۷۔ ۳۴۲۳۳۲۸۔ ۳۴۲۳۳۲۹۔ ۳۴۲۳۳۳۰۔ ۳۴۲۳۳۳۱۔ ۳۴۲۳۳۳۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۔ ۳۴۲۳۳۳۴۔ ۳۴۲۳۳۳۵۔ ۳۴۲۳۳۳۶۔ ۳۴۲۳۳۳۷۔ ۳۴۲۳۳۳۸۔ ۳۴۲۳۳۳۹۔ ۳۴۲۳۳۳۱۰۔ ۳۴۲۳۳۳۱۱۔ ۳۴۲۳۳۳۱۲۔ ۳۴۲۳۳۳۱۳۔ ۳۴۲۳۳۳۱۴۔ ۳۴۲۳۳۳۱۵۔ ۳۴۲۳۳۳۱۶۔ ۳۴۲۳۳۳۱۷۔ ۳۴۲۳۳۳۱۸۔ ۳۴۲۳۳۳۱۹۔ ۳۴۲۳۳۳۲۰۔ ۳۴۲۳۳۳۲۱۔ ۳۴۲۳۳۳۲۲۔ ۳۴۲۳۳۳۲۳۔ ۳۴۲۳۳۳۲۴۔ ۳۴۲۳۳۳۲۵۔ ۳۴۲۳۳۳۲۶۔ ۳۴۲۳۳۳۲۷۔ ۳۴۲۳۳۳۲۸۔ ۳۴۲۳۳۳۲۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۱۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۱۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۱۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۱۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۱۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۱۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۱۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۱۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۱۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۱۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۲۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۲۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۲۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۲۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۲۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۲۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۲۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۲۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۲۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۲۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۱۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۱۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۱۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۱۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۱۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۱۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۱۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۱۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۱۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۱۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۲۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۲۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۲۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۲۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۲۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۲۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۲۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۲۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۲۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۲۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۲۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۲۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۲۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۲۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۲۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۲۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۲۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۔ ۳۴۲۳۳۳۳۳۳۳

ذکریں شری کرشن کا نام نظر آتا ہے اور نہ رکنی اور برعکس کا۔ ہوتا سمجھی کیسے؟ بیان سمجھی اگر صحیح ترچہ کے جائیں تو مہاجارت کی طرف کیا فی کی جگہ کچھ اور دی ٹلے گا۔

بہر حال ذکر یہ تھا کہ گتیا جسے شری کرشن کی زبان میں ویدوں کا خلاصہ کہا جاتا ہے اس میں شری کرشن نے اپنے آپ کو نام اور آگئی بتایا ہے اور ویدوں میں شری کرشن کا ذکر کو مگنی میثیت سے بی کیا گیا ہے۔

جب شری نام کی سمجھی میں نہیں رہتے۔ اگئی طاقت کو مجھ سی نہیں آیا تو شری کرشن کو کون سمجھتا؟

لگ دید کے ایک منتر میں رسول مقول کے نام کی "زاشن، محمد" اکی حیثیت کا ذکر ہے اور اسکے سی منتر میں ان کی کرشن و احمد کی حیثیت کا ذکر ہے۔ شری کرشن کا ایک نام دیدوں میں "وہن مدن" رکھا گیا۔ انشائے الخدا میں سب کچھ بیان فرمادیا تھا، ہم نے ان الفاظ پر افسانے کھلے یہ حقیقتیں کھو دیں۔

مشکرت لفظ وہن (مہن) کا مود (ج) میجے۔ کچھ مشکرت میں نون (ن)
آخر میں بکڑا نہ ہوتا ہے اور مدن (مدن) کا مسد (د) میجے۔ (وہن) میجے۔ محمد نہ جانا ہے۔ زماں کے تلفظ میں فرق کے مطابق کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ اور کتنی عجیب بات ہے کہ اصل مشکرت لفظ وہن مدن (مہن مدن) کے معنی سمجھی باصل وہی میں جو عربی لفظ کے ہیں یعنی معبد تین پرکشش تین ذات توحید و صفات!

ایسے ثبوت موجود ہیں کہ پانڈو دنیا کی پانچ بڑی نند سی تو مولوں کو کہا گیا تھا۔ کوہ و دنیا کے باقی تمام مادی وسائل اور سیماروں اور دولت کے ذخیرہ پر قابض حکومتوں کو کہا گیا تھا اور مستقبل کے لیے یہ خبر دی کئی سختی کریے پانچوں پانڈو بھائیوں کی طرح حق پر ایک ہو جائیں گے اور ان کی باطل کی مسلح ہاتھوں سے فیصلہ کن جنگ ہو گی۔ جس میں پنچ پانڈوؤں کا ساتھ شری کرشن دی گئے اس حق و باطل کے مقابلہ کے سورکر۔ غزوہ نہد میں حق کی فتح کی خوشخبری دی

گئی تھی نہ بس اسی غزوہ پنڈ کو مجاہدات دیک زبان میں کہا گیا جو معکر اسی پیش آن باقی ہے اسے ماضی کے واقعات سمجھ کر ان پر سمجھی افسانے بن گئے۔

اسی مقدس ہستی اور کرشن چڑنے کا الزام۔ استغفار اللہ۔ ماکعن چور کا مطلب کیا تھا اور کیا سمجھا گی۔ ماکعن لفظ ماس کی ابھری ہوئی شکل سے بناتے ہے۔ سکرت میں (ماس) مکن کے معنی ہیں شہر مک۔ (سر و لم نویز رس مشکرت انگلش و اکشنی) اور اسی و اکشنی میں ماک (ماک) لفظ کو مک (مار) سے بنا بر ابا تیا آیا ہے۔ یہ مک کی ابھری ہوئی شکل ہے۔ ماکعن کا مطلب ہر ماکہ کا سب سے قیمتی لکھ رخانہ کھجہ۔ اونا کعن چور کا مطلب ہوا چندی خیفر طریقہ رخانہ کجھے تھا کہ رکھتے والا یا یوں کہیے کہ جس کا خانہ کجھے سے رہ جاتی رہا تھا ام۔

شری کرشن کی پوچھیاں بھی کہا گیا ہے۔ کوچال کے معنی ہیں سردار اور محافظ اور گوئی کے معنی ہیں چھپنے والی۔ کبھر ہی کا ایک نام دار و کابن بتا گیا تھا۔ اور وار کے معنی بیوی کے معنی چھپنے والی، بیوی، چھپنے والی یعنی تمام اتفاقاً پرستا ہے کہ ان غرضی ازالات کی بیانات بے ہوش ہوئی کرشن اور گوپیوں کی چھپر چھپاڑ کی شکل میں دیا کیا جاتے ہیں۔ والدہ اعلیٰ بالصواب۔

دریکے کھلنا شروع ہو گئے ہیں | شمارے میں صفر پر پر باریت شری رام ریش کش دا باما اکی مضمون شائع ہوا ہے جس کا سنسنی خیز عنوان ہے "کیا کعبہ اور کرشن میں کوئی سبندھ ہے؟" کویا تدقیقی طور سے شری کرشن یا مہن مدن کے مالمگیری و رالائی افسانے میں چھپی ہوئی اصل حقیقت کی لواش کی مست میں کچھ درج کیے کھلنا شروع ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اسی ہو دیکے ان تلاشیوں کے غباراً لوڈ ہنبوں کے ساتھ کھل رہے ہیں تین اور ویدوں کی روشنی میں رام کرشن دغیرہ نام سمجھی حقیقت احمدی محمدی کے گھٹے ہوئے خیال عنوان ثابت ہوئے۔ میں تو اس اکشاث حق ہا پہلا داعیہ خود ہماری خاطب پر وسی قوم ہی میں پیدا ہو رہا ہے۔ مضمون نگار نے اس مضمون میں یہ سمجھی کھلائے۔

نہ غزوہ نہیں کا مادی شکر یہ دیکھے اور قلب لا خوفزدہ۔ ملے مشکرت میں آخر میں (ن) اکڑ زاد ہجھے

محبی اُش نہیں ہے۔ مقصد صرف ایک بگڑی ہوئی حقیقت کی طرف متوجہ کرنا انساناً اور یہ واضح کرنا تھا کہ ان ناموں پر لگنے والے ازماں کے بجائے ہمیں دکھ ہونا چاہیے۔ ان ازماں کو دھونے کی کوشش کرنا چاہیے اور ان ناموں کو لیتے وقت ادب کا لحاظ کر کضا چاہیے۔
 ان توبات کے پچھے جپی حقیقوتوں کی وضاحت کا دروازہ اہم مقصد ہم شروع میں بیان کرچکے ہیں۔ تبلیغ احمد سعیج دین سمجھانے کی حکمت ہم نہ صرف اس مقدس ہستی کے تمام ناموں کا ہندوؤں سے زیادہ احترام کرتے ہیں بلکہ اس کے ناموں کے ساتھ کسی قسم کا انتہام بھی ہم پرداشت نہیں ہونا چاہیے۔



عبد نہیں کر بدل فے اسے نگاہ تری
بلارہی ہے تجھے ممکنات کی دنی

میں دو اکاڈمیس کے درشن کے یہ گیا۔ راستے میں ایک جملہ تھی جہاں کام اٹانے
بجھے بتایا کری وہی مقام ہے جہاں ”کادا“ لوگوں نے احرن کو شکست دے کر ان سے گوپوں
کو چین بیٹھا۔ میں نے پنځے سے پوچھا کہ ”کادا“ کون ہے ؟ اس نے بتایا کہ یہ سیاں کے
قدیم باشندے ہیں میرے من میں یہ بات اٹھنے لگی کہ اس کا واجہی اور کعبہ میں کوئی
دشتناقہ نہ ہے کادا جمال عرب ساگر کے مشرقی سناڑے پر اور کعبہ کا مندر عرب
ساگر کے پہنچم سنارے پر کوچہ مسلمانوں کا مقدس تیرتھ ہے محمد صاحبؑ نے بتا رہا
کہ مقبرہ دیکھنے کیا خاصی کے ناتھے کعبہ کی حیثیت بھی باقی رکھی۔ اتنے کشادہ دل تھے کہ اپنے کفر
و شکروں سے بھی پیار کرتے تھے۔ خیر سیاں بات کادا اور کعبہ کے مندر کی ہے الگ چو
میرے اس قول کا کوئی تھوڑا ثبوت نہیں ہے بلکہ میں حالات کی شہادت ایسی ہے
جو میرے اس تیاس اور تصور کی تائید کر لیتے ہے۔ اب تو یہ بلا اختلاف ثابت ہو چکا ہے کہ
بھارت اور عرب دشمنوں کا مندر اور خشکی کے راستے سے تعلق آریوں سے بہت پہلے
سے تھا۔ یہ سمجھی شہادت ہو گی ہے کہ ندی گھاٹی کی تہذیب کا لائقہ سارے سناڑے میں ہوا تھا
..... بھارت میں کوئی تاریخ نہ کہا کی روایت نہیں رہی ہے بلکہ اسی خوش قسمت سے عربوں
اور مصریوں میں کچھ تاریخ نہ کی روایت رہی ہے ندی گھاٹی میں ایک سادگی استوپ
سنے کے تارکے کام والا ایک تماح اور بگ برائی پھر طے ہیں جو گل بگ دوہزار سال
پرانے ہیں انھیں ہر کافی نام کے ایک ناصولم اور قبیلے کے باقیات وہ اڑا جاتا
ہے۔ روایات کے مطابق ایک قیدی دوسرا صدی قبل سعیخ میں اس چلا گیا تھا۔ شہادت
شوہد ہے کہ پہلا و کے رام و مشریق والے رام نہیں تھے۔ پہلا و دام کے بہت پہلے ہو چکتے
ساری کہانی بھارت کے بہر ہوئی گھستنے سے تعلق ہے حالات کی شہادت تو پوری طرح
ثابت کرتی ہے کہ گجرات کے قدیم باشندوں کا واؤن اور کعبہ کے مندر اور اس سامراج کے
صحابہ کے ہماری وضیطہ رہا ہے۔ نہیں حقیقتی لیہ زندگی درست ہے ۔۔۔

ان کی نعمت کرنے والے ہی ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ ۲

اُنے اگئی ہم تھارے تینوں روپوں کو جانتے ہیں جہاں تھا راحکانہ ہے
ان مقامات کو بھی ہم جانتے ہیں۔ ہم تھارے اتمہاں خیری نام اور تھارے پیدا ہونے
کے مقام کو بھی جانتے ہیں۔ تم جہاں سے آئے ہو یہ بھی ہم جانتے ہیں۔ ۳



اُنکے اب بزم جہاں کا درجہ اندراز
مشرق و مغرب میڑتیسے دور کاغذ بھج

اقبال

ویدوں میں اُنحضرت کا مقام محمود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسانی نام احمد اور زمینی نام محمد ہے۔ زمینی دور کے بعد
آپ کو مقام محمود پر نازری آگیا ہے جس کی ہم سمجھی اذان کے بعد دعا کرتے ہیں۔ ویدوں میں آپ
کی تینوں حیثیتوں کا ذکر ہے۔

جس اگئی کا نام دیج و لامتا ہی روپ کے بھی ختم نہیں ہوتا اسے بغیر حسم والی روایت
ہیں (یہ مقام احمدی کا ذکر ہے) جب وہ پیکر جمال میں ہوتے ہیں تب اُسری رسب سے بعد میں
آنے والا (اد راشن) (محمد) کہلاتے ہیں اور جب کائنات کو منور کرتے ہیں تو ما ترسو ہوتے
ہیں اور اس وقت وہ ہوا کی طرح روح حال (ہوتے ہیں) ۴

اور واکے منزہ میں ساتر شوہ آپ کی تیسرا حیثیت کا ذکر ہے اور ظاہر ہے یہ
مقامِ محمود ہے۔ ویدوں کے انقریزی مترجم گرفتہ نے لکھا ہے کہی سب سے پُرانا، بخط
ہے۔ ایک دوسری جگہ بھی ایک ہی منزہ میں ان تینوں حیثیتوں کا بیان دیکھئے۔

۵ اگئی کا پہلا ظہور سورگ وک رجنت کی دنیا، میں بجل رنور کی شعل میں ہوا۔
ان کا دوسرا ظہور ہم انسانوں کے درمیان ہوا، تب وہ جات و دید ریعنی پیدا ہوتے ہی مل
رکھنے والا (اممی)، کہلاتے۔ ان کا تیسرا ظہور جلن (ویدوں میں جلن) روحانیت کی
حالت ہے) میں ہوا۔ انسانوں کی خلاج کا کام کرنے والے ہمیشہ ضوفشاں رہتے ہیں۔

ویدک دھرم میں دجال کا بیان

دجال کاظم اہم نوادرات کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ مختلف احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان انسان قابل میں دجال بن کر نکلے گا۔ وہ بے پناہ توتوں کا ماں کہ ہو گا اور کوئی اس کے مقابلے پر مچک نہیں سکے گا۔ وہ تمام روئے زمین کو فتح کرنا چاہتا جائے گا اور اپنے آپ کو خدا کہنے لے گا۔ جو لوگ اس سے اپنا ایمان صحیح صفات بجا سکیں گے انہیں جنت کی خوشی دی گئی ہے۔ پھر حضرت مسیح فلامبریونگے اور حضرت مهدی علی الرضوان سے فیضان حاصل کر کے دجال کو قتل کر دیں گے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہر ٹیکے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے یہ روئے زمین پر سب سے بڑا فتنہ ہو گا لیکن آپ کے فرمان کے مطابق آپ سے پہلے کسی نبی نے یہ خبر نہیں دی کہ دجال کا نام ہو گا۔ آپ نے یہی فرمایا کہ دجال مدیث اور مکر میں داخل ہونے پر قادر نہیں ہو گا۔ دجال کا واضح بیان بائبل میں مچھا ہے وہاں اسے خاور (Beast) اور جھوٹا بُنی (False Prophet) اور مسیح کی ضد (Anti-Christ) کہا گیا ہے۔ لیکن ہندو نہیں میں اس کے لانا ہے کہ اشارہ کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے صفات الفاظ میں کانا نہیں کہا گیا۔ لیکن لانے دجال کے لانے ہونے کے سب سے قریبی کیفیت کا بیان ہندو نہیں میں ہی ہے۔ وہاں اسے آنحضرت آسر (ASR) کہا گیا ہے۔ آسر یعنی بعد میں آئے والا اور آنحضرت یعنی آندھے کی طرح۔ ہری ونش پران میں آنحضرت آسر یعنی دجال کی جو تفصیل آئی ہے وہ تم نقل کر رہے ہیں۔ پرانوں کے بیشتر حصوں کی طرح یہ حصہ بھی دیوالی نگ احتیار کر گیا ہے۔ پھر سبی دجال کے بیان کی واضح جملکیاں موجود ہیں۔ نہ

مندرجہ ذیل زوجی سمجھیں جیسے الفاظ اہم اضافہ فرمیں

”اس کے ایک ہزار ہاتھ ریعنی ہر طاقت پر قادر ہے“ ہزار ریعنی بہت سو جسم بوجہ رکھنے والا اور دو ہزار پاؤں ریعنی زمین کے ہر حصہ میں آسانی ہیچ جانے والا اور دو ہزار آنکھوں ریعنی انتہائی بصیرت والا ہوتے ہوئے سمجھی وہی شیطان اپنی ننا اور خود سرمی کی وجہ سے انہوں کی طرح چلتا تھا اسکی یہی وہ ”اندھے جیسا“ (ASR) نام سے مشہور ہوا۔ نہ ”اس طرح دنیا کے خادم سے بھر جانے پر سمجھیں گے اس کو ختم کرنے میں ایک رائے ہو کہ تو کبیں سوچنے لگے۔ نازدیکی کہنے لگے مندار پر وقت (Mandaar par khat) مدنظر مکر کی پیاریاں، پر ”کام دھام“ ایک پاکیزہ ترین بلاغ ہے جو شنکر (خدا کا ایک نام) کا بنا یا ہو اے۔ شیروجی رخداد کا ایک ملعون نام، کی اجازت کے بغیر ماں کوئی نہیں جا سکتا۔ شیروجی کی مہربانی سے اس پہلی اُست کو کوئی سمجھی ختم نہیں کر سکتا۔ نہ

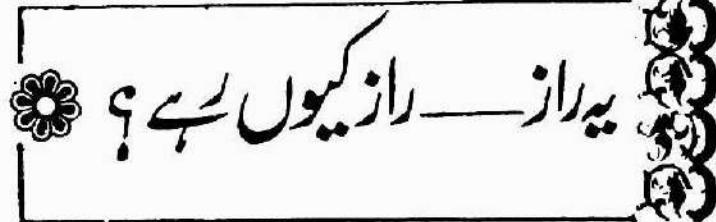
”اس مندار پر کچھ (ASR) مدنظر یعنی کعبہ کی الیشان ہے کہ دیسا کسی جگہ نصیب نہیں ہو سکتا۔“ نہ

”آنحضرت آسر (ASR) آندھے جیسا دجال نے مندار پر وقت (کرکی) پیاریاں، پر جانے کا خیال سچتا کریا اور اپنے ساتھ بہت سے شیطانوں کو لے کر شیروجی کی مہربانی ریعنی الشکاگھر کی طرف ہوتے تکبرتے ہیل دیا۔ مندار پر وقت (مکر کی پیاریاں) سے کہا۔“ نہ پیارا۔ تم جانتے ہو کہ میں اپنے پتا سے کسی کے سمجھی ذریعہ اسے جانے کا وعدہ حاصل کر جکھا ہوں شیطان نے اللہ سے قیامت نہ کی مہلت لی تھی، میں تھیں ابھی چورپور کر ڈالنا ہوں۔ یہ کہہ کر پیدا ہو ایک چونی الکھاڑی۔ وہ شیطان پیاری کی اسی چونی کو اکھاڑا کر پھیکتے تو انہیں شیطانوں

دقیقی حاشیہ مuron غذشتہ) اس قصہ کو سمجھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ مستقبل کی کہانی اپنی کی زبان بن گیجے

سندھی ونش پران جلد ا پنڈت شرکر یاہم شرکر آچالیہ ص ۲۹۲
سندھی ونش پران جلد ا پنڈت شرکر یاہم شرکر آچالیہ ص ۲۹۳-۲۹۴
سندھی ونش پران جلد ا پنڈت شرکر یاہم شرکر آچالیہ ص ۲۹۴-۲۹۵

باجا



ہندوؤں میں چلے آرہے چند سر بستہ راز [ام اپنے آپ کو حضرت محمد کا پیر دکھتے ہیں۔ ہم]

دنیا سے جہالت کے اندر گئے کو در در کرنے کے لیے اٹھتے تھے۔ ہم نے اس زمین پر خدا کی بادشاہی قائم کرنے کا عزم کیا تھا۔ ذرا سوچ کیا ہم اب بھی اس منصب کے اپنے ہی بلا علمی کے اندر گئے کو در در کرنے کے دعوے دار خود کتنی غصہ محبرانہ لا ملکی کاشکار میں ہے اس کا اندازہ اس بات سے نکالیں کہ تم جو کچھ بہت بڑی تحقیق کی شکل میں آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں را در مکن ہے کہ آپ کو یقین کرنے میں بڑی وقت پیش آرہی ہے، ان تمام حقیقوں سے بند و خواص خوب اچھی طرح واقعت میں۔

■ ہندو اس بات سے واقعت ہیں کہ ان کا سب سے بڑا تر ترقہ را سے یا اوپر پٹکر تر تر کہتے ہیں، مکہ میں ہے۔ ان کا اصل شید و نگ کے مسلمانوں کا جھگروہ ہے۔ رشیدونگ کسی گندی چینی کا نام نہیں ہے۔ شید کے معنی خدا اور نگ کے معنی نشان یعنی خدا کی نشانی

■ یہ بات بھی ہندوؤں میں مسلمانوں سے راز میں رکھی گئی کہ جائیں کرنے کے وقت نزع کی تسلیف سے بچانے کے لیے مرنے والے کے کنان میں ان کی مگرگوشی کی جاتی تھی؛ بیان کیا جاتا ہے کہ بچانے زمانے میں ہندو حضرات پر جب نزع کا عالم خاری بچتا تھا تو اسپنی پنگ سے اٹھا کر زمین پر پڑا دیا جاتا تھا... اور نزع کی تکالیف سے بچانے کے لیے چینے پکڑے مرد والے کے کنان میں ان کی، کبھی جاتی تھی مگر اس ان کی کے الفاظ عام ہندوؤں کو معلوم نہ

پر گر کر (ہیمار) انہیں تباہ کرنے لگا۔ آندھک آسر (رد جمال) نے زبردست غصہ اور جنمہارے ساتھ کھینچا ہے اس میں (۲۳۱) جھنگل، یا صحراء یعنی عرب کے مالک کو جنگ کے لیے دعوت دے رہا ہوں۔ یہ سن کر جھوٹی مشورہ بھگوان رُور ترشول کے کر (ترشول کی شکل نفظ اللہ کی طرح ہوتی ہے یعنی اللہ کی مد نے کر) آندھک آسر (رد جمال) کو اسے کے لیے بدلی است اور دوسرا امرت کے ساتھ اس کے سامنے آگئے ہے۔
اخنوں نے اگنی کی شکل کے ترشول کو آندھک آسر (رد جمال) پر چلا جا جو کہ شیطانوں کے راجل کے دل پر بیٹھا..... مندر اچل رمکے (کی گئی ہوئی شوبجا روقار) دوبارہ لوٹ آئی۔

اعجزت کے پردے بک بار پھر اشادیں
بچھڑاں کو پھر ملا دیں نقشِ دوئی ٹھویں
سوئی پڑھی ہوئی ہے حدت سے دل کی بستی
آک سیا شوال اس دیس میں بنادیں
دنیا کے تیر تھوں سے اوچا ہو اپنا تیرتہ
و ملائی آسمان سے اس کا سلس ملا دیں
ہر نگ اٹھ کے چائیں منڑوہ میٹھے بیجے
سارے بچاریوں کوئے پیت کی چڑاویں
تلخی بھی شاتمی بھی بھٹکوں کی گیت میں ہے
تلخی بھی شاتمی بھی بھٹکوں کی گیت میں ہے
(اقبال)

تھے۔ لیکن اکبر اعظم کے عہد میں ایک برسن نے یہ الفاظ بتادیئے تھے اور یہی کہا جاتا ہے کہ یہ الفاظ
امتحن دیدیں موجود ہیں۔ چنانچہ دہستان المذاہب مطبوعہ نویں شور پر پس میں بھی موجود ہے۔

لالہ سرہنی پاپن الالہ پرم پرم

جنم بلینڈم پاپ برتی تو بچے نام محمد

ترجمہ: لالہ کہنے سے پاپ مت جاتے ہیں۔ الا اللہ کہنے سے پرم بدوی رام است عالم، مل
جالی ہے۔ اگر بہیش کی بہشت چلتے ہو تو محمد کا نام جیسا کہ۔

یہ ہے ان کی ہی کاغذ ہم جو مرتبہ وقت کسی زمانے میں عالم زرع میں مرنے والوں کے کان
میں کہی جاتی تھی۔ لے

زجع کرنے والوں نے اس اُن کہی کے ترجیح میں حضور کے دربارے دوراً و مرقاً معمود
کا رازِ زبانے کی وجہ سے حلاں کو تحریری سی تبدیلی کر لی ہے لیکن پھر بھی متأجلاً مفہوم مانے
اگتا ہے۔ آندہ کسی موقع پر اس منظر کی اصل اہمیت ہم بیان کریں گے۔

■ ہندو خواص کا یہ مسلم عقیدہ ہے کہ ایک دن پوری ہندو قوم قرآن پر ایمان لائے
گی لیکن یہ سبی ان رازوں میں سے ہے جنکی ہندو عوام سے اور با مخصوص مسلمانوں سے
پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔
ڈولیاں لکھتا ہے۔

■ جب برسن اپنے بچوں کو اپنا اورث بناتے ہیں تو بچے کو اس طرح بھاتے ہیں
کہ اس کا منہ مشرق کی طرف پواد رخواہ مغرب کی طرف منہ کر کے کان میں
سرخوشنی کرتے ہیں۔ لے بیٹے یاد رکھنا خدا ایک ہے۔ وہی پیدا کرنے والا پائیتے والا اور
بچانے والا ہے اور ہر برسن کو خفیہ طریقے سے اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔ لیکن یہ
سمی جان لو کر یہ ایک ایسا راز ہے جو اگر تم نے لوگوں کے سامنے بیان کر دیا تو تمہاری.....

خوش قسمتی کے دن ختم ہو جائیں گے؟ لے

■ سیلاب والے منزوں کو حضرت نوح کی حیثیت سے ہندو اتنی اچھی طرح جانتے
ہیں کہ قصہ کہانیوں میں بچوں کو سناتے ہیں۔ مثلاً رساں "منکل" کا ادارہ پڑھیں۔ تھے
میرے نئے متے دوستو! اکیسا بار پر لئن کاری ریاست خیز باڑھ آئی۔ ساری
پرتوہی ڈوب گئی۔ یہ کھا کئی لوگوں نے کئی طرح سے کہی ہے۔ ویدوں اور تفسیر پر ان میں بھی
اس کا وڑن (بیان) ملتا ہے۔ اس بارہ کی کھا بائیل میں بھی ہے۔ ایشور نے حضرت
نوح سے کہا ایک بڑا جہاڑا بنا کر اس میں اپنے پریلوایا کے سدیوں را فراد کے علاوہ دو
دوسرا پر ان رجاہدار کو چڑھا لو۔ نوح نے دیسا بھی کیا۔ اس کے بعد جائیں دل تک
لکھا تاریاڑش رات دن بھول رہی۔ صرف حضرت نوح اور ان کے جہاڑ میں سوار پر ان
رجاہدار ہی بچے۔ اس انک دشوار سے میں حضرت نوح اور بارہ پر آدھارت
(رمبی) ایک روچک زوچپ، کھا پرست رحافر ہے۔ کیسی لگی تھیں؟

اسنیبہ (رپار)

محترماً آندہ چاچا:

منہ جو بالا بیاست ہیں ذرت، حبیلے حضرت کا لفظ بتارہ اے کہ کھنے والے حضرت نوح
کو مسلمانوں کے سینگر کی حیثیت سے جانتے ہیں لیکن بچوں بھی انھوں نے بچوں کے سامنے بائیل کا ذر
تو کیا اور سا اورن و قرآن کا ذکر نہیں کیا۔

■ اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ چند ہندو علماء ایو دھیاں کا اصل حقیقت سے واقع
ہیں اور دیگر ہندو خواص کے سامنے اخوند نہ اسی حیثیت سے پیش کیا ہے کہ ان کی اصل
ایو دھیا پر مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی تعدادیں ایو دھیا کی بابری سجد کی
لے

Hindu Manners, Customs & Ceremonies. by DUBOIS.

لے بچوں کا اعلاء لامکتی کے شمارے ۱۰۹/۲۰۱ میں صفحہ ۵۹ پر لکھا ادارہ لفظ باتفاق پڑھی
(رمبی میں کہھ اور ترجیح کے الفاظا ہمارے ہیں)

عوام سے جھپٹاتے آرہے ہیں۔ بند و خواص سے نکل کر اب یہ راز بہت سے بند و خواص تک بھی پہنچ رہے ہیں لیکن تو گوس کو ہدایت دینے والی قوم مسلمان قوم کو ان کی خوبیں۔

ہندو مular یہ بھی جانتے ہیں کہ تبدیلی کا وقت قریب ہے ران کی امانت ان کو روکے ہوئے ہے کہ وہ ہندو عوام کے سامنے حق کا اعلان کر سکیں، لیکن مسلمانوں کے سامنے تحقیقی ثبوت پیش کرنا پڑتا ہے میں اور پھر سمجھی وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ سب مجبول روایتوں پر مبنی ایک خالی افسانہ ہے۔ اور بیان کیے ہوئے تمام رازوں کے تحریری حوالے نہیں پیش کیے جاسکتے۔ کیونکہ حق لا اسکان ان کو چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے جس کی وجہ سے زبانی تذکرے ہی ہوتے رہے ہیں لیکن ان تمام انسختافات کو ہم ثابت کر سکتے ہیں۔ میں ثابت کرنے کی بھی مزدودت نہیں پڑے گی۔ آپ کفار کہ کرن غرت کرنے کے بعدے قریب جا کر تو دیکھیں آپ کو کبی ثبوت مل جائیں گے۔

قرآن، رسول اور بیت اللہ کی حقیقتوں کو جاننے والے جانتے ہوئے بھی چھپا ہے
میں اس بات کو قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے: "یصر فونہ حکما بعرفون ایناء ہو
دہ اسے ایسے سمجھائتے ہیں جیسے اپنے میٹوں کو سمجھاتے ہیں۔"

ہندوستان کی ہندو قوم کے علماء بھی بطور خاص ان حقیقتوں کو اپنی کتابوں اور روایتوں کی روشنی میں خوب سمجھی طرح سے پیش کرتے ہیں۔

ہزاروں سال سے ساتھ رہنے والے پروپریوں کے ادارا و خیالات نما جب تک
کہیں تصحیح علم نہیں ہو گا، مگر ان کی نظریات کو نہیں سمجھ سکتے اور نظریات کو کچھ بغیر تصحیح دعخ
پر دعوت کی میش نہیں کر سکتے۔ کیا اسے مجرما نہ لامی نہیں کہا جائے گا؟ کیا اس لا علی پر
اللہ کی عدالت میں کہیں مو اخذہ کا خوف نہیں پڑنا چاہیے؟ کیا اب کبھی بمارے جائے گا
وقت نہیں آیا ہے؟

ازیابی کی تحریک سے آگئے نہیں میا۔ لیکن چند بندوں خواص کے سینوں میں یہ آرزو پل رہی ہے راستیں اپنی اصل الودھیا کو ایک دن مسلمانوں کے قبضے میں آزاد کرنا ہے۔ وہ ان کے سینوں میں چھپا ایک استہانی خفیہ راز ہے۔ جو چند لوگوں کی زبان پر مسمی آیا ہے۔

ساجد رشید کو انٹرویو دیتے ہوئے شیو سینا کے چیف بال شاکرے صاحب کی زبان پر یہ خواہیں ایک مرتب آنی لیکن پھر وہ الفاظ کو دبا گئے اور ساجد صاحب نے میں آگے نہیں کر دیا۔ ایک ہواں کے جواب میں بال شاکرے صاحب نے کہا تھا:

”دیکھئے آپ اتنا پچھے رہت جائیے۔ ابگل کی بات کچھے کاریخ میں سوت پچھے جائیں گے“
زمیں آپ کو ایسی بہت کامیابیں بتا لےتا ہوں جو پہلے مندر تھے۔ جنکے نشانات ابھی باقی ہیں۔
ایسا آپ انھیں ہندوؤں کو دینے کو تیار ہیں۔ میں کہنا تو ہمیں چاہتا اور نہ میں کوئی اوصیکار جاتا ہے
ہوں۔ آپ کی بات پر کچھہ رہا ہوں۔ اگر آپ سوت پچھے جائیں گے تو آپ کا حرمکار ہے اس میں
پہلی بات تھے۔ اب اگر ہم کہیں کریباں پہلے ہمارے لوگوں کے بت تھے اس یہے یہم کو دو تو یہ
ایسا اس بات کو اغیض گے۔ میں کہتا ہوں آج کی بات کرو، پرانی بات حجورو،“ لے

اس طرح کی بہت سی اور سمجھی مثالیں موجود ہیں۔ ہم بہت خوشی اور فخر کے ساتھ ان لوگوں کا یہ رأنا معبد والپس کریں گے لیکن اسی وقت جب وہ دینہں اور قرآن و احادیث کی پیشین گولی کے مطابق اپنا کھوبی اور اصل دین پا یا یکے ہوں گے۔

آماری غفلت انجمنی عامہ ہندو ان حقیقتوں سے لا ملہ ہیں۔ یہ تمام حقیقتیں ہائی کمیٹیاں کی کتابوں کی تفصیلات سے بکل بتوں کے ساتھ پیش کی جائیں گی تو موجودہ شکل میں رام اور موجودہ شکل میں رام جنم بھوی کا وجود یہی نہیں رہے گا اور تاریخ اس طرح خود کو دہرائے گی جس طرح بت پرست عرب اور تین شو^{شم} سامنہ بتوں والی اصل ایودھیا رکعبہ ہیں تپدہ سو سال پہلے دہرائی جا چکی ہے۔

دین صرف اسلام ہے لیکن.....

قرآن میں دو مقامات پر واضح انداز میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ دین اسلام کے سوا کوئی دو دین قابل تقبل نہیں بلکن دوسریں جگہ یہ تصریح ہے جسیں فرادی کہ برتری نے اپنی امت کو دین اسلام کی تعلیم دی تھی۔

آپ کہہ دیجئے کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر حجہ ہے اور آتا را گیا ہے اور اس پر جا برا بھیم اور اسنیل؟ اسحاق اور یعقوب پر اولاد یعقوب پر آتا را گیا ہے اور اس پر جو مومنی و مصلیٰ اور روز درسے، نبیوں کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا۔ ہم ان میں آپس میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ کے فرماں بردار ہیں اور جو کوئی اسلام کے سوا اس کو دین کو طلب کرے گا سو وہ اس سے ہرگز تبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہو گا۔ (آل عران: ۲۳-۲۵)

تمام انبیاء پر نازل کردہ تعلیمات پر ایمان رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب دین اسلام کے ہی ذاتی تھے اب دوسرے مقام پر ملاحظہ رکھیں۔

ترجع: ۱) یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور اس میں جواہی کتاب نے اختلاف کیا ہے اپس کی ضمیمے اس کے بعد کیا کرآن کو صحیح علم پہنچ چکا تھا۔ درج اللہ کی آیوں سے انکار کرے گا سو اللہ یقیناً جلد حساب یعنی والابے۔ (آل عران: ۱۹)

یہاں بھی یہ واضح ہے کہ اب کتاب کو دین اسلام پا پہنچا تھا۔ پھر انہوں نے اسے بدلتا۔ اسی بابت کو دوسرے انداز میں بیان کرتے ہوئے قرآن عزیز ہے کہا ہے:

ترجمہ: اور انسان تو ایک ہی امت تھے پھر انہوں نے اختلاف کیا۔ ریفس: (۱۹) قرآن نے متعدد مقامات پر واضح کر دیا ہے کہ مقدس صحیفہ اصولاً منسوخ نہیں ہوا

کہ صحیح اور اصل دین ہر دو میں اور ہر زمانے میں اسلام ہی تھا۔ تمام مخالف اور اللہ کی کتابوں میں وین اسلام ہی کی تعلیمات تھیں۔ آج ایک نام غلط فہمی مسلمان ذہن جنمیں یہ ہے کہ خلفت خلافت بدگمان کر سکے۔

سابقہ صالح پر ایمان

ایک غلط فہمی کا ازالہ [انگریزی مقولہ ہے: Seeing is believing] یعنی دیکھنے کے بعد حقیقیں کیوں نہ کریں؟ پھرچند ابواب میں ہم نے ویدوں میں پالی جانے والی قرآنی تعلیمات کی جو چند مثالیں پیش کی ہیں را دراں جیسے غسل بیانات سے دید بھرے ہوئے ہیں، انھیں دیکھنے کے بعد شک و شکر کی نگاش باقی نہیں رہ جاتی کہ وید مگم شدہ آسمانی صالحہ کا مجھی نام ہے جن کا خصوصی تعلق حضرت آدم و نوح سے رہا ہے یہ بیانات اخلاقی یا سماجی اصلاحات سے متعلق ہے تھے جو پیش ہزا روں سال قبل کسی مفکر نے منت کیا ہو بکیر یہ دین کے بنیادی عقائد اور حقیقت احمد و محمد سے متعلق وہ خالص رموز و بیانات تھے جو ہر دو میں انبیاء، علیمین اسلام نے پیش کیے تھے۔ البته ویدوں میں حقیقت احمدی ایک شخصی محوری موضوع بھی ہے۔

یہاں چند نہوں میں یہ شبہات پیدا ہو سکتے ہیں کہ ہم اسلام وہندونہبہ کو یکسان ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یا دوسری نہادہب کو ملا کر کوئی سیا وین بنا رہے ہیں یا دین اسلام کی فتویٰ اور برتری کو گھٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں یہ شیطانِ جہنمی ایسی تمام کوششوں کے خلاف جن کے ذریعہ ایسے خیالات کا شانہ بھی دے سکا ہے دماغوں میں پیدا کر کے اور ہم اللہ کی مدد کے طالب ہیں۔ ابليس یعنی کہ ان تمام چالوں کے مقابلہ میں جن کے ذریعہ مغلص قارئین کو دیکھی اشتافت کے موثر ترین طریقے کے خلاف بدمغان کر سکے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے ساتھ ہی پچھلے تمام انبیاء کے لائے ہوئے دین مسونخ ہو گئے اور قرآن آجلانے کے بعد پچھلے تمام انبیاء پر نازل کردہ مخالف مسونخ ہو گئے۔

الشتمان ہم سب کی صفت فرمائے یہ بات توہارے بنیاد کی عقائد ہی کے خلاف ہے تمام انبیاء اوسان کی لائی ہوئی کتابوں پر ایمان لائے بغیر توہام مسلمان ہو ہی نہیں سکتے۔ اور جب تمام انبیاء وین اسلام ہی لائے تھے تو ان کے لائے ہوئے دین کے مسونخ ہونے کا مطلب کیا ہے؟ قرآن نے اشکل کسی کتاب کا مسونخ نہیں کیا بلکہ جگہ جگہ اللہ کا یہ ارشاد قرآن پاک میں ہے کہ قرآن ان سب کتابوں کی تصدیق کرتکے۔

اس عام غلط فہمی کی دو وجہات پر سکتی ہیں۔

۱۔ ہر ہی کا دین اسلام تسلیک شریعتیں جدا ہیں۔ ارشاد باتفاق ہے :

۲۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک خاص شریعت اور ناہ رکھی تھی.....

(المائدہ : ۳۶)

دین اور شریعت میں فرق ہے دین تو بنیادی عقائد کا جموعہ ہے جیسے توحید رسلات، آخرت اور تقدیر پر ایمان لانے تمام انبیاء کی کتابوں میں ایک ہی دین اسلام کی تعلیم تھی میکن شریعت ہر رسول کی جدا ہتھی۔ دین پر عمل کرنے کے طریقے یعنی عبادات و قوانین رسمیے چوری میکن شریعت کی سزا میں اکام شریعت ہے۔ ہر صاحب شریعت رسول کے آجائے کے بعد ان کی لائی ہوئی شریعت نافذ ہوئی اور پچھلی شریعتیں مسونخ ہوئیں۔ رسول اخ حضرت محمدؐ کی بعثت کے ساتھ شریعت محمدؐ نے پچھلے تمام شریعتوں کو مسونخ کر دیا۔ دین اور شریعت کے مفہوم گذشتہ ہو جانے کی وجہ سے یہ خطرناک غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے کہ پچھلے تمام انبیاء کے دین اسلام سے مختلف تھے اور وہ اب مسونخ ہو گئے۔ غیر مسلموں کو دعوت دینے کے لیے پہلے ان کو ان کے اصل دین اسلام کی طرف بلاجا جائے گا جسے وہ چھوڑ دیتے ہیں۔ بعد میں ان کو شریعت محمدؐ پر عمل کرنے کو کیا جائے گا۔ پہلیان عقائد کی درستگی ہو گی جس میں بخرازیا ہے اس کے بعد ہی علی زندگی میں دین کے نفاد کا تبرأ ہے گا۔ رسول الکرمؐ نے ہمیں کی احتجابت کے دور میں یعنی مکی دوڑ کی خروجت

میں مشکلین مکار سے ہی کہ کہ دعوت کی ابتدا کی حقیقت اسی ساتھ سے کوئی نیا دین کے کر نہیں آتا ہے اور بلکہ اصل دین ابراہیمؑ کو میش کر رہا ہوں جس کا پھر و تم اپنے آپ کو بتاتے ہو۔

۲۔ پچھلے تمام کتب مقدسر مسونخ ہو گئیں۔ اس زبردست خط فہمی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آج یہ تقدیس آتی ہے اپنی اصل حالت میں دستیاب نہیں ہیں اس اشکال اصل ہم ویدوں کے بباب میں منتقل کیے ہیں ہمیں کوئی سفرت کے ذریل میں مسونخ ہے پر میش کر چکے ہیں۔

حق و باطل کی ملی موجودہ شکل میں ان کا باطل مسونخ ہے اور ان کا حق جوں کا توں مقبول ہے اور اس امت کا فرض اسی حق و باطل کو الگ الگ کر کے دو حصے دو حصے پانی کا پانی کرنے والا حقیقت کلام ہے۔

پچھلی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب

قرآن مجید نے جو جو اہل کتاب کر

دی ہے اور ان پر عمل نہ کرنے پر ملامت کی ہے۔ مشلاہ بھیجی :

۱۔ اور رئے ہجی ای رہیودی ای تم سے کیسے فیصلہ کر اتے ہیں جبکہ ان کے پاس توریت وجود ہے جس میں ہند کا حکم وجود ہے پھر یہ اس کے بعد بھی تھے توہر ہے ہمیں ہادر یہ اُسکے ایمان لانے والوں کے ساتھ نہیں ہیں۔

(المائدہ : ۴۲)

۲۔ کہہ دیجئے اے ہل کتاب تم ہرگز کس اصل پر نہیں ہو جب بے سکتم توریت اور انہیں اور ان دوسری کتابوں کو قائم ذکر و جو تھا میں رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں۔

(رسورہ نامہ : ۷۰)

کیا یہ آیات واضح طور پر اس حقیقت کی طرف نشاندہ نہیں کہ رب ہیں کہ اہل کتاب کو انہی کتابوں کے ذریعے دعوت دی جائے ورنہ کیا مفہوم متصین کریں گے۔ آپ سن آیات کا جن میں ان کو توریت اور انہیں کو قائم کرنے کا حکم دیا جا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ ان کتابوں پر مگر ایک صدق و ولی سے ایمان لے آئیں اور ان کے تحریکی حصہ کو چھوڑ کر ان میں جو اشکال کلام ہے اس کے جوں بن جائیں تو اپنی ہی کتب میں ان کو دو حصے حقیقتیں میں کی

کے اسلام اور قرآن کو مانے بغیرہ نہیں سکتے۔

اب سوال یہ پیدا ہتا ہے کہ یہ کیسے تین ہر کتاب کتابوں کا کون سا حقہ کلام اللہ ہے اور کتنا حقہ تحریف شدہ ہے۔ اس کے لیے ہمیں منت کرنا پڑے گی۔ ہمیں بچہ دہیں کرنا ہی پڑے گا جو ہم پسلے کہ چکے ہیں۔ قرآن کی روشنی میں دوسرے ادیان کا مطابق ہمیں کرنا ہی پڑے گا تاکہ ان ہیں سے ہم کلام اللہ کو الگ کر سکیں اور اس پر ایمان لانے کی ان اقوام کو دعوت دے سکیں۔

قرآن میں اہل کتاب ہی کو سمجھیں ہمیں سمجھی بار بار بچپن کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سب مومنین یہاں تکھنے میں اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسول پر۔ (رسوہ لقرہ: ۲۸۵)

ذرا غور فرمائیں کچھلی کتابوں پر ایمان لانے کے حکم کا مطلب ہے؟ نعم قرآن خود یہ کہتا ہے کہ ان کتابوں میں تبدیلیاں ہو گئی ہیں جو ان کتابوں کے لئے والے سمجھی ان میں نہیں کا اقرار کرتے ہیں۔

آج یہ سمجھا جاتا ہے کہ صرف اتنی سی بات مان لینے سے گریٹنہاں میں نازل ہوئی تھیں، ان پر ایمان لانے کی بات پوری ہرگزی۔ قرآن میں اگر صرف تذکرے کے طور پر سمجھی ان کتابوں کی آمد کا بیان ہوتا تو سمجھی ہم پر یقین کرنا فرض ہوتا کہ یہاں میں اللہ نے نازل کی تھیں۔ ان پر ایمان لانے کے لفاظاً جگہ جگہ کیوں استعمال ہوتے ہیں کہ اس کے بغیر وہی ہی نہیں ہوں گے؟ مطلب صاف ظاہر ہے ان کتابوں کے ان حصوں پر ایمان لانا ملتے۔ ہے جن کی قرآن نصیحت اگرتا ہے اور وہ حقیقت ہے جب ان پر کام کیا جائے گا۔ یہ ہماری امت پر فرض کفایہ ہے اور ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جو اس طرف توجہ کریں تاکہ ہم ان کتابوں پر ایمان لاسکیں جیسا کہ حکم ہوا ہے اور اہل کتاب کو اپنی کتابوں کے رخے سے دعوت اسلام پیش کر سکیں۔ جیسا کہ قرآن کا منشار ہے تب ہم اسلام کو ان کے مذہب کی جیشیت سے پیش کر سکیں کہ دیکھ لاؤ، دین ہر دوسریں ایک ہی تھا۔ مبنی اسلام۔

یہ تضاد کیوں محسوس ہو رہا ہے مجھے قرآن اہل کتاب کو اپنی کتابوں پر عمل نہ کرنے پر

موردا الزام ٹھہرتا ہے۔ (سورہ مائدہ: ۲۳۳)

قرآن اہل کتاب کو توریت، انجیل اور بچپن تام کتابوں کو قائم کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

(المائدہ: ۱۶۰)

اور قرآن ہی ان کتابوں میں تحریف کا ذکر کرتا ہے۔

..... کلام کو اس کے صحیح مقامات سے بدلتے رہتے ہیں۔ (المائدہ: ۱۳۱)

بچہ قرآن ان کتابوں کی تصدیق سمجھ کرتا ہے۔

ترجمہ: "اس نے ری، کتاب آپ پر نازل کی ہے حق کے ساتھ۔ ان کی تصدیق کرنے والی جو اس سے پہلے آجی ہی اور اس نے اُنم اساتھا توریت و انجیل کو" (آل عمران: ۲۴)

اور قرآن اہل ایمان سے ان پر ایمان لانے کو کہتا ہے۔

ترجمہ: "کہ دو کم تو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہم پر آتماراگیا اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسکن اور بیویت اور اولاد یعقوب پر آتماراگیا اور جو موسیٰ اور میتی کو دیا گیا اور اس پر جو دوسرے انجیار کو ان کے پروردگاری طرف سے دیا گیا اور ہم ان میں سے کسی کے درمیان بھی فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ ہی کے حکم بردار ہیں"۔ (البقرہ: ۱۳۶)

قرآن کی آیت میں یہاں تضاد کہیں نہیں۔ بچہ یہ بظاہر تضاد ان آیات میں کیوں محسوس ہو رہا ہے؟ ذرا غصہ ہریے۔ چند احادیث پر سمجھی نظر ڈالیجئے۔ بعض احادیث قرآن کے بعض حصوں کے مطلب واضح کرنے میں مددتی ہیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رائیکہ ربہ، حضرت عبیر بن خابرؓ سے روایت ہے کہ رائیکہ ربہ، حضرت

کیا احادیث میں سمجھی تضاد ہے؟ عبیر بن خابرؓ سے روایت ہے کہ رائیکہ ربہ، حضرت

سے کچھ حصہ لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ توریت میں سے کچھ حصہ ہے۔ آنحضرت خاموش رہتے۔ بچہ حضرت عمر بن زردان کو پڑھنا شروع کیا۔ اور حضور نما پڑھو سماں کے پاس توریت میں لگتا۔ ریڈ کیجھ کہ حضرت ابو بکرؓ نہ ہے۔ عمر کم کرنے والیاں تعبیں کم کریں۔ کیا تم حضور کے

چھوڑو افسوس کو نہیں دیکھتے؟ حضرت عمر بن زردان پر نکاحِ والی اور کہا۔ میں اللہ کے غصب افضل

کو شکار کر دیا گیا..... رجہ الانفسیر سورہ الحادہ ابن کثیر
یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مسئلہ میں توریت میں اسلامی شریعت کے مطابق حکم موجود تھا

رسول اللہ نے سبودیوں کا فیصلہ انہی کی کتاب میں ان کو دھکا کر کیا۔
اب ذرا غدر فرمائیں کہیا ان تینوں احادیث میں بھی تضاد ہے؟

صحیح لسر من ظلم من و مکرم من [بیہنہ پہلے واقعہ کا پس منظر ہے کہ مدفی زندگی کا بنا
ایام میں جبکہ ابھی صحابہ کرام علم کے اعتبار سے بچت ہیں] **بیہنہ**

تمہارے حضور مصطفیٰ کے شوق میں بسودیوں کے ایک مدرسہ بیت المدراس میں جاکر زندگی
شنتھے اور روز بھی کرتے تھے۔ وہیں سے توریت کے اور ایک رسول اکرم کے پاس لے کر آئی تھی
اپنے بہم چوڑے اور یہ دلخواہی اکاس دور میں صرف دینِ محمدی کا انتباہ ہی مطلوب تھا اور دوسروں علیٰ
کا شوق نہ صرف غیر مسجدی بلکہ خدا کا تھا۔ بعد میں مدنی دور کے آخری حصے میں جب یا اتنا دلائی
کو ہو گیا کہ اب آپ کے اصحاب قرآن کی روشنی میں صحیح اور مطلع کی پر کہ کرنے کے قابل ہو گئے تو اپنے
توریت اور الجمل کے دو حصے نقل کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ جن کی قرآن تصدیق کرتا ہے
دوسری حدیث اسی دور سے متعلق ہے اور تیرستے واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ

مصلحت کا تھا ضمیر اور اہل کتاب پر تمام حجت کرنا ہوتا دین اسلام اور شریعت محمد کے
مطابق ان کی کتابوں میں جو تعلیمات پائی جاتی ہیں وہ ان کو ابھی کی کتابوں میں دکھا کر جتنے پر
کرنا چاہئے۔ سبی دو حصے ہیں جن کی قرآن تصدیق کرتا ہے اپنی تحریف سے پاک خدیا کو
قائم کرنے کی قرآن کے نازل ہونے کے بعد سبی اہل کتاب کو تلقین کیا جائے کہ جب تک انہیں
قائم نہ کریں گے وہ کسی اصل پر نہ ہوں گے اور قرآن کے تصدیق شدہ اسی حقیقت پر مبنی تھا
کہ قرآن ایمان لانے کو کہتا ہے۔

اس کے رسول کے فرضہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ حم انشکے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور
محمد کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبیلے
میں میری جان ہے اگر موسیٰؐ مختارے درمیان ظاہر ہوتے اور قم ان کی پریدی کرتے اور مجھے
چھوڑ دیتے تو یقیناً تم گراہ ہو جاتے رحال انکہ اگر موسیٰؐ زندہ ہوتے اور میرا زمانہ نبوت پاتے تو
وہ بھی یقیناً میری ہی پریدی کرتے۔ ردار میں بکار مشکلا باب الاستفاضہ

اب دوسری حدیث دیکھیں:

حضرت عبداللہ بن عفرؓ سے روایت ہے کہ برکار دو عالم منے فرمایا :

..... بنی اسرائیل سے روایت کیا کردی یہ سکھا نہیں ہے (جنہیں یہ حکمة باب تکبیل)

یعنی بنی اسرائیل کے پاس ہو گلم ہے اسے سن کر دوسروں سے بیان کرو۔ اس کی
عملی مثال حضرت سلان فارسی ہیں جو سابقہ میساٹیت ہے ہی اسلام اور پیغمبر اسلام کی صالحیتی
غیری کے کرتلاش رسول گیا میں ادینہ آئے تھے اور جب انہوں نے بزم رسالت میں آ کر یہ توریت و
امہل والی ملی روایات سنائی تو چڑہ انور جگہ اسٹا اسٹا وہ صرف اپنے خود یہ صالحیتی غرب خوش ہو کر
سکی بلکہ تمام صحابہ کو کیجا کر کے اسیں سبی سنائی۔

اوہ اب تیسری حدیث کا ایک حصہ جو بخاری وسلم سے اخونے ہے اوہ سابقہ مخالف کی
حافزی افادیت کا ایڈنہ دار ہے۔

..... یہود مذہبیہ رسول اللہؐ کے پاس رسانش کی نیت سے آئے اور ذکر کیا ہمارے
لیک مدد و مورت نے بدکاری کی ہے ان کے بارے میں آپ کیا از شاد فرمائی ہے۔ آپ نے ۱۶۱:
مختارے یہاں توریت میں کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا۔ ہم تو اسے زموکرتے ہیں اور کوئی نہ کہہ
چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ سن کر عبد اللہ بن سلام نے فرمایا۔ جھوٹ کہتے ہو تو توریت میں حکما کرنے
کا لگھے ہے۔ لاؤ توریت پیش کرو۔ انہوں نے توریت کھوئی تھیں آیت رقم پر ہاتھ رکھ رکھ رکھ
چھے کی سب علبد پڑھ کر سنائی۔ حضرت عبد اللہؐ کہجئے اور فرمایا۔ اپنے ہاتھ اٹھا۔
ہاتھ اٹھا اتھا تو ملکار کرنے کی نیت موجود تھی اب ان کا قرار کرنا پڑا۔ پھر حضور کے حکم سے زانوں

ہندو قوم کو ہم کفار و مشرکین کے زمرے میں شامل کریں یا اہل کتاب مجھیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مختلف گروہوں سے معاملات و تعلقات کی نوعیت قرآنی احکامات پر رoshni میں مختلف ہے اور اس سے بھی ہم بات یہ ہے کہ کسی گروہ کو دعوت دینے کا صحیح ارتقیہ کار قرآن و سنت کی روشنی میں تبیین نہ کیا تاہے جب ہیں اس مخصوص گروہ کے لئے استعمال ہونے والی قرآنی اصطلاح کا علیم ہو۔

اب آئیے غور کریں کہ مشرکین تو الٰی کتاب کہ کی کہا گیا ہے۔ یہودی حضرت عزیز کو اور میسالاً حضرت صیہنی کو خدا کا بیٹا ماننے کے بعد مشرکین کی صفت میں شامل ہیں۔ بہت سے مسلمان بھی اپنے عقائد ای اعمال کی بنیاد پر شرک سے بری الذر قرار نہیں دیتے جا سکتے معلم ہوا از مشرکین کا الہاتق الٰی کتاب پر کسی پرستا ہے۔ بیسی شخص کا فرنی کی بھی ہے۔ قرآن عزیز کا ارشاد ہے کہ:

ترجمہ: «انہوں نے یقیناً کفر کیا جو کہتے ہیں کہ شک اللہ تین میں کا تیرا ہے.....» لہ کفر کے سمنی ہیں انکار کرنا۔ دین اسلام کے مسئلہ عقائد سے کسی درجہ کا انکار بھی کفر قرار پائے جا سکتی کہ مخصوص موقعوں پر مسلمان بھی کفر کی زد میں آئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مشہد حدثت ہے کہ:

وہ جب نے چان پوچھ کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ترک کی طرح کفر کے مختلف درجات میں جن میں سے کسی نہ کسی درجہ کی زندگی دنیا کے پرہزہب کے ماننے والے آئے بغیر نہیں رہتے۔ کافر مطلق کا صفت میں آج کے دور میں ہم کسی کو رکھ سکتے ہیں تو وہ ملکوں کی جماعت ہے جس کے پاس کس خدا کا تصور ہی نہیں ہے۔ ان کے ملاوہ جنتے گروہ یا اقوام ہیں وہ کسی نہ کسی درجہ میں کفر میں ملوث ہو ہی جاتے ہیں مگر مکمل کافر نہیں کہے جا سکتے۔

ند و قر کے اس ترک میں ملکوں کو نے کے باوجود خدا کا تصور ہے۔ کلام الٰہی سے

ہندو قوم کے پاس شہر میں ملتوث ہونے کے باوجود خدا کا تصور ہے۔ کلامِ الٰہی سے

۲۰۱

واعورت کاظمی کار

کیا ہندو اہل کتاب ہیں ہم جب یہ معلوم ہو جائے کہ وید و دل میں آسمانی کلام ہے اور
آدم اور قوم ذرخ ہے تو سب سے پہلا سوال فطری طور پر یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہندو قوم کو اہل کتاب
کہا جاسکتا ہے ؟ اس سوال کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے جب ہم میکے ہیں کہ ہمارے کچھ بزرگ
مندوں کو کہا کر کر شرکت کا درجہ دئتے ہیں۔ دیکھئے۔

بدودوی مرم جز پر کتاب در پروردید، یہ تجھے یاد رکھیں
دیکھنے مسلمان اس سلطنت میں بڑے روادار ہیں اور عربوں نے بندوں کو کفار و عکسین
کے نامے میں شامل نہیں کیا ہے بلکہ شیر اپنی کتاب کا درجہ دیا ہے۔ اس سلطنت میں یہ مسلمان
بندوی نے اپنی کتاب عرب و پہنچ کے تعلقات میں بڑی محققانہ بحث کی ہے۔ لہ

”سنڌ کی سب سے قدیم عربی تاریخ پنج ناموں کے فارسی ترجیح میں یہ مذکور ہے۔ محمد بن قاسم نے برہمن آباد (رسنڌ) کے لوگوں کی درخواست تبول کی اور ان کا اجازت دی کہ سنڌ کی اسلامی سلطنت میں اسی حیثیت میں رہیں جس حیثیت میں عراق اور شام میں یہودی میسانی اور یار کی رہتے ہیں۔“ گئے

بلاذری میں یہ نصیح ہے کہ ۔۔۔ ہندوستان کا بت خانہ بھی عیسائیوں اور سیپردیوں کی عبادت گاؤں اور مجوہ سیوں کے آتش کمکے کی طرح ہے ۔۔۔ تھے

۱- پیش‌بینی اولان زان کجاست: از همان شاخصهای مطابق با این نظریه می‌توان است

نے اسلامی دوسرے ملکوں کی بھی دشمنی کی۔ اور وہاں ماریں گئیں۔

بہم سا ہی کبی نہیں رشتہ تھے۔ رسولوں کا تصور بہت بگڑھانے کے باوجود سمجھی کسی کسی شکل میں موجود ہے اور مرنے کے بعد کچھ نہیں ہوتا، یعنی مددین کی طرح وہ نہیں کہتے بلکہ ان کے پاس آؤ گون کے غلط عقیدے کی شکل میں بھی جزا اور سزا کا تصور ہے۔

اس طرح اگر ہم کافرین مطلق یا مکمل کفر کرنے والوں ہی کو کافر کہیں تو کہا کہ اس گروہ میں بندوق قوم کو ہرگز شمار نہیں کر سکتے۔

پھر کیا ان کو اہل کتاب کہا جاسکتا ہے؟

جب ہر قوم کی طرف اللہ کے نبی آئے تو ہر قوم میہدویں ہی کو قرآن نے اہل کتاب کیوں کہا ہے؟ مسلم ہوتا ہے کہ اہل کتاب وہ لوگ ہیں جن کا کتاب اللہ سے رجاہے وہ بھروسی کوئی شکل میں پوچھتے تو اہل کتاب کے ادیہ رشتہ کسی نبی کے واسطے سے ہے۔ یعنی اس کتاب کے لانے والے نبی کی بوت کا سبی وہ اقرار کرتے ہیں۔

اہل کتاب کی اس تعریف پر بندوق قوم پوری نہیں اتری۔ کتاب ہونے کے باوجود اس سے ان کا رشتہ کٹا ہوا ہے اور نبی دیوالوں میں گرم ہے۔

اہل کتاب نہیں اُمّتِ مُحَمَّدٰ ہیں | بندوق قوم کو اگر ہم اہل کتاب نہیں کہہ سکتے تو ان کے لیے کوئی کی قرآنی اصطلاح مقرر کریں گے یہ جانتے کے یہ ہیں ۳۰۰ سال پچھے کی طرف لوٹا ہو کچھ کیوں کہ وہاں ایک قوم ہیں الی ملکت ہے جو اپنے آپ کو ایک رسول رحمت ابراہیمؑ کی امت کہتی تھی نہیں رسول کی کتاب رمحن ابراہیمؑ اس کے پاس نہیں تھی۔ یعنی کتاب سے اس کا رابط مقطع تھا۔ قرآن نے اس قوم کو اُمیوں کا گروہ کہا۔

“اُمّتٰ” کا مطلب بے پڑھا لکھا نہیں تھا۔ اس معنی میں اس لفظ کا استعمال بعد میں ہونے لگا۔

ماز جان نے تعریج کی ہے کہ اُمّت وہ ہے جو امت عرب کی صفت پر ہو بلے پڑھا کہ ماذا عرب کی مخصوص صفت تھی۔ بعض علماء کے خیال میں اُمّت اُمّت کی طرف منسوب

ہے۔۔۔ چونکہ بے پڑھے کئے شخص کی حالت گویا وہی ہوتی ہے جس حالت پر کہاں کو ماں نے جتنا تھا اس لحاظ سے اس کی نسبت ماں کی طرف کی جائے گی۔ امام باقرؑ کی طرف یہ خیال منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ اس کو امام القری (رَضَا) کی طرف منسوب بتاتے تھے۔ چونکہ اہل کذ یعنی قریش میں جیسی قوم بے پڑھے کئے ہیں تھے اس وجہ سببے پڑھے کئے شخص کو اُمّت کہا جانے لگا۔۔۔

بندوق قوم کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بھی اس۔۔۔ اسال پرانی قوم کی طرح اہل تبارہ ہیں۔ ان کی تمام نہ ہی رسومات میں قبل سے متعلق متارک کی جملک ہے اور ان کے تمام قدیم منادر اس بھی قبل روکھڑے ہیں۔

آئیں کا تعریف جب ہم قرآن نہیں ہونڈتے ہیں تو ہمیں اس مفہوم کے الفاظ ملتے ہیں، اور ان ہیں سے ایک دوسرا گروہ اُمیوں کا ہے جو کتاب کا اول رکھتے نہیں بس اپنی بے بنیاد امیدوں اور آرزوں کو یہ بھیجتے ہیں اور محض وہم و مگان پر چلے جا رہے ہیں؟۔۔۔ مثلاً جمالاً تمام معافات کی طرح قرآن کی باتیں ہوئیں یہ تعریف بھی بندوق قوم پر سوچی صدر پوری اترتی ہے۔

امیوں کے تذکرے میں قرآن نے یہ بالکل واضح کر دیا ہے کہ اُمّت اہل کتاب نہیں ہیں بلکہ ایک مختلف گروہ ہیں۔

..... اور اپنے اہل کتاب سے اُمیوں سے دریافت کیجئے کہ قوم اسلام لاتے ہوئے معلوم ہوا کہ Believers یعنی خدا پر کسی کسی شکل میں ایمان رکھنے والوں کو قرآن دو گروہوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اہل کتاب اُمّتی۔۔۔ اور اُمیوں کی جو خصوصیات قرآن اور ملکے قرآن بنے جیان کی ہیں وہ یہ ہیں:

کتاب کو نہیں جانتے۔ ان کا کتاب کے بارے میں تمگان اور قیاسات پر بہتی ہو۔

قریم امت عرب ایل قبلہ میں اور امام القری (یعنی بکر) سے ان کا گہرہ تعلق ہے۔

نه نفات القرآن تبلیغ ملنا عبد الرحمنی. شہ البقرہ: ۲۰۔۔۔ میں آں میں : ۲۰

یعنی ان کی عبادات میں کعبہ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آج کی دنیا میں ایک نہدو قوم ہی ایسی ہے جو اُسی ہونے کی اس تعریف پر پوری اترتی ہے۔

اب دبارہ آپ قرآن میں غور کرس تو معلوم ہوتا ہے کہ امیوں کے قرآن نے دُگروہ بتائے ہیں جن کے ذریعہ رسولؐ کا پیغام دنیا کی سینہ پنا مقدمہ رہوا۔ ایک پہلاً اگر وہ جو... اسال پہلے عرب میں تھا اور جن میں محمدؐ رسول اللہؐ کی بعثت ہوئی تھی اور ایک بعد میں آتے والا آخرن گروہ ہے۔

یہی وہ بعد والا گروہ ہے جس کی تبلیغ اسلام کی خبر قرآن نے منتظر مقامات پر دی ہے اور احادیث نے جس کی وضاحت کرتے ہوئے نہدوستان کی نہدو قوم کی طرف اشانہ کیا ہے۔

دعوت کا طریقہ کار احادیث کی روشنی میں..... اس قوم کو دعوت

دیئے کا طریقہ کار بتایا ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث میں آپ خود ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبد الرحمن بن عمار حضرتؐ کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے یہ حدیث بیان کی جس نے نبی کرمؐ سے شاتھا کہ آپ نے فرمایا۔ یقیناً اس است کے آخری حصہ میں ایک قوم ہو گی جس کا قواب ابتدائی دور نے لوگوں (یعنی صحابہ کرامؐ) کے قواب کے انہد مل گکا۔ وہ نیکیوں کا حکم دیں گے۔ راویوں سے روکنیں گے اور فتنہ پر وازوں سے جنگ کریں گے۔ حضرت ابو عبیدۃؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رسول اللہؐ کیا ہم سے کسی بہتر کوئی ہو سکتا ہے کہ ہم نے رائے کے انتہا پر اجماعت قبول کی اور آپ کے شانہ بشانہ چلا دیکا۔ فرمایا — ہا۔ تم لوگوں کے بعد

لے دیکھو سورہ جم ۶۲ آیات

تے یہ مضمون تفصیل سے باب ۱ میں بیان ہوا ہے۔

تھے یہیقی بحوار مشکوہ۔ باب ثواب حذہ الاممۃ

ایک قوم ہو گی۔ وہ مجھے پر ایمان لامیں گے جب کہ انہوں نے مجھے دیکھا جیسا نہ مل گکا۔ لے
حضرت عرب بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ کے
رسول کریمؐ نے (ایک دن صحابہ سے) پوچھا۔ ایمان کے لاماؤں کے کون سی مخلوق تھا اسے نزدیک
سب سے غیب اور عزیز است والی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ فرشتہ۔ فرمایا: ران کے
ایمان میں کیا عجیب بات ہے؟ وہ ایمان کیوں نہ لامیں جب کہ وہ اپنے پروردگار کے قریب ہے
ہیں۔ صحابہ نے کہا۔ پھر یا رسول اللہؐ وہ انبیاء ہیں۔ فرمایا: وہ ایمان کیوں نہ لامیں
جب کران پر وہی نازل ہوتی ہے۔ صحابہ نے کہا۔ پھر یا رسول اللہؐ وہ ہم لوگ ہیں۔ فرمایا:
تم ایمان کیوں نہ لاتے جبکہ میں تھا رے درمیان موجود ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہؐ نے
فرمایا: بے شک تمام مخلوقات میں ایمان کے اعیار سے تو یہی اور عجیب ترین حقیقتاً ایک
قوم ہو گی۔ وہ یہرے بعد ہوں گے۔ وہ کچھ گھیپے یا میں گے۔ ان صحائف میں کتاب ہے
جو کچھ ان صحائف میں ہے اس پر وہ ایمان لامیں فتحے۔

مندرجہ بالا حدیث میں اکتاب اسے مراد قرآن ہے۔ یعنی ان کو ان صحائف میں
قرآن نظر آئے گا۔ اس مفہوم کو تقویت قرآن کی مندرجہ ذیل ایت سے بھی ملتی ہے۔

بے شک یہ قرآن، اولین گھیپوں میں ہے۔

ویکھا اپنے احادیث بتاتی ہیں کہ قوم بڑا و راست قرآن پر ایمان نہیں لانے لگی
 بلکہ پہلے وہ اپنے صحائف کیا ہے گی یعنی یہ وہ قوم ہو گی جو اپنے صحائف سے کہنے ہو گی اور جو یا
انہیں دوبارہ دریافت کر لے گی۔ ان صحائف میں اسے قرآنی تعلیمات نظر آئیں گی اور اس
رُخ سے وہ اسلام تحریک کرے گی اور اس طرح اس تو مکا ایمان عجیب ترین پوچھا اور اتنا خوب
والا ہو گا کہ ان کا ثواب صحابہ کے ثواب کے انہد مل گا۔

اب تک آپ جان ہی پچھے ہیں کہ دنیا کی نہیں اتوام میں وہ کون کی واحد قوم ہے

لے اس مضمون کی حدیث احمد اور داری نے بھی تفصیل کی ہے، ورزیں بحوار مشکوہ۔ اب ثواب حذہ الاممۃ
تھے یہیقی بحوار مشکوہ۔ باب ثواب حذہ الاممۃ تھے سورہ الشراء: ۱۴۷

یہ تینوں بنا دیں تو حجید آخوت اور عمل صالح ہم نہیں و قوم کو ان کی ہی مذہبی کتب دیکھوں میں سے نکال کر دے سکتے ہیں۔

دعوت کے طلاق کا دعویٰ کے ملے میں قرآن اکٹھ ماریت اور دیتا ہے۔

وآپ اپنے پروگرام کی راہ کی طرف بلائیے۔ حکمت سے اور رذوں پر رفت طاری
کرنے والی اچھی نصیحت سے۔ اور ان کے ساتھ پندرہ طریقے سے مباحثہ کیجئے ہے۔
حکمت سے بلانے کا مقصد ہے تو اساسی کتری کاشکار بننا ہے، مزحت کو حق اور
باطل کو باطل کرنے گریز کرنا۔ حکمت، حکومت، وقت کی چاپلوسی یا اکبر کے دینِ الہی جیسے
کسی ذہب کو اکٹے کا نام سمجھنے ہے، تینکن ایسٹ کا جواب ایسٹ، اور سپرہ کا پھرہ یا شک
اسلام نے اس کی بھی ایجادت دی ہے۔ بلکہ بعض حالات میں حکم دیا ہے۔ حالات کے ساتھ تحریر
کا نام حکمت ہے۔ کسی موقع پر الشہ کے رسول نے بلالؑ درخواست کی جلسہ ریت پر وہ ناک انتیں
دیکھ کر صبر کرایا ہے اور کسی محنت پر فتنے کو پہنچنے کے لیے اسلامی افزونج کو پیش کر دی کرنے کا
حکم دیا ہے۔ ایک اسلام کی غربت کا درستھا اور دوسرا منظہوں کی طرف بڑھنے کی اسلامی
حکومت کا۔ دولت کے لیے بھی مختلف ادوار میں مختلف طریقے کا راستعمال کیے گئے پہلے
تین سال خیریٰ بیلخی کی حکمت عملی اختیار کی گئی حالانکہ اس وقت بھی حقیقتی تھا۔ اس
کے بعد پورے مکنی دور میں خلم و ستم کی تسمیٰ میں تپنے ہوئے اور جبر کو رضاۓ الہی کی خاطر پہنچ
ہوئے، دینِ حنفیت کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا اور جبر نے کو طور پر وہ دوسری آیا۔ جس میں
خلم کا سر انتہی ہی تکمیل دیا جاتا تھا۔ تبلیغ کی وجہ سے حکمت اگر ہمہ اس مدت سے نہیں لی۔ جسے
حکیم مظلوم نے اپنے تحفیض خاص سے وزارت امور ایمنی ہرمود پر پوشکت ہوگی، حکمت کی
تعالیٰ الشہ کے رسولؐ کی تبلیغ کا ایک پڑیسے ہے۔

..... اور وہ رسول (تصیین کتاب) اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے میں کتاب رقران کی تعلیم کے ساتھ حکمت کی تکمیل اہمیت ہے اس کا اندازہ اس ارشاد

..... قرآن کی روشنی میں | دعوت کی انداد کی بنیاد پر قرآن شرطیت میں جگہ جگہ بیان کرنے والے مضمون کی روشنی میں ایمان باللہ۔ آخرت پر ایمان اور عمل صارخ ہیں۔

پیشک جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ سیہودی ہئے اور جو میسانی ہیں اور صائبین ہیں
سے جو کوئی اشدا و آخوت کے ون پر ایمان لائے اور صلح عمل کرے سوان کے لیے ان کے پروگرال
کے پاس ان کا اجر ہے اور نہ کوئی اندیشہ ان کیلیے ہے اور نہ وہ کوئی غم کریں گے؟ (رسویہ تقویٰ: ۷)
دنیا میں تمام مذاہب کے بیاناتی طور پر توحید اور آخوت کے تصورات ہی میں بھاگ رہا ہے۔
ہندو ہی قوم نے بعد میں آنے والے رسول کا انکار اسی لیے کیا کہ وہ نہ آنے والے رسول کے کہنے
پر اپنے بھروسے پوچھ لایا تھا کہ وہ آخوت کے تصورات کو درست کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ اد
وس کے علاوہ وغیرہ اعمال انہوں نے اختار کر لیے تھے ایسی سبی اپنے کوتبار نہیں تھے۔ سیہودیوں

بزر حضرت مسیح اور حضرت محمدؐ کی رسالت کا انکسار کیا۔ اگر وہ اپنے بھروسے ہوئے تو محدث آفیت کے مقام سے رجوع کرنے کو تیار ہوتے اور اعمال بد تصور نے کو تیار ہوتے تو حضرت مسیحؐ کو رسول تسلیم کرنے میں باضیں کوئی تامل نہ ہوتا۔ کچھ کوہ دیکھ تبلیغات تو لائے تھے۔ اسی طرح انہیں تین بیان دوں میں تبدیل ہو جانے کی وجہ سے میساں یوں اور یہودیوں نے حضرت محمدؐ کی رسالت کا انکسار کیا۔ ورنہ وہ حملت تھے کہ آپ رسول یہود ہیں۔ کبھی وجہ ہے کہ قرآن نے صرف ان تین بیان دوں کا ذکر کر کے ان تمام بندی گروہوں کو بشارة دے دی کہ اگر تم انہیں درست کر دو تو پھر تھیں کسی خوف کی مدد و سوت نہیں۔ فاہر ہے کہ ایمان رسولؐ اور قرآن پر محی لانا ضروری ہے۔ پھر قرآن نے صرف ان تین ارشاد کا ذکر کر کے کیون انہیں درست کر دیا ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ملموم و محکم اللہ رب العزت کے مانع والے کو خوشخبری دے دی ہے اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ملموم و محکم اللہ قرآن یہ ایمان وہ ضرور لا چس گئے۔

وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت عطا نہ کریں اسے یقیناً خیر کر
عطا ہوا۔ اور نصیحت تو بس صاحبان فہم ہی قبول کرتے ہیں۔ (رسورہ البقرہ: ۱۲۹)

ہندو مذہب کو اس کی کھولی ہوئی حقیقت دیجئے

کہ کسے ہم نے دیکھ لیا۔ مذہب تبدیل کرنے کے بعد وہ اپنے معاشرے سے کٹ جاتا ہے۔
ہندو سماج میں مسلمانوں کے خلاف نفرت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور اس نو مسلم کو ہم اپنے
ساتھ ایڈ جسٹ نہیں کر سکتے۔ اس کے شادی بیاہ اور روزگار کے سائل مزید الجھ جاتے
ہیں۔ جیسے میں کے انصار نے ملکے کے مجاہرین کو جہانی بنا اتنا اس کی ادنی کی شال ہی ہم
اس بے چارے کو فراہم نہیں کر سکتے کیونکہ تمہارے ہمراہ کوئی نو مسلم کی والپس پرانے مذہب
کی طرف اٹھنے کی شایدی سمجھ دیکھنے میں آئی ہیں۔ یہ تو ان چند افراد کا معاملہ ہے جو اسلام
قبول کرنے کی ہست کرتے ہیں۔ اکثریت مسلمانوں کے بھائروں کو دیکھ کر اسلام کی خوبیوں پر سے
ستاؤ نہیں ہوتی۔ لیے حالات میں دعوت کی صرف ایک ہی موڑ شکل ہے۔ ہندو کو مسلمان
نہ کر کے ہندو مذہب کو اس کی بھولی ہوئی اصل حقیقت پر لایا جائے۔ یہ افزاد کی نہیں قوم
کی تبدیلی کا راستہ ہے۔

وجود وہ دور میں اسلام کا طرز تبلیغ و دعوت کتاب و سنت سے اصول طور پر تمام
ذہاپیں کے ملنے والوں کے لیے اور خصوصی طور پر ہندو قوم کو دعوت دینے کے لیے یہی ثابت
ہوتا ہے کہ ان کے سابق ذہب کو ابھی کچھ اصل گم شدہ اسلام کی طرف بھال کرنے کا انداز اختیار
کیا جائے۔ ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے تبدیلی ذہب، ارتقاء اور حرم پر پورتن
کا اجزاء ہامد ہو۔ یہ غلط منع شدہ طریقہ ہمارا نہیں، یہاںی مشرقوں کی درآمد کردہ بدعت
سی رہے۔ ہمیں اسے پھیل کر اس وقت ملت آدم و نوح کے ممالی میں وہی طریقہ دعوت
اختیار کرنا ہوگا جو خود حضور نے ملت الہامی کے سامنے اسلام کے تعارف کے لیے اختیار فرمایا

تبليغ میں حکمت کی آنی زبردست اہمیت قرآن کے کیوں
دوز بر دست حادثے رکھی ہے اس کے واضح ثبوت تاریخی واقعات میں ہیں مثی
ہیں۔ اسی صدی میں دو مردار تاریخ میں ایسے آپکے ہمیں جب مسلمانوں کے حکمت عملی سے کام نہ یعنی
سے غیر مسلمین کی حکمت عملی کا مقابلہ ہوئی اور دو نوں مرتبہ کروڑوں کی تعداد میں پوری پوری قومیں
اسلام میں داخل ہوتے ہوتے وہ تھیں۔ ان دو نوں زبردست حادثوں میں سے ایک کا تعلق
دوسرے ہے اور دوسرے کا ہمارے ملک پڑھہستان سے۔

ہوئی کیونٹ القلاط کے رہنماء اور ٹیکین نام مذاہب عالم کا سلطان کرنے کے
بعد اسلام سے بہت متاثر ہوئے تھے اور دوسری عوام کے قبول اسلام کی خواہش رکھتے تھے ان
کے بارے میں باحدکاریا جاتا ہے کہ ان کی اسلام سے دیپھی ایک بزرگ بقراخان سے ملاقات
کا نتیجہ تھی جن سے وہ کافی متاثر ہوئے تھے اور جن کے فرضی محبت کا لینین پر بہت اثر تھا
بہر حال لینین نے کوشش کی لیکن علمائے مصركی لاطلی وغیرہ انشہندی اور بربازی حکومت
کی حکمت عملی سے یہ زندہ موقع خانئ ہو گیا۔

اس ساتھی کی تفصیلات ایک ہندوستانی کیونٹ لیدرنے بیان کی ہیں جن کے
لینین سے ذاتی تعلقات تھے۔ محمد عبد اللہ ریٹائرڈ آئی لے۔ ایس کی زبان میں یعنی:
ام این رائے (M.N.Roy) ہندوستان کے معروف لیدر تھے اور

۱۹۴۵ء کے دہیان وہ کیونٹ ایزنسٹنری ورس کے فعال کارکن تھے۔ جرمن، فرانس
اور چین کے مردوں کی تحریکیں یہی انہوں نے اہم خصائص انجام دیں۔ لینین سے ان کے
اچھے تعلقات تھے اور انہیں کے ایک ساتھی اور ہندوستانی نے اس وقت کے سیاسی
حالوں کے تحت ہندوستان بچوڑ کر ورس میں پناہ لی تھی۔ ان سے بھائی لینین کے ذاتی تعلقات
تھے۔ انہوں نے اپنی خود دوست سوانح ہری میں لینین کی اسلام سے دیپھی اور عقیدت
کے بارے میں جو مراجحت کی وہ قابل ملاحظہ ہے۔
زار ورس کے دور کے حاتمے پر جب لینین بر سر اتفاق آئے اور انہوں نے

کیوں تھا حکومت قائم کرنی تو اب دن اپنے قریبی و مسقون کی میٹنگ ملب کی اور اس میں
الخنوں نے فرمایا..... ہم اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو سکے ہیں لیکن اس کو برقرار
رکھنے اور اس کو چلانے کے لیے اس کی ضرورت ہے کہ ہم ایسے نظریہ حیات کو اپنائیں جو
انسانی نظر کے مطابق ہو اس لیے کہ انسان کو اپنی بقا کے لیے صرف روشنی نہیں چلے جائے بلکہ
اس کی روح کی تکین کے لیے ایک منہب کی ضرورت ہے۔ میں نے تمام منہب کا گلہ طار
کیا ہے۔ یہ روز دیکھ سوارے ایک منہب کے کسی اور میں یہ صلاحیت نہیں ہے جو ہمارے نظریہ کیوں نہ
کا ساتھ دے سکے۔ اس لیے میں ابھی اس منہب کا کام ہی جلاوداں گا۔ اس بارے میں رائے قائم
کرنے میں آپ جلدی نظر میں اس لیے کہ ہمارا کیوں نہ کوتاحدیات کا ہے۔ آپ وقت
لیں اور غور کریں۔ ہو سکتا ہے میں غلطی پر ہوں لیکن ہمیں اپنے تعفیف کے بارے میں ٹھنڈے
دل سے غور کرنا ہو گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اسلام ہی ایک ایسا منہب ہے جو اپنے ماڈی رحمات میں کیوں نہ
پر پورا ہوتا ہے۔

یہ سن کر مجھ میں شرمنے لگا تو این نے ٹھنڈے دل سے پھر غور کرنے کی ہدایت
دی کہ آج سے پورے ایک سال کے بعد ہم پھر میں گے اور اس وقت مل کر یہ کوئی نہ
کوئی منہب اختیار کرنا چاہیے ہے اور کوئی سا بھی

برخلافی حکومت کے ٹکڑوں خارج کر جس اس کا علم ہو ا تو اس نے اس میں بہزادی
سلطنت کے لیے بلا خطرہ محسوس کیا کہ اگر کیوں نہ اسلام اور اسلام مل جائیں تو وہی کوئی
ایک متعاقب اسی نزدیکی اور فروخت حاصل ہو جائے گی فرمی اخنوں نے ایک مشن کھڑا کیا۔

اسلام کے لیے مدد کر سرم جیسا خدا سے معرفت اور مدد لے نظریہ قابل قبول ہو سکتا ہے جو
علمائے اذہر نے جو اس ہمارے پیش نظرے دیا ہے تھے ایسا انوی صادر کر دا
جو بہزادی حکومت چاہتی تھی۔ یہ فتویٰ طبع کرو اکر دنیا کے کوئی میں تلقیم کروادیا جیا
جتنی کہ یہ دل کے اسلامی ملاؤں میں اس فتوے کی کاپیاں ابھی تک بعض مسلمانوں کے پاس ہیں۔

غلاب ہے کہ اس کا علم این کو چوچیا۔ انھوں نے اپنی حریت کا انہاد کیا اور کہا۔ میں سمجھتا تھا کہ
مسلمان بھروسہ اور ہوں گے لیکن اس اسلام ہوتا ہے وہ بھی اور غماہب کی طرح بڑے کفر اور
وقیاً زد سی ہیں۔ جس کا فتح یہ ہوا کہ ایک دھرمی اور گھنی اور اس کے مخالفین نے ملکیا
کا سانس یا یاد لے۔
اب فیصلین کی کامیاب حکمت محلی کی ایک دوسری شاخ دیکھیے جس کا قلعہ نہ ہے۔

یقینی کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر ابید ڈکر جو ہر ہمجنوں اور بندوں پس ماندہ ڈاول کے سب
سے مقبول رہتا تھا، بندوستان کی پوری ہر ہم آبادی کے ساتھ اسلام قبول کرنے کے
خواہش مند تھے خاصہ سی جی کو جب یہ معلوم ہوا تو انھوں نے ڈاکٹر ابید ڈکر سے پوچھا کہ
تم کون سا اسلام قبول کرنا چاہتے ہو۔ شیعہ مسلمان والا یا اسی مسلمان والا۔ اگر شیعہ ہر ہم اچاہو
تو ان میں بھی بہت سے مذہبی فرقے ہیں کس فرقے کا اسلام قبول کر دے گے؟ اگر سچی ہونا
چاہتے ہو تو ان میں بھی بہت سے مذہبی فرقے ہیں۔ دیوبندی، بریلوی، دہابی وغیرہ اور
ان سب میں آپس میں ایسی ہی نفرت ہے کہ ایک دوسرے کو داخل اسلام نہیں مانتے۔
ڈاکٹر ابید ڈکر نے اس گفتگو کے بعد اپنا ارادہ تبدیل کر دیا اور کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ
اسلام میں ذات پات نہیں ہوتی اور اسی بیان میں اس منہب کو پسند کرتا تھا۔
یہ وہ عبرت کی داستانیں ہیں جن کی سیاہی ابھی تاریخ کے صفحات میں منت
سمی نہیں ہوئے پائی ہے۔

کاش ہم یہ سمجھ لیں کہ..... رسول اکرم کی پوری دعویٰ نہیں کی۔ اسلام کی غربت کے اس دور
میں اللہ کے رسول نے اس قوم سے کہا انہا کی میں تھا میرے پاس کوئی نیا وہی لے کر نہیں آیا۔

شہ محمد عبید اللہ دریافت اردو۔ آل: ۱۔ ایں اکے مضمون سے ماخوذ
طبعہ، رسالہ سوہیت یونیٹ (اردو) جلد ۱۰ جولائی ۱۹۸۷ء

بھول بکر دین صنیف اور دین ابراہیم کی پیش کردہ چوں۔ کیا احلاام کی غربت کے اس دور میں
بھر اس قوم کے سلسلے دین اس حیثیت سے پیش نہیں کر سکتے کہ ہمارا دھرم کو کیا نیا دھرم
نہیں ہے بلکہ ہم سبی ذرا خداوندو کو پیغمبر مانتے ہیں اور ان کا پیغام جو تمہارے پاس ہزاروں
رسکی دھول میں دھند لا گیا ہے۔ اسے اللہ کی آخری اور صحیح کتاب کی روشنی میں صاف
کیا جاسکتا ہے۔

لیکن یہ کچھ یہ قوم بڑی مغلائشی ہے مددیوں سے ان افراد کی جوانیں ان کا دھرم
کھا سکیں جسے یہ آن جنک خود بھی نہیں سمجھ سکتے ہے تکن ان کے جمیں پولہ ہے کہ یہ ان کا دھرم
۔

سو ناقہ کے مند کو ڈھانے والے محمود غزنوی کے شکر کے ساتھ ہی تو البروفی آیا تھا جس
کے پر آج ہم احسان مند ہیں کو وکارا اس نے ان کے دھرم کو بھی کی کوشش کی تھی۔ البروفی کا
اخذ از کچھ اور تھا۔ اس کام کو بہتر طور پر قرآن و حدیث کی روشنی میں سراخجام دیا جاسکتا ہے۔ مگر
اہم اسلام کو اس حیثیت سے ان کے سامنے پیش نہیں کر سکتے کہ یہی تھارا اصل دھرم تھا اور
قرآن کی روشنی میں ان کے دھرم کی تھیں سبھا کریں نہیں ثابت کر سکتے کہ یہ دین ہے جسے
ذریعہ دنخوا نے پیش کیا تھا۔

انکار مت کیجئے۔ یہ نہ کیجئے کہ کہاں ہات تھرا پاکیزہ ذہب اسلام اور کہاں
دنیا بھر کی خرافات کا بھوٹ بند دھرم؛ کوئی مانعت ہی نہیں !! دھرم سے کوئی
دھرم ہما نہیں ہے !!!

اس سخن پر کام کرنے سے پہلے ان کے دھرم کا مطالعہ کرنا پڑگا۔
مولانا ابو الحسن علی بندوی نے حضرت مولانا خطاب سے مردی حدیث نقل کی ہے
کہ قریب ہے وہ شخص اسلام کی ایک دلیک کوای ملیخہ کر دے جس نے اسلام میں ہی انھیں
کھولیں اور جاہلیت سے بالکل ناٹھا ہے؟ نہ

چودہ سو سال اسلامی تاریخ میں بہت بڑی تعداد میں ہمارے علماء نے توریت زبور
اور انجلیل کو کنکال ڈالا لیکن کتنے علماء ایسے ہیں جنہوں نے ہندو دھرم کا مطالعہ کیا؟ کچھ
کو ششیں سامنے آئیں تو وہ اس اداز کی ہیں جن میں ہندو مذہب کی موجودہ کتب کے غلط
ترجموں میں ہندو مذہب کی خوبیاں تلاش کر کے اسلام کی خوبیوں سے مقابل کیا گیا ہے
بات چلے گئی اور لیکن ایسی اُرد کتابوں کا ترجیح اگر آس ہندوؤں کے سامنے رکہ دی تو وہ
بھلے تیکم کرنے کے اور منفرد ہو جائیں گے۔

مثبت اداز میں ان کی تمام مذہبی کتب کا جائزہ میں تو آپ کو جو سوں ہزار کام اسلام
کو ان ہم کے مذہب کی حیثیت سے پیش کر سکتے ہیں اور اپنیں تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہ پوچھا
کہ ماڑ کم اتنا تو کچھ یہ اس تحقیقی کام کو ہر ایک فوری پر شروع نہیں کر سکتا ہو
پرانوں اور اپنے دوں کے ہندو ترجموں سے پہلی ہے۔ امت میں سے ایسے افراد کو سکرت
سیکھنے کے لیے سامنے آنا ہو گا جن کی دینی بیک گراڈ مدد بھی ہو۔ یہ کام بظاہر منت طلب
ہے۔ تکن اگر اللہ کے رسولؐ کے کاتب حضرت زید چند دن میں سریانی سیکھ سکتے تھے۔ بولا نا
حید الدین فراہی سریانی اور عربانی سیکھ سکتے تھے۔ البروفی سکرت سیکھ سکتے تھے تو ہمارے قرآن
حدیث کا علم رکھنے والے نوجوان سکرت کیوں نہیں سیکھ سکتے۔ اگلے چند برسوں میں جب تک
امت میں ایسی کمپ تیار ہو اس وقت تک ایک ایک کام ہے جو ہم کر سکتے ہیں۔ نعمتوں کی طبع کو
پاٹھے کا کام۔ وہ کام جو امریکہ کے مسلمانوں نے شروع کیا ہے۔ اس کا ایک مختصر خاکہ ہے آپ
کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

امریکیوں کی مثال [تین سال قبل امریک کے میا یوں اور یہودیوں نے ملت اہل کم
دوسرے کو بھی کی کوشش اور نہ ہبی مسافرت کو ختم کرنا تھا۔ امریک میں مسلمانوں کی تعداد
بھاگ اپنی بُرگی ہے کہاں کو جو حیثیت ایک قیمت کے اب تسلیم کیا جانے لگا ہے مسلمان

اور دوسروں کے مقابلے میں انسانی زندگی کی زیادہ قدر و قیمت جسمی تدریس مشترک میں ۔۔۔۔۔ ذائقی ماحول میں افہام و تفہیم سے ہمارے اندر باہمی اعتماد اور اپنا بیت پیدا ہو چلی ہے اور اس کے ساتھ ہی سب کی سلاسل کی مخصوصیت غیر عجمی ۔۔۔۔۔

میں پھیلے مارچ میں میلی دریخانہ پر ایک پروگرام دکھایا گیا جس میں شیعہ مسلمانوں کو دہشت گردیوں کی جنیت سے پیش رکھیا گیا۔ تینیوں مذاہب کے علماء اکٹھے ہوئے اور انہوں نے میلی دریخانہ پر ایک کواسِ سلام میں جنمی جی مراسلے بھیج کر چند لوگوں کی شہزادت کی وجہ سے پوری قوم کے بارے میں خراب تصور پختنیں دیکھا جائے ۔ ۲۶

.....ستہر کے ہیئے میں استنبول، میں ایک یہودی عبادت گاہ پر بسارتی ہوئی۔ جب آخری رسمات کے لئے ڈریٹریٹ بی بیوری اکٹھا ہوئے تو انھیں فورم کے دو مسلم علماء کے تصریحی خصوص طور پر ہوئے جن میں باہمی امن کی خواہش ہوا عادہ کیا گیا تھا۔ ایک ملک عالم نے آخری رسمات میں شرکت کی... ” ۱۰

امام مرحوم سعید صدیقی نے اپنے تخطیب میں فرمایا :
 یہ اور وہ بیکار سبھت سے اختلافاتِ اسلام پسوردیت اور حیاتیت میں ہیں لیکن
 سبھت کی مشترک تدریجی بھی میں جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ احترام اور باہمی مسلح کا مطلب یہ ہے
 کہ جب اختلاف کریں تو بھی باہمی اعتماد اور اعزت اور نرم خوبی کا خیال رکھیں۔ انگلش لوائیں کے ساتھ
 ہو اور اچھے سے اچھے انداز میں ہو۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے جیسی قرآن کا مشورہ ماننا چاہیے۔
 اور اہل کتاب سے صاحبست کرو بخوبی مدد طلب کرے۔ ”رعایت علیکم“

۵۰۵ Ecumenical Theological Centre معتبر Haelan
Detroit, Michigan. Vol VII No. 2

مکالمہ	نمبر	جلد	H A E L A N	انگریزی عنوان
۱	"	"	"	"
۲	"	"	"	"
۳	"	"	"	"
۴	"	"	"	"
۵	"	"	"	"

علاوہ نے اس فرم سے کہا کہ حضرت ابو یحیم ہمارے نبے جلیل القده پیغمبر تھے۔ پھر آپ نے اس فرم سے ہمیں کیوں ملیودہ رحمہ ہے۔ فرم کی از مرزو تشکیل ہوئی اور اس کا نام مسلم عیسائی یہودی لیڈر شپ فرم (Muslim, Christian, Jews Leadership Forum) رکھا گیا۔ تمیوز نے

پہلے آنحضرت عمار ہر فرقے کے اکٹھا ہوئے اور انہوں نے دو دھنٹوں کے جھوہ و قفون
میں اپنی تباول اخیال کیا۔ پہنچے اپنے فقائد اور مذہبی خواہلات سے ایک درمرے کو آگاہ کر لایا
فورم کے لیے لاکر عمل مرتب کیا۔ پھر ایک غلیظ کاریز اور نمائندہ افراد کا اجلاس بلایا گیا۔ انہوں
نے ایک درمرے کو اپنی معاشرت 'تہذیب'، 'تہوار اور مذہبی رسالت' سے آگاہ کرایا۔ پھر بعد تحریر
معہودہ کو مرکی ریاست ڈیٹرویٹ (DETROIT) میں مزید نمائندہ افراد کا ایک عمومی اجلاس
پہلا۔ اس میں ۲۹ مسلمان ۳۶ یہودی ۹۱ میسانی اور دیگر مذاہب کے افراد بھی شرکیں ہوئے۔ اس
اجلاس میں تینوں مذاہب کے ملائے تقاریر کیں۔ مسلمان عالم دین کا اکٹھ مرتب میں صدیق
نے حن کی پیدائش بندستان کی ہی ہے۔ ان تینوں جنسوں میں شرکت کی اور رہن سہن، معاشرت
اور دیگر باہمی مذہبی مسائل پر تفصیل سے تمام نمائندوں سے تباول اخیال کیا۔ اس کے بعد سے
آن حکم یہ فورم بہت اچھے شایع کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اس وقت اس نورم کے ترجیhan
و صالہ پیلان (HAE LAN) جلد، شمارہ ۲۰ سے کچھ جوابی ہم آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں۔
اگر وہ معرفات کا یہ رسال لفظیہ لفظیہ دیکھنے کے قابل ہے تینکن تعارف کرنے کے لیے ہی
جن مذہبی اقتدار ہے۔ کوئی تحریر کرنا اور دیگر مذہبی کو کہا سے تھا۔

.....حضرت ابوالایم دنیا کے تین بڑے مذاہب کے باوادم میں، یہودیت، مسیحیت اور سلام۔ ان تینوں مذاہب میں ایک خدا کا عقیدہ پہت سے انجیار کو تسلیم کرنے کی کیمانیت میں اپنی پادری آسکر جے۔ اُس نے اپنی تقریر میں لکھا۔

وہ سرے مذہب کے اتنے والوں کو اپنے مذہب کی دعوت کیسے دی جائے؟
 اس عنوان کے تحت میساں پادری نے بتایا: "هم اپنے آپ کو لیے دل کش انداز میں پڑیں
 کرتے ہیں کہ دوسروں میں ہمارے ساتھ شامل ہونے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔"
 مسلمان عالم امام عبداللہ الامین نے کہا: "ہم ان تمام لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت
 دینے ہیں۔ جو ایک خدا اور آخرت میں ایمان رکھتے ہیں۔"
 ہمارا خدا کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

سوسائی میں دہشت گردی کے اثرات۔
ذرا بخ ابلاغ اور اسکوں تباہی سے نفرت ڈالو اختتم کرنا۔
یہ ہے امریکن مسلمانوں کی کوشش کی ایک جملہ۔ ایک دوسرے سے نفرت کرنے
والی تین قوموں نے یکسا نیت کی ایک بنیاد تلاش کر لی تاکہ اپنے نہب پر قائم رہتے ہوئے
وہ سازگار احوال پیدا ہو سکے جس میں ایک دوسرے کو اپنا نہب سمجھایا جا سکے۔ اس دوستاذ
کشمکش میں جیت اسی دین کی بوجی جو حق ہو گا۔ انشا اللہ۔

سازش یا حکمت علمی کیا ہم نہ دوستان میں حضرت نوح کو اپنا بھی تسلیم کرنے کی بنیاد
رسانی کی ان دو رومنی قوتوں کا کامناہیں کر سکتے تاکہ ایسی

منافر ختم پر کروہی سازگار احوال پیدا ہوئے جس کی امکن مخصوصیں دو شش کر رہے ہیں، اگر یہ کوشش ہماری طرف سے ہو تو یہ عامگیر پھیانے پر تائج کی حامل ہوگی نیز نکھضرت نوحؐ کو یہودی اور عیسائی شخصی اپنا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ انھوں نے صرف سائی نسلوں میں مشترک تدریس تلاش کی ہیں، ہم وہاں کی دونوں بڑی نسلوں سائی اور غیر سائی ہم بھی تو ہوں کے اتحاد کی راہ فراہم کر سکتے ہیں جن میں مدد و میسانی، یہودی اور مسلمان سب شامل ہیں۔

غور خلد مدد سے عوام مسلمان ساست واب اور اہل علم حضرات غور فرمائیں کہ کیا

خلاصہ: طریق کار کے سلسلے میں قرآن و نست اور تاریخی مشاunos کی روشنی
یہ غور طلب پہلو ہے جو عام مسلمان سیاست دان اور اہل علم حضرات غور فرمائیں کیا
یہ مسلمانوں کو نہ دو ان کی سازش کا حصہ ہے یا تمام عالم کو اسلامیانے کی حکمت علیٰ۔

.....ہماری روایات بہت مشتبہ کر دارا و اکر سکتی ہیں اور ان سرگرمیوں میں شامل ہو گرہیں
معلوم ہو گا کہ ہمارے درمیان کتنی قدریں مہتر کیں جن کا ہم نے کمی تصور کی ہیں کیا تھا۔ اس
سے ہماری آپسی درمیان ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ ہمارے درمیان تعلبات خوف اور نفرت کا زیادہ
جھٹا اسی ایک دوسرے سے دوری کی وجہ سے ہے۔۔۔ قریب آئنے سے ہم ایک دوسرے کے
مسئل کو بہرہ بھی سکیں گے اور ایک بہتر سماج کی تخلیق میں معاون ہوں گے۔۔۔ تھے
یہودی عالم ڈاکٹر مارک۔ ایچ۔ تائینوم کی تقریر یہ کے اختیارات بھی دیکھئے:
”ہمارا بیویادی مسئلہ ایک دوسرے کے بارے میں بھروسہ نہ لالہی ہے۔۔۔“ تھے
”.....یہاں ایک عام تاثر ہے کہ تمام مسلمان برابریت کے علم بردار اور دہشت پسند
ہوتے ہیں۔ یہ بات ایک مذہبی جھوٹ کی حیثیت اختیار کرنی جا رہی ہے۔۔۔ ہمیں ان قسم
مذہبی جھوٹوں کا قطع نفع کرنا ہے، اس سے پہلے کہ سیاست انہیں استعمال کر کے عالم گیر تباہی کا
عث بن جائے۔۔۔“ تھے

”مشورہ سارے فوجات فراہم کرتا ہے کہ تانہ بڑا، اختیار اسے، جو کہ۔۔۔ کے

۹۔ مشہور اہر نفیات فرام کہتا ہے کہ بندوستان میں ایک اجتماعی بیماری ہے کہ بندہ ہب کا یرو اپنے کو بر ترا اور دوسرا کو کم تر سمجھتا ہے۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ تمام سماجیوں اور رنجات کے استوں پران کی اجادہ واری ہے۔ یہی بندہ اپنے بارے میں اور سکھ اپنے بارے میں سمجھتے ہیں۔ یہی مسلم دنیا کے ہر خطہ میں کشیدگی کی بنیاد ہے۔ ۱۰۔ یہ تو تھے یہودی عالم کی تقریر کے حصے۔ اس سے قبل میان اور مسلمان علماء کی تقریروں کے تقاتلات اس نزد ملجم۔

اس فورم میں جن دیکھ رہا تھا پر غور کیا جا رہا ہے ان میں سے چند نہ بہر دیلیں ہیں :
 ایک ایسا اسلامان 'عیسائی' یہودی کیسا ہوتا ہے ؟

ایں اچھا مسلمان، عیسائی، یہودی کیسا ہوتا ہے؟

میگ بدلنے والا ہے | سنت اس کے آثار نامیاں ہر چیز میں بھائیں اخاکر رکھیے۔ گھٹائیں احتی پری نظر آنے لگی ہیں۔ شہزادی ہوا کا پہلا جھونکا کسی بھی وقت آئے ہی والا ہے۔ ان گھٹاؤں میں بھیاں بھی چپی پری ہیں جن سے حفاظت کاظریق خداوند قدوس ہیں بتاچکا ہے۔ گھری نینے سے فور آبیدار ہونے کا وقت ہے۔

ولیل خداوندی | دنیا کی دن تمام زبانیں جن میں آسمان صاحاف کا نازل ہونا انسان کے علم میں ہے، مردہ ہو جکی تھیں سوائے عربی کے جو اللہ کی آخری کتاب قرآن کی زبان ہے اور تلقیامت زندہ رہے گی۔ سنکرت "ہمدانی، آرامی، سریانی اور عربی زبانیں مردہ ہونا بھی قدرت کی ایک نشان تھی جو اس بات کا منظہر تھی کہ قرآن کے سوا دیگر صاحاف عوام کے نیتاقابل فہم بنادیے گئے۔ لیکن یہ کیا! اس دور کے نزدیک جس میں اس قدم ترین مذہب والی قوم کا اہنی کا اپنی مذہبی کتابوں کے ریخ سے ایمان لانا مقدم درستھا، دنیا کی تمام مردہ زبانیں میں قدم ترین زبان سنکرت میں دوبارہ زندگی کے آثار نامیاں ہو چلے ہیں۔ یہ شک اللہ جل شانہ کی حسن تدبیر انسانی عقل سے باہر ہے۔ ہندوستانی حکومت کی سرپرستی میں سنکرت کو اس طور پر دوبارہ زندہ کیا جادرا ہے کہ ہماری اگلی پیری ہی کے بیشتر افراد جس میں ہندو مسلمان سب شامل ہیں سنکرت حانے اور سمجھنے والے ہوں گے۔ یہ وہ نسل ہوگی جو سنکرت جانشکے بعد نہ ڈالوں کے شجر منور بنادیے کے باوجود دیدوں پر تحقیق کیے بغیر نہ مانے گی۔ اور یہی ایسا در ہوگی اس اہنگ کی جسے ہندو مذہب نے کلی میگ (دور تاریکی) جانے کے بعد ست میگ (ذرا فران دوڑ) کا آناتبا یا ہے۔

اے کاش..... | رحمت خداوندی کا یہ ہمارے اوپر بے پایاں خصوصی کرم ہے کہ ہمیں اس ملک میں پیدا کیا جہاں ہمارے یہے دنیا کے دریے مسلمانوں کے مقابلے میں اس قوم نوئی کے سامنے علم اور عمل کے ذریعہ دعوت پیش کرنے

تھیں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔
۱۔ سنت ذہن کی بنیاد پر عالمی اتحاد کی بنیاد کھی جائے تاکہ غلط فہموں کی جگہ انعام و تغیرہ کا دارستہ کھلے۔

۲۔ ہندوستانی قوم کی مذہبی کتابوں میں اہل علم حضرات قرآن کی روشنی میں تحقیق کریں تاکہ ان کو اپنے اصل دین کی طرف اہمیں کی کتابوں کے روئے سے بلا یا جاسکے۔

اور یہ خیال رہے کہ مہلت بہت زیادہ نہیں ہے۔ پندرہویں صدی مشروع ہو چکی ہے پندرہویں صدی بعد کسی عظیم تبدیلی کی قرآن و حدیث کی پیشیں گوئی آپ کی نظر سے گزر جکی کہبہ میں قرار کے بعد اور قسطنطینی اور عربوں کے گزوں پر کرنے کے بعد مدیثت کی یہ تنبیہ آپ کے نظر فروز ہو چکی کہ — "اب یہ نہ پوچھنا کہ عرب کب ہلاک ہوں گے؟"

بر انتشار کا نہیں بلکہ عمل کا وقت ہے۔ جان لیجئے ہم تاریخ کے فیصلہ کن سرے کے قریب ہیں اور صدیوں سے چڑھا ہوا اس قوم کا قرض ہمیں چکانا ہے۔

ہندو عالم جانتے ہیں | متبہلی کا وقت قریب سے یہ ہندو علامہ بھی جانتے ہیں۔ ثبوت، ملاحظہ ہو:

ایسے ثبوت موجود ہیں کہ میگ بدلنے کا وقت آگیا ہے۔ علی میگ اب دواعِ جرمہ ہے اور اس کی جگہ پر ایسا در آ رہا ہے جسے سنت میگ کہا جاسکے۔ مئوا سترنی تیسگ پر ان اور جھاگوں سیا دیسے گئے اعداد و شمار کے مطابق حساب پھیلانے سے پڑھتا ہے کہ وجودہ "..... بھرجن کا درستے ان سب اعداد و شمار کو دیکھتے ہوئے وہ وقت تھیک اہمیں دونوں ہے جس میں میگ بدلنا چاہیے جون ۱۹۷۸ سے نئے تیسگ ۲۰ سال کا ہے ن کے اعداد و شمار کیاں تیسگ تھیک ہیں؟ اس کا آخری فیصلہ تو ہم نہیں کر سکتے لیکن پندرہویں صدی بھری کے فیصلہ کن ہونے کے بارے میں تو ہمیں تحقیق ہزماہی چاہیے۔

کے بے شمار موقع ہیں۔ اب یہاڑے اختیار میں ہے کہ ہم اس انعام کو بچوں سے اٹھاتے ہیں یا ناشکر گزار ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ ہم جو پیغمبر آنحضرتؐ کی امت ہیں۔ حکمتِ ربانی کے تحت تاریخِ انسانی کے ایک اہم ترین سورپریز اس قوم کے درمیان بیجھے گئے ہیں، جو دنیا کے پہلے سرے پر مسیحیت ہونے والے آدمیوں کی امت ہے۔ تمام گاؤں میں اس بات کی موجودی ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتے گی۔ جہاں سے شروعاتِ ہر قومی دین میں اختتام ہو گا تاریخِ عبرت کی وابستوں سے بھری پڑی ہے۔ کیا ہمارے حاگے نہ کہ اس کے بعد بھر کوئی اور موقع آئے گا۔؟

کتنے دکھ کی بات ہے کہ اپنے ساتھ رہنے بننے والی قوم کو دعوت دینے کے باقی میں غور کرنا ہم میں سے کچھ لوگوں نے اب شروع کیا ہے۔ اس لیے کہاب اس کی نیت اور ارادوں سے ہم کو خوف محسوس ہونے لگتا ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ اللہ کی رضاکے لیے ایسا کرتے ورنہ اگر ہم خوف سے ادھر متوجہ ہیں تو اس قوم کے خوف سے زیادہ خوفناک خبر یعنی اللہ کی پکڑ کی خبر سے ڈر کر ہم اس کلام کا ارادہ کرتے جس سے ہم آج تک ناخل ہیں۔

سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ماںوں کی مختلف تنظیموں میں ہاپس ہی میں اتفاق نہیں ہے۔ البتہ ایک بیانوں کی جس پر ماںوں کے تمام گروپ متحد پڑکیں گے قرآن، قرآن پر مشتمل ابریلی دین پذیری مسلمانوں کی تمام سیاسی اور نرمی سبی جاہیں ایمان، رحمتی ہیں۔ قرآن کی فریادِ شفے کے لیے مسلمانوں کی تمام جماعتیں اور تنظیموں کو ایک پلیٹ فلام پر کشمکش کیا جا سکتا ہے۔

”دیکی ان لوگوں نے قرآن میں تدریجیں کیا ایمان کے عوں پر چل جو ہے ہوئے ہیں۔“ (رسوalah محمد ﷺ) قرآن پیکار پکار کر کہ رہا ہے کہ میرے یا من تمام مسائل کا حل ہے مجھ سے فیصلہ کراو۔ ہم ہر جگہ پس اپنے ہیں میکن پھر ہمیں اپنی عقولوں کے فیصلے کرنے پر اصرار کر رہے ہیں۔

اللهم سب کی بیوی سے راستے کی طرف بہائی نہایے۔ مسیح کا علاحدہ ہیں قرآن عکسہ تدریج کرنے کی توفیق معدداً فرمائے اور ماں کے اپنے دین کو سرمندی کے لیے جن کا اخخارب کیا ہے اسی دعوت دینے میں بھی شامل فرمائے۔ آمين۔

باب ۲

انھیں خود کھمی تلاش نہ ہو

ہندو قوم کا ایک وصف بہت قیمتی ہے۔ وہ ہے اپنے پرانوں اپنے شوؤں اور دیگر کرتے اپنے میں موجود تضادات پر بہت متفکر ہیں۔ انھیں تلاش ہے۔ جسے خواہش نہیں ہوں اس پر ایسا اپنے ادا نہیں کرتا یہ اپنے ذہنی سرماں کو چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ لیکن یہ انھیں خود محسوس ہو چکے ہے کہ تمہارے کوئی مقصوں اور واقعات کی صحیح اصل اور ان کے صحیح مطلب کچھ اور ہونے چاہیں۔ اس طرزِ تکر کے دونوں نے پیش خدمت ہیتا۔

ہندوستانی طرزِ فکر کا ایک مصوّل یہ ہے کہ جو شخص اپنے شوؤں بر جنم سوچتے اور لگتی تمنوں میں تطبیق بیہی اکر کے دکھادے اور ان تین میں سے ایک ہی بنیادی علم کو پخواہ کر جیش کر دے۔ اُسے اچاریہ ادا جائے گا اور اس کی بات سنی اور مانی جائے گی۔“ ۔۔۔۔۔

”سوالِ احتساب ہے کہ ان اسکر تیوں کا کیا کیا جائے جن میں ایسے اشکوں میں جو اسکی میں دئے ہوئے درہرے اشکوں کے خلاف اور فطری طبع کے خلاف میں میں کسی بار کہ چکا ہوں کہ جو ہم گر نہیں کے نام پر جو کچھ چھپتا ہے اس میں سمجھی کو کلامِ ربانی کی شکل میں نہیں لینا چاہیے۔ نہیں بہ کوئی یہ تو نہیں کہ سکتا کیا جیسا چیزی اور مسترد ہے اور کوئن سی بُری اور تحریف شدہ، اس نے ایک ایسی با اختیار تنظیر کی خود رت۔ بے جو ہم گر نہیں کے نام پر جو کچھ چھپتا ہے اس کی صفات کر دے۔ ایسے اشکوں کو کارہ، چھاٹ دے جو ہم اور فعلت کے اصول کے خلاف ہیں۔ یہ خیال اس نے کہ میں ماننے جو ہم اسے دیدیں جائے ہے کہ مام جند و اور مدینی میانا نے جانے والے نہیں۔

باب ۲

معیار صرف قرآن

ہماری تحریروں سے کچھ مقامات پر اگر قارئین نے یہ تاثر دیا ہو کہ ویدوں کے موجودہ مترجمین کو ہم پروانات سمجھتے ہیں تو اسے ہم سے نکال دیں۔ علم کو چھپنے والا طبقہ ہر زندہ ہے میں برتلے ہے اور سلافوں میں سمجھا ہے جن ہندو عمارتے ویدوں کے ترجیح کیے ہیں ان کی خصائص قابل تائش ہیں کیونکہ انہوں نے اس علم کو علم کم پہنچانے کی کوشش کی ہے جسے نام نہاد پیدا کیا ہے خواہ کے یہ ہزاروں سال سے شجر منود قرار دیا ہوا تھا اور جواہل بند و دھرم کی بنیاد پر خصوصیات پذیرت شری رام شرما آجاریہ کے بارے میں ہیں ذاتی طور پر علم ہے کہ وہ انتہائی قابلِ تحقیق ہیں اور تمام نماہب کے مطالعوں کے یہیں ان کے بیان باقاعدہ ایک ریسرچ سٹریٹری ہے۔ ہماری نظر میں ان کی بنیادی فعلی یہ ہے کہ وہ ویدوں کو سیارہ بنا کر تمام نماہب کا مطالعوں کو رہے ہیں جو علم ہزاروں سال سے تقریباً غائب تساں پر غوہ تحقیق کی مدد و سہبے اور وہ خود سمجھے جاسکے کامنے چاہے۔ اپنے پرانے عقائد کو ہم میں رکھتے ہوئے انسانی عقل کی روشنی میں خود ویدوں کی کوئی نہیں سمجھا جا سکتا اور جسے براہ دراست سمجھا جاسکے اس کو سیارہ بنا کر دوسرا نہ نماہب کا مطالعہ کیسے پوچھا؟ کلامِ الہی کو لمب کی روشنی میں نہیں عقل کی روشنی میں نہیں صرف اللہ کے کلام کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے اور اللہ کا آخری کلام قرآن ہے جس کے لفظ بـ لفظ محفوظ ہونے پر تمام دنیا مستحق ہے۔ اگر ویدوں کے مترجمین قرآن کی روشنی میں ویدوں کا مطالعہ کریں تو وہ تمام اسرار اور تھیات سمجھ جائیں گی جو ویدوں میں آج تک ان کے یہی مزدہ ہیں اور جن کی بنیاد پر نیکیں مل رئے ہیں تھا کہ :

ایسی نسلیم کی بات مستند نہیں مانیں گے جو کام سچائی اور نعموت کے مذہبے سے کیا جائے جاوہ وقت اگر نے پر اپنا اثر مرتب کرے گا اور یقیناً ان کے یہے مدعا کار ہو گا جو اس طرح کی مدد برکی طرح چاہتے ہیں؟ لہ
بده نے آتا اور پر اپنا کے موضوع پر خاص شیء اختیار کی جیسے ان کا وجد ہی نہ ہے شنکر نے کہا صرف بہم رخدا ہے اور کچھ نہیں دنیا دھوکہ ہے تکمیل چھڑ دینے کی چیز ہے۔ یہ خیال اور خیالات ہماری قومی فکر میں لگ بھگ ڈھانی ہزار سال سے ملے جلے جلے آ رہے ہیں جہاں ہم نے روحاں نبجوں میں کچھ نئی کامیابیاں حاصل کی ہیں وہاں دنیا کی زندگی میں بہت سی مصیبتیں بھی جیلیں ہیں راج پاٹ کھویا اور طاقت سے در در ہے ہم نے ایک خصوصی روحاں نبجوں کی قوت اور مدد کو سمجھی جان یا۔ اس سے ہم دیک اور اپنڈیک نبزوں کی خصوصیات کا تجزیہ کرنے کے لیے خاص طور سے تیار ہو گئے ہیں اور یقیناً اب جوئی تکر طریع ہو گی غالب گمان یہ ہے کہ وہ مکمل ہوگا وہ

کیا ان پر اگر انہوں میں چیزیں اپیلوں پر آپ آگے آنے کے لیے تیار ہیں؟

آپ ہی کے پاس تو مکمل حل ہے۔

آپ ہی کے پاس تو ان تمام تضادات کی تحلیلیں ہے۔

کیا آپ بے چین و نژاد پتی ہوئی انسانیت کے سیحانہ نہیں گے؟
یاد کیجئے آج دوا آپ کے پاس ہے۔ اگر آپ ملاج میں سجنل کریں گے تو حکمت الہی کو دنسرے معراج پر جیتا کرنے میں دیرہ لگے گی۔

بـ لـ اـ بـ بـ دـ لـ

اکیں اسکا لکے یہ یہ نام مکن ہے اور شاید اسکا لرس کی ایک پوری نسل کے یہ یہ نام مکن پڑھا کر وہ ریگ دید کے نغموں کو شفی بخش طور پر حل کر سکیں۔
ہم سمجھتے ہیں کہ دیدوں کے ترجوں میں قابل ترین ہندو عالموں کے ذریعہ غلطیاں
دانستہ نہیں کی جاتی ہیں بلکہ غلطی کی بنیاد وہ تصورات اور عقائد ہیں جنکی دیدوں کے
مطالعے سے پہلے ذہن سے نکانا افرادی ہے۔

اگر یہ نکتہ مترجمین کی سمجھ میں آجائے اور قرآن کی روشنی میں ان کا مطابوک یا جائے
تو دیدوں کے وہ ترجیح سامنے آئیں گے جن سے دیدانست، گیتا اور اپنے دوں کے
تمام تضادات دور ہو جائیں گے اور ہندو قوم اس عالمگیر انقلاب کی دائیں بن کر اٹھے
گی جس کا قرآن اور دید دنوں میں وعدہ کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



انعام سخن

ایک

شیع رذالت کے پرواؤں میں کیا چیز مشترک تھی؟
پندبیادی مقام اور ذات رسولؐ سے محبت کے سوا کچھی تو نہیں؛ طریق کار اور
طبعیں و مراجع سب کے جدا تھے۔

حضرت عثمانؐ غنیٰ صاحب دولت و ثروت اور فرمی باس زیب تن کرنے والے ہیں
اور دوسرا طرف حضرت ابوذر غفاریؐ اور حضرت براء بن مالکؓ ہیں۔ درویش مشت
ناکافی باس اور فقر و استغنا کا شاہنشاہ۔

حضرت عبد الرحمن بن خوفؓ ہی بزرگ خالی باتیہ مدیہ آئندہ ہیں اور مدینہ کے المدار ترین شخص
ہیں جا تھیں اور اسی صفت تی حضرت مصعب بن عینؓ ہیں جن کی بچپن زندگی کی تدوش اپنے اسی
حزب امثل سماں تک رسیں بعد میں اپنے یہی ایسے پیوند زدہ ہوتے کہ پڑن کا انتساب کرنے ہیں کہ رسیں خدا
اکھیں ویکھ کر آدمیہ ہو جاتے ہیں۔

اسی مدینہ میں حضرت عوفؓ حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن مسعودؓ
اور حضرت ابن کعبؓ جیسے جیلیں القدر فضیح و ملینہ اہل علم ہیں اور اسی مدرسہ کے فارغ ہیں بالآخر
میں جن کا کل تقریر یہ صرف ایک نقطہ احمد کرنی تھی۔

حضرت عمرؓ خطاب کی شدت آمیز سختی دیکھئے اور حضرت عثمان بن عمانؓ کی
مضطربت آمیز رُقا۔

حضرت اکعب بن مالکؓ ہیں جن سے برسوں کی عبادت کے بعد مجھی غزوہ میں شاہزادے ہوئے کی
گواہی ہوئی اور حضرت اسیرمؓ ہیں جو بنی امیہ وقت کی نماز ادا کیے اسلام قبول کرتے ہی غزوہ
میں شاہزادہ کر شہید ہوئے۔

حضرت مالکؓ سیف اللہ جیسا ذہین سپسالار بھی اسی شکری ہے جس میں حضرت فاطمہؓ
جیسا نشگہ بن میدان کارزار میں گھسنے والے۔

حضرت مقدادؓ کی سادہ لباس اور حضرت اسامةؓ کی جو اہل دیکھے اور حضرت
عثمانؓ کی جیار و شرم۔

حضرت فاطمہؓ ہر را ملک قناعت و گوششینی پر نظر ڈالیے اور حضرت مالکؓ صدیقۃؓ کی
علمی محفلوں پر غور کیجیے۔

یہ بلافاقِ احرام ہیں اللہ کے مقرب بندے ہیں رسول خدا کی آنکھ کے تارے ہیں۔
اللہ کے جیبیت کے انہوں کے تربیت یافتہ ہیں پھر بھی ان کے مزاج افادہ جیعتیں۔

پسندنا پسند ایک دوسرے سے کتنی مختلف ہیں ان کو کس قائد نے باہم شیروٹ کر دیا تھا؟
آج اسی قائد کو اگر ہم ہر وقت اپنے درمیان تصور کریں تو کیا مختلف مزاج اور
انداد رکھنے والے مخلصین کا بھرا ہوا شیرازہ جمعیت نہیں ہو سکتا۔؟

۶۹

رسالتِ ایک کی باہکاہ کیا تھی؟
علمی برگریوں کا مرکز ہے عملی برگریوں کا مرکز ہے تنظیم کا مرکز ہے تبلیغ کا مرکز ہے
عبادتوں کا مرکز ہے تربیت کا مرکز ہے سپسالار کا مرکز ہے صلح جوئی کا مرکز ہے سلطنت کا مرکز ہے
فیقری کا مرکز ہے عدالت ہے خانقاہ ہے مدرسہ ہے

حضرت اکعب بن مالکؓ نے بعد میں قبائل وہ مثالِ فام کی جس پچھا پڑشک کرتے تھے۔ آپ ان چند
خوش نصیبوں میں سے ہیں جن کی بڑات کا اعلان اللہ نے قرآن پاک می کیا ہے۔

سرورِ کوئینؓ کو ان یہی سے کس ہیں مدد و کرویں؟ ان میں کے یا نہیں تھا وہاں؟ یہ سب کچھ
تمہارا نہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت کچھ تھا۔

باب حکومت: سلطنت بھی تھی، فقیری دلوشی، گوشنہشی و اعکاف بھی تھا۔ جب دو
جانشہشی کی رغیب بھی تھی، قند سے بچنے کی تعبیر بھی تھی۔ تیر و توار جیسے اپریل کے میدان
بھی تھے۔ روحانی تربیت کی مجلس بھی تھیں۔ وجود ارثی و دلیلی کی عدالتیں بھی تھیں۔ یہ تھنف
اصحاب کی پرو قدار تعلیمیں بھی تھیں۔ جن کرتبلیغ بھی ہوتی تھی، مجھ کرتبلیغ بھی ہوتی تھی اور تعلیغ
کے لیے بسی درسائیں کے ذریعے بھی استعمال کیے جاتے تھے۔ علم حافظوں میں بھی محفوظ کیا جاتا
تھا اور تحریروں میں بھی مسایل کی تربیت بھی مقصود تھی۔ غیر مسلم کو دعوت بھی مطلوب تھی۔
اس سے مسکایا سٹ، غلزاریاں.....

بھی کچھ تو تھا وہاں۔ سیک و نشن صافیانی مدنی، سیاسی تازیٰ، مذہبی، نہکی
اعردو تھی، مذاہل پر کو مر جا رکھتھا۔

آج دنیا میں جستی جماں تین ہدم کریں وہ سب ان میں سے کسی ایک یا چند
شعبوں میں کام کر رہی ہیں۔ لیکن ہمارا عظیم زمین الیری یہ ہے کہاں میں سے ہر جماعت صرف
اپنے اپنے کو پہنچ جوست یا استِ رسول پر کار بند تجھے ہوئے دوسرا تمام جماعتوں کے
طریقہ کار کو غلط کیجیتے ہے۔

المکہ جاپ سرورِ کائناتؓ کی بے مثال اور لاحدہ و دصلحتیں میں اور دارِ کار دنیا
کا ایک تھوٹا سا حصہ۔ دوسرا طاقت آپ کے علاوہ ان کے پاؤں کی دھول سے زیادہ حیر اور
کمرت افزاد کی جا عینیں اور دارِ کار بے سارِ اعلام ایکی کون تقابل ہے؟ کیا دنیا میں کوئی
جماعت یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس نے رسول اکرمؐ کی عملی دعویٰ زندگی کے تمام شعبوں کا
احاطہ کر لیا ہے؟

قرآن کریم دنیا میں صرف دو جماعتوں کے وجود کا ذکر کرتا ہے۔ حزب اللہ
(اللہ کی پارٹی) اور حزب الشیطان (شیطان کی پارٹی)۔ دنیا کے جس جس حصے میں اسلامی

جماعتیں کار فرماں وہ حزب اللہ کے الگ الگ شعبے میں جو رسول کرمؐ کی سنت کے کسی ایک عضو صیاد چند پسلوں پر کام کر رہی ہیں اور دنیا میں جہاں جہاں جسیں افواز کی طوفی طاقتیں سرگرم ہیں وہ حزب الشیطان کے مختلف شعبے ہیں۔

ہائے افسوس! حزب الشیطان کے تمام شعبوں میں باطل کی تمام قوتوں میں استفادہ ہے اور حزب اللہ کے تمام شعبوں میں دعوت دین کی علم بردار تمام جماعتیں میں باہم اشتراک و تعاون تو درکار مخالفت اور معاہدت ہے۔ ان میں سے ہر ایک شعبہ تنہایا خود حزب اللہ ہونے کا دعویدار ہے اور دسرے تمام شعبوں کی افادیت کا انکار کرتا ہے۔

مخالف انجیال افراد کی طرح مختلف انجیال گروہوں کو متکر رکھنے والی ہستی اس دنیا میں صرف ایک ہے۔ اسے جب تک اپنے درمیان محسوس نہیں کریں گے، انتشار باقی رہے گا۔

تین

دنیا میں بہت سی دینی جماعتیں سنت کے کسی نکسی جزو پر عمل پر ہو کر سرگرم کاریں اور الحمد للہ ان کی کوششوں کے نتائج بھی برآمد ہو رہے ہیں لیکن ایک غیر احمدی نک بالکل خالی تھا۔ احادیث نبی نے تبدیل ہونے والی جس قوم کی نشاندہی کی ہے اور اس کو دعوت دینے کے جس طریقے کار کی طرف رہنالی کی ہے اس پہلو سے اس قوم میں کام احمدی تک شروع نہیں پورا کاتھا۔

اللہ نے اپنے ایک بندے کے دل میں تراپ پیدا کی۔ اسے نکر و بصیرت سے نوازا، اور وہ لگن اسے عطا کی کہ اس نے پندرہ سال کی رکھا تاریخت کے بعد اس خلا کو پر کرنے کا مواد فراہم کر دیا۔

مولانا شمس نوید عثمانی کے درود کے کر کچھ نوجوان اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور دعوت کے اس رخ پر کام شروع ہو چکا ہے۔ تنظیم کا نام ذراک [WORK]

ادب اذار نصر اللہ خالی دام پور ریو پی امیں اس تنظیم کا دفتر ہے۔
World Organisation of Religions & Knowledge رکھا گیا ہے

اس کام کا عملی رخ چونکہ علمی تیاری کے بغیر شروع نہیں ہو سکتا اس لیے ورکرس (رکارکنان) کے لیے ایک کم سے کم درجہ کے نصاب پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے جس میں کچھ حصے قرآن پاک اور احادیث کے ہیں اور کچھ ویدوں اور بائبل کے ہیں۔ اس نصاب پر عبور حاصل کرنے کے بعد ہی یہ ورکرس عملی تبلیغی میدان میں نکلنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اس مقصد کے لیے مذکورہ کو رس کی کلاسوں کا انعقاد جاری ہے۔ جلد ہی دیگر شہروں اور بھی انشار اللہ اس طرح کی کلاسیں شروع کر کے دہاں ورکرس تیار کیے جائیں گے۔ اللہ مدد فرمائے۔ آمین!

اس تنظیم کے ورکرس ایک عضو صیاد رخ پر کام کرنے کے ارادہ کے باوجود دوسری تما دینی جماعتوں کے لیے نیک خواہشات رکھتے ہیں۔ انھیں بھی حزب اللہ کا حصہ سمجھتے ہیں اور فضورت پڑنے پر ان کے ساتھ تعاون کرنے کو بھی اپنے کام کا ہی ایک جز سمجھتے ہیں۔ ان تمام اہل دل سے جھنوں نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مذکورہ خلاف کو محسوس کیا ہو، دعا کی درخواست ہے۔ ایں عبد اللہ بن تر

بازار نصر اللہ خالی
رام پور، بیل

عَقَابٌ رَّوِحٌ جَبْ بَيْدَارٌ هُوَ لَهُ بَيْهِي
نَظَرٌ آتَىٰ تَحْسِيْهِ اَرْجُوْ كَوْاْنِيْنِ فَزَلَّ طَهَارٌ مَّهِيْرَهِ
(انتباہ)

۴۴۶
کسی بھی سنبھالہ علمی تنقیہ کو ہم خوش آمدید
کہتے ہیں۔ اتحاد بین المسلمين کے پیش نظر
ہماری یہ درخواست ہے کہ علمی اختلافات کو پریس
میں لانے سے پہلے ہمیں متوجہ فرمائیں۔ اگر ہم
سے مخلص ہوتے ہوئے بھی نا داشتگی میں
کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے تو ہم علی الاعلان
اس سے رجوع کرنے کے لیے تیار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی

صراطِ مستقیم کی طرف

رہنمائی فرمائے اور ہمیں

اس پر قائم رکھئے۔

ہماری دریگ مطبوعات

قانونِ شہریت
جنگی زیور

مکاشفۃ القلوب
جاد الحق

سُنی بہشتی زیور
شمع شبستان رضا

کشف المحبوب
اولیاء پاکستان

بارہ تفسیریں
شان حبیب الرحمن

محفل انبیاء
جامع کرامات اولیاء

ہشت بہشت
احکام شریعت

عورتوں کی حکایات
سُنی فضائل اعمال

Rs.

ضیاء القرآن پبلیکیشنز
گنج بخش روڈ - اردو بازار - لاہور

اکراب بھی نہ جا کے تو.....

نتیجہ فکر: شمس نوید عثمانی
ترجمانی: ایس عبداللہ طارق

